بانکه ز مشاطه کند رخ حسن موزون تر بیت ✦ آن مطلع ابرو مگر اصلاح طلب نیست

مشاطۂ سخن

معروف بہ

شمع سخنوری

از

جناب صفدر مرزاپوری

اپنی نوعیت کے لحاظ سے

دنیائے ادب مین پہلی کتاب ہے جسمین مسلم الثبوت ورماہرین فن اساتذہ کی وہ اصلاحین جمع کی گئی ہین جو اُنھون نے اپنے ہونہار شاگردرشیدون کو دین اور جنکی بدولت [illegible]وگ شاعری کی دُنیا مین آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے - انتخاب مین صرف انہین باکمالون [illegible] [illegible]یا ہی جنکا حرف حرف قابل تسلیم ہی اور جنکے قول کو اُردو دنیا سند مانتی ہی - جناب ناسخ آتش [illegible] اسیر ذوق غالب مومن منیر نسیم دہلوی انیس دبیر امیر داغ تسلیم جلال ایسی ہستیان نہین ہین کہ جنکی اصلاحات قابل توجہ نہون شاعرانہ مذاق رکھنے والے حضرات کے لیئے نایاب تحفہ ہے

صدیق بک ڈپو - امین آباد پارک لکھنؤ
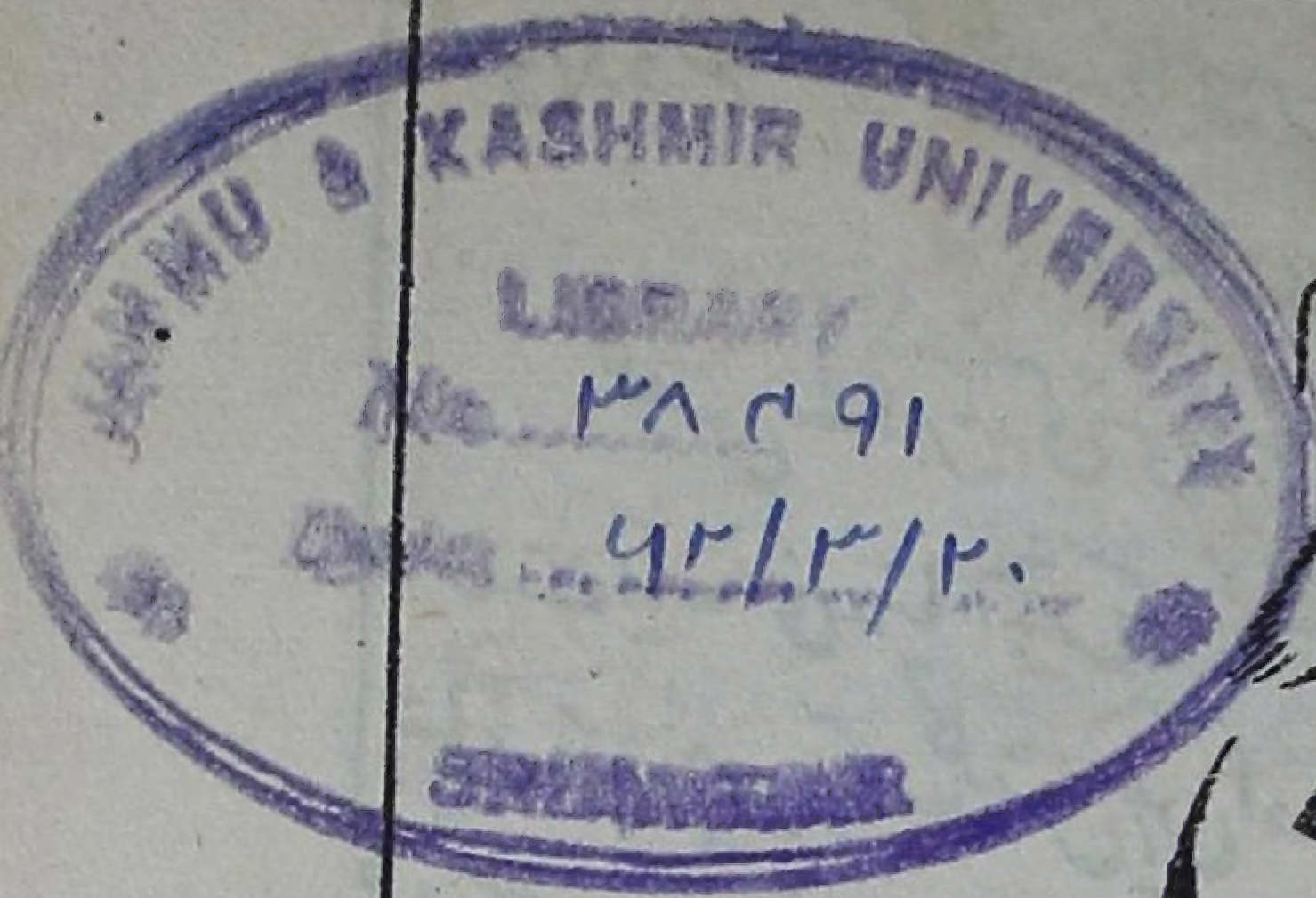
بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُشاطۂ سُخن

کا

خیر مقدم

پیارے صفدر! تسلیم، بزم خیال اور مرقع ادب کی صورت مین آپنے اس سے پہلے ارباب ذوق سلیم کی لذت نظر اور تفریح دل وجگر کے لیئے جو کچھ سامان بہم پہونچایا اُس کی داد مین کیا دون تمام ملک آپ کو دے چکا اور اس کا ثبوت کافی ان دونون کی مقبولیت ہے۔

اب آپ "مشاطۂ سخن" کے حسین وجمیل نام سے ایک اور لطیف چیز ملک مین پیش کر رہے ہین مین آپ کو مبارکباد دیتا ہون کہ یہ جدت بھی آپ ہی کے حصہ مین آئی سچ تو یہ ہے کہ آپ کے نکتہ رس دل ودماغ کو جو کچھ سوجھتی ہے نئی سوجھتی ہو آپ کے حسن انتخاب اور ندرت تلاش کا کون قائل نہین؟

ابھی چاہے دشمن اہل نظر اس کا خیال اور قدر کمال نہ کرین مگر آگے چل کے ماننا پڑے گا کہ آپ نے جو کام کیئے وہ کس درجہ سزاوار تحسین وآفرین ہین۔

مرقع ادب ہی کو لے لیجئے، اِس کے دیکھا دیکھی اور مجموعے بھی چھپ گئے اور اِس سے بہتر چھپنا ممکن، لیکن "الفضل للمتقدم"، شرف ایجاد آپ ہی کو حاصل رہا۔ ولی سے بہتر کہنے والے بہت ہوئے مگر ولی کوئی نہین! اسی طرح "مرقع ادب" اور "مشاطۂ سخن" سے بہتر ملک مین اکثر وبیشتر مجموعے تیار ہونا ممکن مگر جو قبولیت کا سہرا صفدر کے سر رہا

کسی دوسرے کے حصہ کا نہین۔ مصرع

دیتے ہین بادہ ظرف قدح خوار دیکھکر

کلمبس نے امریکہ کی نئی دُنیا تلاش کر کے سارے عالم مین نام پایا۔ آج آپ بھی ہمارے سامنے ایک "نئی دنیا" پیش کرنے والے ہین تو کیا یہ کہنا صحیح نہین کہ آپ بھی ہماری غریب دنیائے اُردو مین ایک کلمبس ہین اور "نشاط سخن" آپکا امریکہ ہی۔ یہ اور بات ہی کہ ناقدر شناس سخن اور دشمن علم وفن آپ کے اِس لطیف "مجموعۂ اصلاح" کو قدر کی نگاہون سے نہ دیکھین، پھر بھی آپ افسوس نہ کیجئے گا، وہ یورپ ہی ہے۔ جہان انسان ذرا سا نیا کام کر کے تمام جہان مین آفتاب شہرت بنکر چمکتا ہی، وہان کی حکومت اور پبلک دونون زر و گوہر سے اہل ہنر کی قدر کرتے ہین، اخبارات صور اسرافیل بنکر تمام عالم انسانی مین ہلچل ڈالدیتے ہین اور اس کی جدت و اختراع کا آوازہ گھر گھر پہونچا دیتے ہین، یہان سب سے پہلے رشک و حسد اور نقص و اعتراض کی نگاہین اُٹھتی ہین اور مصنف یا موجد کے نازک دل کو اپنے قدرتی تیرون سے چھلنی کر دیتی ہین پھر بھی آپ ہمت نہ ہارین اور اپنا حوصلہ پست نکرین۔ کوئی کچھ نہ بولے مگر کچھ گدڑی کے لال ایسے نکل آئین گے جو "نشاط سخن" کو ہاتھون ہاتھ لین گے، آنکھون سے لگائین گے اور یہ کہکر دل مین جگہ دین گے ؎

بیٹھے ہین تری بزم مین کچھ اہل نظر بھی

ہان ایک نگاہ غلط انداز ادہر بھی

بلا سے آپ کی زندگی مین نہ سہی، کبھی تو "نشاط سخن" آپ کے حسن انتخاب اور اسکا ملک سے خراج لیکر رہے گی۔ مگر نہین ناشکری ہو گی اگر ہمارے ملک کے قدر شناسان سخن کو ناقدر دانان علم وفن کہا جائے۔ اب یہ آپکے تالیف کی خوبی ہے یا ارباب نظر کی خوش مذاقی، یا یون سمجھیے کہ کوئی امر اتفاقی مگر مین یہ ضرور کہون گا کہ بزم خیال اور مرقع ادب کی ملک مین اُمید سے زیادہ قدر ہوئی۔ اور آپ کے جیتے جی داد بھی مل گئی اور اب کیا چاہیے؟

"نشاط سخن" کو بھی بازار ادب مین لائیے ؎

بازار مصر مین چل یوسف کا سامنا کر
کھوٹے کھرے کا پردہ کھلجائے گا چلن مین

مجھے یقین ہے کہ اُس کے لیئے بھی سیکڑون آنکھین مجبور تمنا ہو کر مشتاق تماشا نظر آئین گی انھین تماشائیون مین یا یون سمجھیئے کہ تمنائیون مین ایک دیرینہ نیاز مند محوی بھی ہے، جو اِس کساد بازاری مین بھی متاع جان لیکر حاضر ہے اور دوُر ہی سے ایک طرف کھڑا ہوا آواز لگا رہا ہے ؎

مشاطۂ سخن کوئی آئے لیئے ہوئے
بیٹھے ہین ہم بھی دیدۂ دل وا کیئے ہوئے

خاکسار محوی صدیقی
از بھوپال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقدمہ

مشاطہ را بگو کہ بر اسبابِ حسنِ یار
چیزے فزون کند کہ تماشا بمارسد

شاعر کے واسطے جو چیزین طغرائے امتیاز ہین اُنمین ایک اصلاح بھی ہی جسکا کمال شاعر کے انتہائے کمال پر موقوف ہی اصلاح کے معنی یہ نہین کہ شاگرد کو دوسرا شعر کہ دیا جائے جیسا آجکل بعض شعرا کا شعار ہی اس طرز عمل سے نہ شاگرد کو اُستاد سے فیض پہونچ سکتا ہی نہ اُستاد کو اُستادی کا تمغا مل سکتا ہی کیونکہ شعر کہہ دینا آسان ہی مگر اصلاح دینا مشکل۔

شاعری صرف موزونیت طبع کا نام نہین کم از کم علوم رسمیہ اور معائب و محاسن شعر پر عبور ہونا شاعر کا پہلا فرض ہی علمائے معنی بیان کے نزدیک معنی روح ہی - الفاظ جسد، محاسن لفظی زیور شعر پر تینون حیثیتون سے نظر کرنا چاہئیے اگر معنی نہین تو شعر بے روح، اگر حسن بندش نہین تو حسن ظاہری سے معرّا۔

اکثر لوگ صرف الفاظ پر نظر کرتے ہین معنی سے کوئی غرض نہین رکھتے الفاظ مین شوکت و جزالت ترکیبون کی ندرت انکا نصب العین ہوتا ہے سلیس صاف پُر لطف شعرون کی بعض مشاعرون مین داد نہین ملتی مرصع پیچیدہ لغو شعر پر ہنگامہ برپا ہوتا ہے۔

شاعری کا ایک دور ایسا تھا جسمین رعایات لفظی مراعاۃ النظیر کی بھرمار تھی تشبیہات

استعارات کی کال کوٹھری مین معنی کو قید کرتے تھے شعر کا وہ اصلی جوہر جو جذبات دلی
کو متحرک کرتا ہو اُن کے کلام مین معدوم تھا اُسوقت مین اصلاح بھی رسم زمانہ کے موافق دیجاتی
تھی جیساکہ اسی مجموعہ مین آپ کو بعض اشعار سے ظاہر ہوگا؛
اصلاح کی خوبی یہ ہو کہ جب اُستاد کوئی شعر بناوے تو پھر لفظاً و معناً اُس سے بالاتر
کوئی درجۂ ترقی کا شعر مین نظر نہ آئے جو لفظ رکھدے وہ ایک ترشا ہوا ہیرے کا نگینہ ہو،
خواجہ آتش نے خوب کہا ہے ؎

بندشِ الفاظ جڑنے سے نگونکے کم نہین
شاعری بھی کام ہو آتش مرصع ساز کا

بعض اوقات صرف ایک لفظ رکھ دینے سے زمین شعر کا پایہ آسمان سے ل جاتا ہو
اور اسی کو قدما نے کہا ہے، لفظیکہ تازہ است بمضمون برابر است۔
نظامی عروضی سمرقندی جو نظامی گنجوی کا معاصر اور باکمال شاعر تھا اُس نے
اپنے مقالات مین شاعری کی حقیقت کو نہایت عمدہ الفاظ مین ادا کیا ہے جس سے
ہمارے مقصود پر بھی روشنی پڑتی ہے۔
"شاعری صناعتیست کہ شاعر بدان صناعت اتساق مقدمات موہومہ کند و
التیام قیاس منتجہ بر انوجہ کہ معنی خورد را بزرگ کند و بزرگ را خورد و نیکو را در لباس زشت و زشت
را در حلیہ نیکو جلوہ دہد با یہام قوت ہائے غضبی و شہوانی برانگیزد تا بدان ایہام طبائع را انبساطے
و انقباضے بود و امور عظام را در نظام عالم سبب گردد؛"[1]
مقدمات موہومہ کی ترتیب سے حسین چیزون کا بدنما اور بری چیزون کا خوشنما ثابت
کرنا جس سے محبت اور غضب کی قوتین مشتعل ہو جائین یا کم معنی کو پھیلانا یا دریا کو کوزہ مین
بند کرنا اس کے واسطے شاعر کے دماغ مین ذخیرۂ الفاظ ہونا چاہیے جیسے دور آخر
مین قاآنی کا دماغ الفاظ کا ایک طوفان خیز سمندر تھا؛
بعض اوقات شاعر ایک مطلب کو ادا کرنا چاہتا ہے عالم وجدان مین ایک مضمون

[1] چہار مقالۂ نظامی

کو نظم کرتا ہے مگر درحقیقت الفاظ اظہار معنی کے لیئے مساعدت نہیں کرتے اور شعر
المعنی فی بطن الشاعر ہو جاتا ہے ایسے ہی مقامات پر کسی اُستاد کی اصلاح کی ضرورت
ہے۔

ارسطو کے مذہب کے موافق جو شعر کو ایک قسم کی مصوری یا نقالی بتاتا ہے الفاظ پر
نظر کرنے کی بڑی ضرورت ہے الفاظ ہی کی خوبی شاہد معنی کے رُخ سے نقاب اُٹھاتی ہے
حسانؓ ابن ثابت کے ایک چھوٹے بچے کو ایک مرتبہ بھڑ نے کاٹ کھایا حسان نے پوچھا
کہ کس جانور نے کاٹا بچہ نام نہیں جانتا تھا کچھ نہ بتا سکا حسان نے پوچھا کس قطع کا جانور
تھا بچہ نے کہا کانہ ملتف ببردی حبرۃ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک دھاریدار چادر
میں لپٹا ہوا ہے، بھڑوں کے پروں پر رنگین خطوط ہوتے ہیں اس لیئے اُس نے اس کو
دھاری دار چادر سے تشبیہ دی حسان اُچھل پڑے اور کہا واللہ صار ابنی الشاعر
خدا کی قسم میرا بیٹا شاعر ہو گیا۔ دیکھو یہاں الفاظ اور تشبیہ نے اصل معنی کی طرف متوجہ کیا۔

"شاعری کی حقیقت"

شاعری کا علاقہ زیادہ تر تخئیل سے ہے اسی سے بعض محققین نے موزونیت اور غیر
موزونیت کی قید کو اُٹھا دیا ہے اور یہیں سے شاعر کا فطری اور شعر کا غیر اکتسابی ہونا ثابت
ہوتا ہے اسی لیئے شعرا کو تلامیذ الرحمٰن کہتے ہیں شاعری کی حقیقت کے متعلق میں نے ایک نظم
کہی تھی جس کے چند شعر مناسب مقام ہیں۔

شاعری کیا ہے؟ فقط اک جذبۂ طوفاں خروش — قوتِ تخئیل میں اک ولولہ انگیز جوش
شاعری کیا ہے؟ فقط تصویرِ جذباتِ نہاں — قوتِ تخئیل کے ہمراہ تاثیرِ زباں
ساغرِ جذباتِ باطن میں جب آجائے اُبال — دل کے سرچشمہ میں جب پیدا ہو جوشِ انفعال
دلپہ ہو جب قوتِ قدرت کے مناظر کا اثر — منہ سے کچھ باتیں نکل جائیں اثر میں ڈوب کر
صورتیں اُس نے مجسم کیں امید و یاس کی — اُس کی خاکستر میں ہیں چنگاریاں احساس کی

۱ از شعر العجم حصہ اول

جب زبان شعلہ پاتی ہین وہی چنگاریان
گلشن تخئیل مین کھلاتی ہین گلکاریان

واردات قلب کی تفسیر طولانی ہی یہ
اِک مجسم ہستی اغراض نفسانی ہی یہ

روح تازہ اسنے پھونکی پیکر جذبات مین
بھر تابان کر دیئے خاکستر جذبات مین

نغمۂ خوابیدہ کو اسنے جگایا خواب سے
ساز ہستی اسنے چھیڑا ناخن مضراب سے

اسکے نالو نسے ہوئین آباد لاکھون بستیان
جاگ اٹھین آنکھونکو ملکر سونیوالی ہستیان

اِک نگاہ شوخ سے دل درد کا برما دیا
جلوہ رنگین دکھاکر روح کو گرما دیا

اِک خلاصہ تھا وہ اسکے درد کی تفصیل کا
جب کہا تھا مرثیہ قابیل نے ہابیل کا

اِک سخن سکا ہی جو کچھ دہر کی محفل مین ہے
متن قدرت کی مفصل شرح اسکے دین ہے

ہین جو ارباب صفا انکو تو کافی ہی یہی
روح موجودات کی تفسیر صافی ہی یہی

دل ہی یہ اور عالم ارواح اسکا سینہ ہی
شاعری تصویر روحانی کا اِک آئینہ ہی

روح خوابیدہ مین دوڑائی ہی بیداری کی لہر
دلکے خوابستان مین جاری کی ہی ہشیاری کی نہر

رزم کی یہ روح ہی اور بزم کی یہ جان ہی
عشق کا قرآن ہی اور حسن کا ایمان ہی

سرزمین عشق پر سکہ ہی اسکے نور کا
سنگ بنیاد ی رکھا ہی اسنے کوہ طور کا

مدتون بزم سلاطین مین رہی یہ سرفراز
یہ وہ سلطان ہی دل محمود تھا جسکا ایاز

اسکے گلدستو نسے زینت ہی بساط بزم مین
دلکو زاہد پر بنہا دیتی ہی دشت رزم مین

جڑتی بھرتی ہی ستارے منظر آفاق مین
بجلیان دوڑا رہی ہی پیکر آفاق مین

غیر محسوسات کا ادراک کرتی ہی یہی
تخلیہ مین سیر ہفت افلاک کرتی ہی یہی

ظلمت اسکی شام گیسو صبح اسکی صبح عید
طبع قدرت کا لطیفہ قلب فطرت کی امید

دلکشا منظر نسیم صبح نورانی سحر
یہ پرندان فضا اور انکے وہ رنگین پر

جگمگاتی یہ ستارون کی پریشان انجمن
یہ مہکتی بزم پھولون کی چمن اندر چمن

یہ شفق کی سرخ برق یہ روپہلی تیلیان
یہ نصارلاجوردی پر چمکتی گمزیان

یہ ردائے آسمانی یہ نگارِ شعلہ فام
وہ شفق کے رنگ مین شانِ غروبِ آفتاب
نغمہ سنجانِ حقیقت طائران خوشنوا
آسمانِ حسن کے ٹوٹے ہوے تارے تمام

یہ کرہ سونے کا جس سے ہو ثوابت کا نظام
اِک حسین ڈالے ہوے چہرے پہ نارنجی نقاب
کوئلون کا کوکنا اور یہ پپیہے کی صدا
وہ رخِ قدرت کی افشان جگنوؤن کا اژدہام

نقشِ معنی خیز ہین دیوانِ فطرت کے یہی
مختلف اشعار ہین دیوانِ قدرت کے یہی

اِن شعرون سے معلوم ہوگا کہ شعر کا مفہوم کس قدر وسیع ہے۔ اب مین نظامی عروضی کے بعض خیالات درج کرتا ہون جو اُس نے ایک شاعر کے لیئے ضروری سمجھے ہین ارباب فن کو اس پر غور کرنا فائدہ سے خالی نہیں،

فن شعر مین اُستاد کون ہے؟

(۱) سلیم الفطرۃ[1]،
(۲) عظیم الفکرہ،
(۳) صحیح الطبع،
(۴) جیدّ الرویّہ،
(۵) دقیق النظر کہ از انواع علوم متنوّع باشد و در اطرافِ رسوم مستطرف زیرا کہ چنانکہ شعر در ہر علمے بکار آید ہر علمے نیز در شعر بکار مے شود،
(۶) شاعر باید در مجلس محاورت خوشگوئے بود و در محفل معاشرت خوش روئے؛
(۷) باید کہ شعر او بآن درجہ رسیدہ باشد کہ در صحیفہ روزگار مسطور بود و بر السنہ و افواہ مشہور و بر سفائن بنویسند و در مدائن بخوانند کہ خط اوفر و قسم افضل از شعر بقائے اسمست و تا مقرر و مسطور نباشد آنرا اثر نبود۔ اما شاعر بدین درجہ نرسد الا کہ در عنفوانِ شباب و در روزگار

[1] مقالات نظامی سمرقندی

جوانی بست ہزار بیت از اشعار متقدمین یا دگیرد و دہ ہزار کلمہ از آثار متاخرین در پیش چشم کند و پیوستہ دواوین استادان ہمی خواند و مستحضر ہمی باشد و آگاہی میدارد کہ در آمد و بیرون شد ایشان از مضایق و دقایق سخن بر چہ وجہ بودہ است تا کہ طرق و انواع شعر در طبع او مرتسم شود و عیب و ہنر شعر در صفحہ خرد او منقش گردد تا سخنش روے در ترقی آرد و طبعش بعلو میل کند ہر کرا طبع نظم شعر راسخ شد سخنش ہموار گشت روے بعلم آرد عروض بخواند و گرد تصانیف استاد ابو الحسن بہرامی سرخسی گردد انند غایۃ العروضین و کنز القافیہ و نقد معانی و نقد الفاظ و سرقات و تراجم و انواع این علوم بخواند بہ استادی کہ آن داند تا نام استادی را سزاوار شود و اسم او در صحیفۂ روزگار بماند چنانکہ اسامی دیگر استادان کہ نامہاے ایشان یاد کردیم تا آنچہ از مخدوم و ممدوح بستاند حق آن تواند گذاردن و بقاے اسم او بیابد۔

اسکے بعد ایک طولانی بحث اسپر لکھی ہے کہ شاعر کے واسطے بدیہ گوئی سے بہتر کوئی چیز نہیں، اسکو مین نظر انداز کرتا ہون لیکن امور مندرجہ پر شعرائے عصر کو لحاظ کرنا چاہیئے اور اصلاح لینے والون کو بھی مشورہ سخن کے لیئے ایسے شاعر کو انتخاب کرنا چاہیئے جو کم از کم انہین سے اکثر صفات سے موصوف ہو۔

شاعری کو اصلاح سے کسقدر تعلق ہے

اُستادی اِن صفات کے بعد مشاقی پر موقوف ہے جسقدر مشق زیادہ ہوگی اُتنا ہی نظم پر اُسکو زیادہ تسلط ہوگا اسی لیئے نومشقون کو ابتدا مین کسی اُستاد کی ضرورت ہوتی ہے اُستاد کا کام فقط الفاظ کا رد و بدل کر دینا ہے ورنہ شاعر کوئی کسی کو نہین بنا سکتا ہزارہا ایسے شاعر گذرے جنھون نے کبھی کسی سے اصلاح نہین لی اُن کا علم و فن اُنکی خداداد طبیعت اُن کا صحیح ذوق اُن کا اُستاد تھا مجھے تو یہ سلسلہ صرف ہندوستان مین نظر آتا ہے عرب و عجم مین کوئی تاریخ مشکل سے اِس کا ثبوت دے سکتی ہے کہ امراء القیس اعشی حسان متنبی یا عسجدی عنصری فرخی و فردوسی سعدی حافظ وغیرہ وغیرہ نے

کس سے اصلاح لی علوم و فنون کی کتابین تو اساتذہ سے پڑھین لیکن مشورہ سخن کے لئے کس کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا، ہندوستان مین میر تقی میر، غالب، مومن، ناسخ وغیرہ نے کس سے اصلاح لی۔

میرے خیال مین اسکا سبب صرف یہ ہو کہ اس زمانہ مین موزونی طبع کا نام شاعری رکھا گیا ہے، اسی سے اس سلسلہ کو ترقی ہوتی جاتی ہے اور قریب قریب پیری مریدی کی حد تک پہونچ گیا ہے جیسے فقرا کے یہان سجادہ نشین ہوتے تھے ویسے ہی یہان بھی ایک جانشین کی ضرورت ہے اور اسکے لئے کوششین کی جاتی ہین۔

رموز فن علم سینہ نہین اساتذہ کی کتابین اُس سے مالامال ہین کھوٹا کھرا پرکھنے کے لئے ذوق سلیم اور وجدان ہی جس پر تمام شعر کا دارومدار ہے یہ واضح رہے کہ شاعری بالکل ذوق وجدانی اور عطیہ فطرت ہے جو لوگ اسکو علم سینہ خیال کرتے ہین وہ سخت غلطی پر ہین شاعری کسی اُستاد کی محتاج نہین سیکڑون شاعر ایسے گذرے اور ہین جنکی عمرین شعر گوئی مین گذر گئین مگر شعر کہنا نہ آیا۔

واقعہ

مولوی علی میان صاحب کامل مرحوم جنکا فضل و کمال ارباب علم مین مُسلّم تھا اور نہایت جید الفکر شاعر تھے اُنکی خدمت مین ایک بزرگ آیا کرتے تھے جنکی عمر اسی پچاسی سال کی ہوگی اور زندگی بھر سوا شعر گوئی کے کوئی دوسرا شغل نہین رہا۔ آخر عہد مین مجھ سے بھی ملاقات ہوئی چند بار فقیر خانہ پر بھی تشریف لائے تھے تین دیوان فارسی کے مرتب اور مدوّن تھے جسمین تقریباً اکثر اصناف سخن تھے غزلین زیادہ تھین نہایت خوشخط لکھی ہوئی نفیس جلدین بندھی ہوئین ایک بار مجھے زیارت نصیب ہوئی تھی، فارسیت اعلیٰ درجہ کی ترکیبین نہایت صحیح زبان کے اغلاط بہت کم مگر ستم یہ تھا کہ تمام کلیات مین ایک شعر بھی دقت سے موزون مل سکتا تھا یہ تینون دیوان حضرت کامل کی خدمت مین بغرض اصلاح لیجاتے تھے آخر ایک روز مولوی صاحب نے لیکر رکھ لئے اور دوسرے روز یہ کہکر واپس دیئے کہ

حضرت آمین کہین بنانے کی ضرورت نہین،
اِس سے میرا یہ مقصد نہین کہ اصلاح نہ لینا چاہیے کلام مین مشورت نہ کرنا چاہیے شاعر مدت العمر مشورہ سخن کا محتاج ہے۔یہی سبب ہے کہ متقدمین مین اور آجکل یورپ مین بھی تنقید ایک ضروری چیز سمجھی گئی ہے۔

اِصلاح اور اُسکے طریقے

اُستادانِ فن اِس خوبی سے کلام مین حکّ و اصلاح کرتے ہین کہ بیساختہ وجد آجاتا ہے اور یہ ملکہ نہین ہو سکتا مگر سخن فہمی اور نکتہ رسی سے شاعری اور نکتہ سنجی دو نو الگ الگ دو چیزین ہین یہ ضروری نہین کہ ایک ذات مین دو نو جمع ہون۔

شعر گفتن گرچہ دُر سُفتن بود
لیک فہمیدن بہ از گفتن بود

اصلاح سے نہ صرف اصلاح لینے والے کو فائدہ پہونچتا ہے بلکہ اُستادانِ فن کی قوتِ مشق بھی بڑھتی ہے، شعر مین علاوہ وزن و محاکات و تخئیل کے ایک خوبی بندش الفاظ کی ہے اور اسی مین اُستادی کے جوہر کھُلتے ہین، اگر نادر سے نادر مضمون سُست الفاظ مین ادا ہوگا تو شعر خاک مین ملجائیگا بخلاف اسکے اگر سُست مضمون کو پُر تکلف جامہ پہنادوگے تو اُسکا مرتبہ بلند ہوجائیگا مضمون کی خوبی پر خراب بندش نقاب ڈالتی ہے۔

اُصُول اِصلاح

(۱) شاگرد کو پہلے ضروریات شعر پر مطلع کرنا چاہیئے،
(۲) شعر مین صرف الفاظ کا تغیر چاہیئے خیال بدلنے کی ضرورت نہین اگر شعر معنوی حیثیت سے خراب ہے تو قلم زد کرنا چاہیئے۔
(۳) پورے شعر یا مصرع کی ترمیم منظور ہو تو شاگرد کو ہدایت کی جائے کہ وہ خود کوشش کرے اس طرح اس کی قوت نظم مین ترقی ہو گی،

(۴) جب شعر مین کوئی ترمیم کیجائے تو اُسکا سبب سمجھا دینا چاہیئے تاکہ آیندہ وہ اس غلطی سے بچے؛

(۵) تمام معائب سے شعر کو پاک کرنا اور ترقی کے ایسے الفاظ رکھنا جس سے بالاتر کوئی درجہ نہو؛

(۶) خود شعر کہکر شاگرد کو نہ دینا چاہیئے اِس سے اُسکی ہمت فکر سخن مین کم ہوتی ہے اور اُستاد پر بھروسا رہتا ہے۔

(۷) ردیف کی پختگی کا خیال اسقدر رکھنا چاہیئے کہ اگر ردیف نکال دیجائے تو تمام شعر بیمعنی ہو جائے اسی طرح قافیہ بھی برائے بیت نہو بلکہ قافیہ سے مضمون پیدا کرنا چاہیئے۔ بعض شعرا مضمون سوچنے کے بعد قافیہ تلاش کرتے ہین اس سے شعر سست ہو جاتا ہے

(۸) غزل قصیدہ مثنوی اِن سب کی زبانین مختلف ہین اصلاح مین یہ بات بھی مد نظر رکھنا چاہیئے غزل کی زبان نہایت سلیس اور روزمرہ ہو توالی اضافات اور غیر مانوس ترکیبون سے کلام کو محفوظ رکھو، ہان قصیدہ مین تم آزاد ہو جزالت و شوکت الفاظ سے کام لو مثنوی مین واقعہ نگاری کی حیثیت ملحوظ رکھو مثلاً کسی واقعہ کو نظم کر رہے ہو تو مخاطب و متکلم کی زبان کا خیال رکھو جس طبقہ کا آدمی ہے ویسی ہی زبان بھی ہو۔

الغرض یہ اور بہت سی باتین ایسی ہین جنکا ذکر اس مختصر مقدمہ مین نہین ہوسکتا شاعری کو امعان نظر سے دیکھو گے تو اُسمین دشوار گذار راہین ملین گی اور اِسی سے شعر کو آخر العلوم کہا ہے؛

اساتذہ کی اصلاحین اور اُن کے مقالات و ملفوظات سے مبتدی اور منتہی سب فائدہ اُٹھا سکتے ہین ایسے تالیفات کی ملک مین اِس وقت بیحد ضرورت ہے کیونکہ علم و فن کی کساد بازاری ہے لوگ ایسی ہی چیزون سے متمتع ہون میرے مکرم دوست جناب صفدر مرزاپوری نے یہ مجموعہ تیار کیا اور مین جانتا ہون کہ اِس مین اُنھون نے نہایت جانکاہی اور جانفشانی کی ہے بیشک اس کی اوّلیت کا سہرا اُن کے سر ہی میری نظر سے اسوقت تک عربی فارسی اُردو مین کوئی مستقل تالیف ایسی نہین گذری جسمین

شعرا کی اصلاحین جمع کی گئی ہون یہ کتاب نہ صرف نو آموزانِ فن کے لئے مفید ہے
بلکہ اساتذہ فن بھی اس سے لطف اندوز اور مستفید ہو سکتے ہین۔
حضرت صفدر سے مجھ سے ایک عرصہ سے ملاقات ہے وہ اُردو زبان سے نہایت
صحیح ذوق رکھتے ہین ان کی طبیعت تالیفات کے متعلق نہایت سنجیدہ انتخاب کرتی ہے
جو کتابین انھون نے ملک مین اس وقت تک پیش کی ہین وہ بلحاظ اپنی دلچسپی کے
آپ اپنی نظیر ہین مجھے امید ہے کہ اُن کا قلم میدانِ بداعت مین اپنے جوہر دکھائیگا۔
اور اس کے بعد بھی وہ کوئی مفید اور دلچسپ تالیف پیش کرین گے۔

مرزا محمد ہادی عزیز

یکم فروری ۱۹۱۸ء لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

پھر جمع کر رہا ہون دلِ لخت لخت کو
عرصہ ہوا ہے دعوتِ مژگان کیے ہوے

صرف علوم و فنون مین نہین بلکہ دُنیا کی ہر بات مین اصلاح کی ضرورت ہی اگر کوئی چیز اصلاح پائی ہوئی نہ ہو تو گویا وہ اپنی اصلی حالت پر نہین ہی - یاد رکھنا چاہیے کہ جس کا کام اور خصوصًا کلام اصلاح شدہ نہین ہی اُسکا ہر دیکھنے والا اُستاد ہی اور جو اصلاح پا چکا ہی وہ اور اُسکا کلام دوسرون کو سبق دیتا ہی جسنے ایک کے آگے سرِ تلمذ خم کیا وہ بزم عالم مین سر بلند ہی اور جو کسی ایک کے آگے سر جھکانے سے پہلو تہی کرتا ہی اُسکی گردن سب کے سامنے نیچی رہتی ہی اور رہیگی اکثر حضرات بزعم ہمہ دانی جو کہ اس زمانے مین بہت کثرت سے پائے جاتے ہین کسیکو اپنا کلام دکھانا اپنی توہین سمجھتے ہین - اِسکی بظاہر کئی وجہین ہین مگر اِن سب کا ماخذ یہ ہی کہ وہ اپنے آپ کو خود ہی سب سے بہتر سمجھتے ہین اور اپنے کلام مین کوئی نقص نہین دیکھتے - حالانکہ جسقدر وہ اپنے کلام کو اعلیٰ جانتے ہین اُسی قدر وہ ادنیٰ ہوتا ہے یہان تک کہ ہر مشاعرے مین سیون اشعار بے معنی سننے مین آتے ہین اور یہ وہ بزرگ ہین جو صاحبِ تلامذہ اور مدعی اُستادی ہین مگر مشاعرے سے باہر نکلکر لوگ اُن اشعار پر مضحکہ کرتے ہین اور بجائے توقیع اُنکی تذلیل ہوتی ہے مگر وہ آتش کے اِس شعر کو خاطر مین نہین لاتے ؎

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا　　کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا

اِس خود رو جماعت نے مذاق فن کو اسقدر بگاڑ دیا ہے کہ وہ اشعار جو معانی
سے خالی ہیں اُن پر مشاعرے میں چھتیں اڑتی ہیں اگر اُن سے پوچھا جائے کہ کیا سمجھے؟
"تو کچھ نہیں" مگر صرف یہ عقیدہ کر لیا گیا ہے کہ بہت اچھا اور بلیغ شعر ہوگا بعض حضرات
مصرع اسقدر دور سے لگاتے ہیں کہ باہم ربط نہیں رہتا اس کو وہ کمال فن جانتے ہیں مگر
اہل تحقیق میں یہ ننگ شاعری اور توہین فن ہے - ایک مصرع دوسرے مصرع کے ساتھ جزو
لاینفک ہونا چاہیئے ایک استاد کا قول ہے کہ اگر سکندر دو مصرعوں کو باہم چسپاں
کر سکتا تو سد سکندری اپنی ناموری کے لیے نہ بناتا ؎

دو مصرع را توانستے اگر بایکدگر بستن　　سکندر سد نمی بستی کہ نامش بجہاں ماند

بے اصلاحی غزلوں کا رواج اسقدر بڑھ گیا ہے کہ اب اصلاح لینا گویا فیشن کے
خلاف ہو گیا ہے ایکمرتبہ حکیم ناطق نے لکھنؤ کے خوش گویوں سے کہا کہ آپ لوگ اپنے احباب
کی ایک انجمن قائم کر لیجیے جسمیں مشاعرے سے پہلے سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو
غزل سنا لیا کریں تاکہ بعد کو مخالفین پر یورش کرنا آسان ہو - میں نے اور بعض احباب نے
اُن سے یہ خواہش کی کہ آپ ایک تنقیدی رسالہ نکالیے جس کے مضامین سے یہ
معلوم ہو جائیگا کہ اصلاح کے بغیر کیا نقائص رہ جاتے ہیں اور اصلاح کی کسقدر شدید
ضرورت ہے موصوف نے اس شرط پر وعدہ کیا ہے کہ اگر یہ روش حسد پر محمول نہ کی جائے
تو میں تیار ہوں - انھیں خرابیوں کی طرف جو اردو ادب کی تخریب تنزلی میں جزو اعظم
ہیں توجہ دلانے کی ضرورت سمجھ کر یہ ایک دلچسپ پیرایہ اختیار کیا گیا ہے جس کا منشا یہ ہے
کہ حصۂ نظم کی آرائش ہو اور اسی رعایت سے اِس کا نام "مشاطۂ سخن" رکھا گیا ہے۔
"مشاطۂ سخن" جسے اب آپ دیکھنے والے ہیں اس کے لئے میں اتنی سفارش ضرور
کر سکتا ہوں کہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے دنیائے ادب میں پہلی کتاب ہے
جو ادا شناسوں کے سامنے زیور معانی سے آراستہ ہو کر ایک نئے انداز سے جلوہ آرا ہے۔

بزم ادب ہوتی ہے۔

اسمین شک نہین کہ سخن گوئی سے سخن فہمی مشکل اور بہت زیادہ مشکل ہے۔ شعر کہنا آسان مگر شعر کا سمجھنا دشوار۔ اساتذۂ فن کے کلام سے اس امر کا اندازہ تو کیا جا سکتا ہو کہ وہ کیا کہتے تھے اور کیسا کہتے تھے لیکن انکی وسیع النظری کا اندازہ صرف اصلاح ہی ایک چیز ہو جس سے کیا جاسکتا ہو یہی ایک بات دیکھنے کی ہو کہ شاگرد نے کیا کہا اور استاد نے کیا بنایا۔ اصلاح دینا کوئی معمولی بات نہین اصلاح سخن کی قوت قدرت نے ہمیشہ مخصوص افراد کو عطا کی ہو جو اس وقت انگلیون پر شمار کیئے جاتے ہین۔ اصلاح مین جن جن باتونکا خیال اور لحاظ رکھا جاتا ہو اُن کو اگر مین تحریر کرون تو طوالت تحریر کا خیال ہو مگر مختصر یہ کہ فصاحت، بلاغت، تاثیر زبان، محاورہ، تعقید لفظی و معنوی، ترکیب، بندش، چستی، نشست الفاظ، روانی، سلاست، موزونیت، متروکات، اور جملہ ظاہری و باطنی عیوب و محاسن سب ہی باتین اصلاح کے وقت دیکھی جاتی ہین اور یہ سب باتین وہی دیکھ سکتا ہو جسے قدرت نے ایسا ہی دل و دماغ عطا کیا ہو۔

اس جدید تالیف کا خیال ایک زمانہ سے میرے دل مین تھا جسمین شاگردون کے کلام پر اساتذۂ فن کے اندازہ و طریقۂ اصلاح کا تذکرہ اور نمونۂ اصلاح کے ساتھ وجہ اصلاح بھی ہو۔ اس قسم کی تالیف بظاہر کوئی اہم چیز نہین اور ممکن ہو کہ بعض کے نزدیک کچھ وقع بھی نہ ہو لیکن مین اسکو اہم اور نہایت اہم سمجھتا ہون میرا اعتقاد ہو کہ اساتذۂ فن کے کمال فن، پرواز فکر، انداز خیال اور الفاظ محاورات کے طریقۂ استعمال کی جانچ کرنے اور اس سے فائدہ اُٹھانے کا اس سے بہتر کوئی دوسرا ذریعہ نہین۔

اپنے رنگ مین اس نئی تالیف کا خیال جب میرے دل مین موجزن ہوا ہو تو اس کے ساتھ ہی یہ مشکلین بھی پیش نظر تھین کہ جن اساتذۂ مسلم الثبوت اور کاملین فن کی اصلاحین مدنظر ہین اُن کو تو زمانہ نے خاک مین ملا دیا جو دو چار باقی ہین وہ بجھتے ہوئے چراغون کی طرح ایسے گوشۂ کس مپرسی مین پڑے ہوئے ہین کہ انکو روشن

کرنے یا اُن سے روشنی لینے کی اِس نئی روشنی کے زمانے مین کسیکو پروا بھی نہین۔ اگر
اسی طرح زمانہ کا ایک ورق اور اُلٹا تو اِن کے جواہر کمالات بھی صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط
کی طرح مٹ جائین گے اور آنیوالی نسلین اس نعمت غیر مترقبہ سے ہمیشہ کے لئے
محروم رہجائین گی ہرچند کلام اِن باکمال بزرگون کا موجود ہے جن سے اِن کی علمی ادبی
یادگارین قائم ہین مگر ان سے اِن کے جواہر کمالات کا صحیح اندازہ ناممکن ہے۔ مین جس شعبہ
کو اِس وقت دکھانا چاہتا ہون وہ صرف "اصلاح" ہے اِن کے کلام کے دیکھنے
سے اس مقصود کا حق پورا ادا نہین ہوسکتا اور نہ اس لطف کا عالم زمانہ دیکھ سکتا ہے
جو مین دکھانا چاہتا ہون۔

اِن اصلاحون سے نومشق تو کیا کہنہ مشق شعرا بھی مستفید ہوسکتے ہین ہر استاد
کی اصلاح اُس زمانے کے مذاق کے نقطۂ نظر سے دیکھنا چاہئے۔ صرف ایک لفظ کی ترمیم
سے شعر کو زمین سے آسمان پر پہنچا دینا ایسے ہی باکمال اُستادانِ فن کا حصہ ہے۔
اب آپ کو یہ بھی بتا دون کہ "مشاطۃ السخن" مین کن کن باکمال بزرگون کی اصلاحین
مجھے مل سکین یہ بزرگ بھی وہ بزرگ ہین جن کی کوششون سے ہماری ملکی زبان
کا لفظ لفظ اور حرف حرف گرانبار احسان ہے۔ انکی اصلاحون کا اس گمنامی کے
ساتھ صفحۂ ہستی سے مٹ جانا کچھ کم افسوس کی بات نہ تھی مین تو یہ کہونگا کہ ایسی
چیزون کا مٹ جانا حقیقتہً ایک غمناک علمی حادثہ ہے۔

مصحفی، خلیق، آتش، ناسخ، اسیر، ذوق، غالب، مومن، انیس، دبیر،
نسیم دہلوی، نواب عاشور علیخان عاشور، آغا حجو ہندی، مفتی میر عباس مجتہد،
امیر، منیر، داغ، تسلیم، جلال، شوق، جلیل، ناطق، ریاض، شاد، رشید، جاوید،
جگر، لطافت وغیرہ۔ اِن باکمال بزرگون کی اصلاحین زمین شعر کے پیچیدہ
راستون مین خضر راہ بنکر ہمین صحیح راستہ بتائین گی ہماری معلومات مین معتد بہ
اضافہ کرین گی کلام کی خوبی اور صحت و سقم کی کیفیت ہماری آنکھون کے سامنے پیش

کردین گی اور زبان اُردو کی ترقی اور اصلاح کا طلسم اِن سے کھل جائے گا وہ نازک مسائل جو برسون کسی سخنور کامل کی صحبت مین رہ کر بھی نہ معلوم ہون چشم زدن مین نظر کے سامنے آجائین گے۔یہ کتاب سخن سنجون کو ایک شفیق اُستاد کا کام دے گی اور سخن فہمون کے لئے تو ایک عجیب اور دلچسپ منظر ہوگا۔ اِن خیالات اور زبان اُردو کی محبت نے مجھے اُبھارا اور اسی دھن مین دیوانہ وار لکھنؤ کی گلیون کی خاک چھاننے لگا، یہ بکھرے ہوے موتی جس محنت اور کاوش سے یکجا کئے گئے ہین اُس کا صحیح اندازہ وہی حضرات کر سکتے ہین جن کو میدان علم و ادب مین آنے کا موقع ملا ہو اور خود بھی جو اپنی تصنیف و تالیف سے تشنہ کامان ادب کی پیاس بجھاتے رہتے ہین، مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اکثر وہ حضرات جو ملک مین مستند اور مسلم الثبوت اُستاد کہے جاتے ہین اُن کو ایسے ادبی کامون سے ذرا بھی دلچسپی نہین بعض لکھنؤ کے مقتدر شعرا نے نہایت سرد مہری سے کام لیا وہ چاہتے تو بہت کچھ عمدہ ذخیرہ بہم پہنچا سکتے تھے مگر سہل انکاری کا خدا بھلا کرے کہ صرف دو فقرے کہکر مجھے ٹال دیا کہ مسودے گم ہو گئے خیر یہ عذر تو ایک حد تک قابل تسلیم بھی تھا مگر بعض بزرگون سے یہ سن کر سخت تعجب ہوا کہ ابتدا سے آج تک میرے کلام پر اُستاد نے قلم ہی نہین اُٹھایا گویا (مادر زاد اُستاد پیدا ہوے) اس جملے پر مجھے بے اختیار ہنسی آگئی۔

ملک مین جا بجا شاگردان امیر و داغ، جلال، تسلیم۔ وغیرہ کو خطوط لکھے مگر نہین بہت کم حضرات ایسے تھے جنھون نے میری ناچیز استدعا پر توجہ فرمائی۔ ہان جن حضرات نے اپنے کلام پر اپنے اُستادون کی اصلاحین مرحمت فرمائین اُن کا شکریہ ادا کرنا کفران نعمت ہے۔سب سے پہلے ہمارے محترم دوست جناب سید محمد نوح صاحب شہیر تعلقدار و رئیس مچھلی شہر نے حضرت منیر مرحوم کی اصلاحین مجھے مرحمت فرمائین۔جناب عابد حسین صاحب عابد سہسوانی جو پہلے حضرت اسیر مرحوم کے شاگرد

تھے اُن کے بعد جناب امیر مینائی رح کو اپنا کلام دکھانے لگے اُن کے کلام پر آسیر و امیر کی جسقدر اصلاحین تھین سب میرے حوالے کین۔ جناب سید زاہد حسین صاحب زاہد ملّیس سہارنپوری تلمیذ حضرت امیر مینائی نے حضرت اقدس کی اصلاحین اور انھین کے دست مبارک کی لکھی ہوئی وجوہ اصلاح نقل کرکے ارسال فرمائین۔ محبّی ضمیر الدین احمد صاحب عرش گیاوی مؤلف حیات تسلیم نے بھی حضرت تسلیم کی اصلاحین اور خود منشی صاحب کے قلم کے لکھے ہوے نوٹ نقل کرکے میرے پاس بھیجے۔ جناب حکیم عابد علی صاحب کوثر خیرآبادی جناب ضمیر حسن خانصاحب دل شاہجہان پوری جناب سید تصدق حسین خانصاحب قرار شاہجہان پوری جناب ماسٹر باسط علی صاحب باسط بسوانی جناب مرزا واجد حسین صاحب یاس عظیم آبادی جناب مولوی عبدالغفور صاحب شہرر استھانوی بہاری۔ مولوی انعام اللہ خان صاحب عارف منصرم کمشنری لکھنؤ اور مولوی عبدالرحیم صاحب کلیم کا مین دل سے شکر گزار ہون کہ اِن حضرات نے توجہ فرماکر اپنی اپنی اصلاحین مجھے مرحمت فرمائین جو مشاطۂ سخن کی زیب و زینت مین صرف کی گئین۔

مجھے زبان اُردو سے محبت ہے اُسکی خدمت جہان تک میرے امکان مین ہے کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتا ہون اور تا زیست اِنشاء اللہ کرتا رہون گا۔ اسوقت جہانتک اصلاحین اساتذہ سابق وحال کی مجھے سعی اور کوشش سے مل سکین اُن کو کتابی صورت مین ملک کے سامنے پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہون اور جو کچھ ملجائین گی انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہے تو طبع آیندہ مین اس کا اضافہ ہوگا۔ اِسیقدر اصلاحین جس محنت اور کاوش سے مجھے دستیاب ہوئی ہین وہ کچھ میرا ہی دل جانتا ہے ایک مصرع پر بھی اگر کسیکی اصلاح سن لی اسکو منت خوشامد سے جسطرح ممکن ہوا حاصل کیا۔ بقول ذوق مرحوم ؎

یون لائے وان سے ہم دلِ صد پارہ ڈھونڈھ کر | پایا پڑا جہان کوئی ٹکڑا اُٹھا لیا

برسون کی کوشش اور محنت مین اتنی اصلاحین فراہم کرسکا اب دیکھنا ہو کہ ان جواہر پارون کی ملک کیسی قدر کرتا ہے اور اہل مذاق ،،مشاطۂ سخن،، کے لئے کیا داد پاس کر کے مولف کی ہمت افزائی کرتے ہین ـ اسمین کوئی شبہہ نہین کہ مین نے ،،مشاطۂ سخن،، کے چھپوانے مین بہت عجلت سے کام لیا مگر میرے بعض سخن سنج دوستون نے مجھے مجبور کیا کہ کتاب ملک مین جلد پیش کی جائے خدا کرے اہل ملک اسے محبت بھری نگاہ سے دیکھین کہ میری ہمت افزائی ہو اور آیندہ اس سے بھی زیادہ کوئی مفید کام کرنے کی ہمت کرون ـ

آخر مین اپنے عزیز بھائی حضرت نحوی کا بھی شکریہ نہ ادا کرنا بھی ایک قسم کی ناسپاسی ہے جنھون نے نہایت شوق اور دلی مسرت سے میرے خیال کی تائید کر کے حوصلہ بڑھایا اور ،،مشاطۂ سخن،، کا خیر مقدم نہایت دلچسپ پیرایہ مین تحریر فرمایا جو مشاطۂ سخن کے لئے ایک خوش نما زیور ہے ـ

اور خصوصیت سے مین سید ابو العلا مولوی حکیم سید احمد صاحب ناطق لکھنوی کا ممنون ہون جنھون نے بہت زیادہ مدد دی ـ

مین اپنے محترم دوست مرزا محمد ہادی صاحب عزیز لکھنوی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہون کہ مرزا صاحب موصوف نے باوجود ناسازی مزاج ،،مشاطۂ سخن،، کا مقدمہ لکھا اور خوب لکھا ـ

خاکپاے شاعران
بے ہنر صفدر مرزاپوری

شیخ غلام ہمدانی مصحفی

خواجہ آتش ؎

تری تقلید سے کبکِ دری نے ٹھوکرین کھائین
چلا جب جانور پریونکی چال اُسکا چلن بگڑا

اُستاد مصحفی نے دوسرے مصرع مین "پریون" کو اڑاکر "انسان" بنایا۔ اب اِس شعر کو یون پڑھیے ؎

تری تقلید سے کبکِ دری نے ٹھوکرین کھائین
چلا جب جانور "انسان" کی چال اُسکا چلن بگڑا

پہلے مصرع مین کہا گیا ہے کہ تری تقلید سے کبک دری نے ٹھوکرین کھائین۔ آتش نے معشوق کو پری کہا۔ مگر اصلاح مین اُستاد نے انسان بنایا اب انسان اور جانور کا تقابل لطف دے گیا۔

آتش ؎

سختیِ ایام ہے میرے لیے سامانِ عیش
سنگِ در کو بھی سمجھتا ہون مین زانو حور کا

اصلاح ؎

سختیِ ایام ہے میرے لیے سامانِ عیش
خشتِ بالین کو سمجھتا ہون مین زانو حور کا

بجائے "سنگ در" کے "خشت بالین" بنایا۔ سنگِ در سے زانوئے حور کو اِسقدر مناسبت نہ تھی سنگ در سر پٹکنے کے لیے زیادہ مستعمل ہوا اور خشتِ بالین تو اِس معنی کے لیے سانچے ہی مین ڈھلی ہوئی ہے۔

آتش ؎

درمان سے اور درد دوبالا ہو ہوا چند
مرہم سے زخم سینہ مین ناسور پڑ گیا

اصلاح ؎

درمان سے اور درد دوبالا ہو ہوا چند
مرہم سے داغ سینہ مین ناسور پڑ گیا

اُستاد نے بجائے "زخم" کے "داغ" بنایا داغ سے کسقدر شعر مین ترقی پیدا

ہوگئی زخم دو داغ مین جو نازک فرق ہے وہ ماہرین فن ہی خوب سمجھ سکتے ہین استادانہ اصلاح ہے۔

آتش سے

داغ دل خون جگر ہے نعمت الوان عشق
سیر اپنی جان سے ہو جاتے ہین مہمان عشق

اصلاح سے

داغ دل زخم جگر ہے نعمت الوان عشق
سیر اپنی جان سے ہو جاتے ہین مہمان عشق

استاد نے بجائے "خون جگر" کے "زخم جگر" بنایا خوان نعمت مین پینے کی چیز سے کھانے کی شے زیادہ وزن ہے اسلیئے خون سے زخم بہتر۔

نوٹ - یہ اصلاحین مولوی فصیح اللہ صاحب وفا فرنگی محلی لکھنوی مرحوم تلمیذ صبا لکھنوی سے مولف نے سُنین جنکو صدہا ایسی اصلاحین یاد تھین افسوس کہ قبل ترتیب "مشاطۂ سخن" اُن کا انتقال ہوگیا۔

میر مستحسن خلیق

میر انیس مرحوم کی نومشقی کا زمانہ تھا ایک مرثیہ مین ایک بند جناب سکینہ کی زبان سے جس کا مفہوم یہ تھا کہ وہ گریہ وزاری کے ساتھ فریاد کر رہی ہین اس بند کا آخری مصرع یہ تھا (ع) شمر خنجر لیئے آتا ہے مرے باپ کے پاس۔

میر خلیق مرحوم نے مذکورہ بالا مصرع سُن کر انیس سے سوال کیا کہ جناب سکینہ کا کیا سن اُس وقت تھا؟ آپ نے جواب دیا کہ ڈھائی یا تین سال کا۔ پھر آپنے فرمایا کہ ایسی صغر سنی مین یہ امتیاز کہ یہ شمر ہے خلاف فطرت ہے اس مصرع کو یون بنا دو۔

[۱] اس اصلاح کو مولف نے حکیم عنایت حسین صاحب بارق لکھنوی سے سُنا جو ایک ذی علم اور معمر بزرگ سیّا ہین۔

(ع) کوئی خنجر لیئے آتا ہے مرے باپ کے پاس - اللہ اللہ کیا اصلاح دی -
پختہ مغزانِ سخن اس "کوئی" کی بلاغت کو ملاحظہ فرمایئن اور اس مذاق سلیم کی داد دین -
صاحب آبحیات لکھتے ہین کہ میر انیس مرحوم فرماتے تھے کہ والد میرے گھر مین تشریف
رکھتے تھے - مین ایک مرثیہ مین وہ روایت نظم کر رہا تھا کہ جناب امام حسینؑ عالم طفولیت
مین سواری کے لئے ضد کر رہے تھے جناب آنحضرتؐ تشریف لائے اور فرط شفقت سے
خود جھک گئے کہ آؤ سوار ہو جاؤ تا کہ پیارے نواسے کا دل آزردہ نہ ہو، اس موقع
پر ٹیپ کا دوسرا مصرع کہہ لیا تھا - ع - اچھا سوار ہو جیے ہم اونٹ بنتے ہین - پہلے
مصرع کے لئے اُلٹ پلٹ کرتا تھا جیسا کہ دل چاہتا تھا ویسا برجستہ نہ بیٹھتا تھا - والد نے
مجھے غور مین غرق دیکھکر پوچھا کہ کیا سوچ رہے ہو ؟ مین نے مضمون بیان کیا اور جو مصرعے خیال
مین آئے تھے پڑھے - فرمایا یہ مصرع لگا دو (ذرا زبان کی لطافت تو دیکھو -)

جب آپ رو ٹھتے ہین تو مشکل سے منتے ہین　　اچھا سوار ہو جیے ہم اونٹ بنتے ہین

خواجہ حیدر علی آتش[۱]

میر دوست علی خلیل خواجہ صاحب کے ارشد تلامذہ مین سے تھے ایک مشاعرے مین
خلیل نے بلا اصلاح غزل پڑھی آتش کو بھی یہ خبر پہنچ گئی - مشاعرے کے دوسرے دن
خلیل خواجہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے یہ جلے ہوئے تو بیٹھے ہی تھے - پوچھا
کہ شب کو مشاعرے مین کیا غزل پڑھی تھی - خلیل نے نہایت فخر کے ساتھ یہ مطلع
پڑھا ؎

مدت کے بعد آج وہ لے مہربان ملے　　دل کی کہون جو جان کی مجکو اَمان ملے

[۱] اس لطیفہ کو مولف نے حضرت ناطق لکھنوی سے سنا جو بیان فرماتے تھے کہ مرزا امیر بیگ لکھنوی سے مین نے سنا جنکی چشم دید یہ واقعہ تھا -

سُنتے ہی منھ بنا کر یون فرمایا کہ یہ جو جان، آپ کی خالہ کا نام تھا،
خلیل بہت دیر تک سناٹے مین رہے پھر پوچھا کہ آخر کیا ہوتا۔ جواب دیا اِس سے
بہتر تو یہی تھا سه

مدّت کے بعد آج وہ اے مہربان ملے　　دل کی کہونگا جان کی مجکو امان ملے

میر وزیر علی صبا مرحوم نے جلا دکبھی۔ بیداد کبھی اس طرح مین غزل کہی اور خواجہ
آتش مرحوم سے اصلاح لینے آئے۔ خواجہ صاحب کا عام قاعدہ اصلاح کا یہ تھا کہ
شاگرد غزل پڑھتا تھا جو شعر بنانے کا ہوتا تھا بنا دیتے تھے اور جو شعر درست ہوتا اُس پہ
ہُون، کہہ دیتے تھے اور جو شعر زیادہ پسند آتا اُسکی داد بھی دیتے۔ صبا مرحوم اپنی غزل
سُنا رہے تھے جب یہ شعر پڑھا سه

فصلِ گل مین مجھے کہتا ہو کہ گلشن سے نکل　　ایسی بے پر کی اُڑاتا نہ تھا صیاد کبھی

اسپر بھی حسب معمول خواجہ صاحب نے ہون کہکر ٹالنا چاہا مگر میر صاحب نے
کہا حضرت مین نے یہ شعر خونِ جگر کھاکر کہا ہو (مطلب یہ تھا کہ داد دیجیے) فرمایا پھر پڑھیے
جب اُنھون نے دوبارہ پڑھا آپ نے فرمایا کہ پہلا مصرع یون بنا دیجیے سه

پر کتر کر مجھے کہتا ہے کہ گلشن سے نکل　　ایسی بے پر کی اُڑاتا نہ تھا صیاد کبھی

صبا کے مصرع مین بے پر کی اُڑانے کا کافی ثبوت نہ تھا۔ اب ان دو لفظون
کے بدل جانے سے شعر مین کسقدر حُسن پیدا ہو گیا اور بے پر کی اُڑانے کا کافی ثبوت مل گیا
سبحان اللہ کیا خوب بنایا۔

صبا سه

اے صبا جذبِ پہ جسدم دلِ ناشاد آیا　　اپنی آغوش مین وہ بانیٔ بیداد آیا

اصلاح سه

اے صبا جذب پہ جسدم دلِ ناشاد آیا　　اپنی آغوش مین اُڑکر وہ پریزاد آیا

اِس اصلاح سے مطلع مین کتنی ترقی پیدا ہو گئی۔ صبا کی مناسبت سے اُڑکر

وہ پر زور آیا۔ کیا خوب بنایا۔

صبا

جانب دشت جو مین چاک گریبان نکلا کوہ فرہاد سے مجنون سے بیابان نکلا

اصلاح

گھر سے وحشت مین جو مین چاک گریبان نکلا کوہ فرہاد سے مجنون سے بیابان نکلا

"گھر سے وحشت مین" یہ ٹکڑا اُستادانہ رکھ دیا جس سے مطلع کتنا بلند ہو گیا اب باہم دونون مصرعون مین کس قدر ربط پیدا ہو گیا۔ قیس و فرہاد کے لئے وحشت ہی کا لفظ مناسب تھا۔

صبا

کسی نے بات نہ پوچھی ملال لیکے چلے لحد مین ساتھ ہم اپنا کمال لیکے چلے

اصلاح

کبھی نہ قدر ہوئی یہ ملال لیکے چلے لحد مین ساتھ ہم اپنا کمال لیکے چلے

کمال کے لئے قدر ہی کی ضرورت تھی "یہ" کا لفظ بھی بڑھایا جب تک یہ کا لفظ نہ ہوتا شعر کا صحیح مفہوم ادا نہ ہوتا تھا۔ اور جو مغالطہ صبا کے شعر مین پیدا ہوتا تھا کہ ملال ہی کو کمال سے تعبیر کیا ہے وہ اب نہ رہا۔

صبا

نہ جیب مین نہ گریبان مین تار باقی ہے یہ سُن رہا ہون کہ فصل بہار باقی ہے

اصلاح

نہ جیب کا ہے نہ دامن کا تار باقی ہے جنون کا جوش ہو فصل بہار باقی ہے

پہلے مصرع مین "جیب و گریبان" کے بجائے "نہ جیب کا ہے نہ دامن کا" بنایا دوسرے مصرع مین جنون کا جوش بڑھایا جیب و دامن کے چاک کرنے کے لئے جوش جنون کی ضرورت تھی اور فصل بہار مین جوش جنون کا ہونا لازمی ہو۔ اس اصلاح سے شعر مین

کس قدر ترقی ہو گئی،

صبا ؎

ہزار بار قیامت اُٹھائی نالون نے　　　　مگر ہنوز شب انتظار باقی ہے

اصلاح ؎

ہزار بار قیامت گزر گئی ہمپر　　　　مگر ہنوز شب انتظار باقی ہے

قیامت گزر گئی ہمپر۔ اس ٹکڑے نے شعر کو زمین سے آسمان پہنچا دیا۔ اے سبحان اللہ

صبا ؎

فصل گل اے صبا جب آتی ہے　　　　ہم کو سودا ضرور ہوتا ہے

اصلاح ؎

صبا کے پہلے مصرع مین تعقید تھی۔ اصلاح سے انتہائی بے ساختگی اور فصاحت پیدا ہو گئی۔ اور تعقید کا عیب بھی رفع ہو گیا۔

لکھنؤ کے ایک معرکۃ الآرا مشاعرے مین حسن اتفاق سے آتش و ناسخ مع اپنے شاگردون کے تشریف لائے۔ میان مصحفی اُستاد آتش مرحوم سے بھی وعدہ تھا مگر وہ ابھی مشاعرے مین نہ آئے تھے۔ مشاعرہ شروع ہوا ایک نو مشق کم سن لڑکے نے ایک مطلع پڑھا وہ مطلع یہ تھا ؎

جس کم سخن سے مین کرون تقریر بول اُٹھے　　　　مجھ مین کمال وہ ہے کہ تصویر بول اُٹھے

اِس پر مشاعرے کی چھتین اُڑ گئین اور ناسخ مرحوم نے کئی بار اِس مطلع کو پڑھوایا اور اس لڑکے کی خلاف معمول بے حد داد دی۔ اِس کے پڑھ لینے کے بعد میان مصحفی بھی تشریف لائے۔ اہل بزم تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑے ہوے اور صدر مین آپ کو جگہ دی۔ شیخ صاحب نے اپنے دل مین یہ عزم کر لیا کہ جب اُستاد مصحفی کی باری آئے تو مین اِنکو نیچا دکھاؤن۔ چنانچہ جب سب کے

نوٹ یہ اصلاحین مولوی فصیح اللہ صاحب فرنگی محلی لکھنوی سے مولف کو ملین۔

آخر مین شمع گردش کرتی ہوئی اِنکے سامنے آئی۔ ناسخ نے کہا کہ اُستاد آپ کے تشریف لانے کے قبل (لڑکے کی طرف اشارہ کرکے) اس لڑکے نے ایسا بیمثل مطلع پڑہا جس کی تعریف مین زبان قاصر ہے۔ مصحفی نے کہا ہان میان پڑہا ہوگا کہا کہ میری خواہش ہے کہ آپ بھی سُن لین۔ یہ کہکر اشارہ کیا اور اِن کے ایک شاگرد نے اُستاد مصحفی کے آگے سے شمع اُٹھا کر اُس لڑکے کے آگے رکھ دی اور لڑکے سے مخاطب ہوکر کہا کہ میان ذرا اپنا مطلع اُستاد کو بھی سُنا دو اُس نے پھر وہی مطلع پڑہا۔ آتش مرحوم اپنے اُستاد کے آگے سے شمع اُٹھوا لینے پر آگ ہوگئے اور ناسخ سے مخاطب ہوکر کہا کہ کیا ایک غلط مطلع پر اس قدر ناز کیا جاتا ہے بتصویر کا کم سخن ہونا دور از قیاس ہے۔ اُسی وقت اصلاح دے کر لڑکے سے مخاطب ہوکر کہا کہ میان اِسے یون پڑھو ؎

جس بیزبان سے مین کرون تقریر بول اُٹھے　　مجھ مین کمال وہ ہے کہ تصویر بول اُٹھے

آتش مرحوم کی اس جودت طبع پر میان مصحفی دل مین اُچھل پڑے۔ اور شیخ صاحب صورت تصویر خاموش ہوگئے۔ فی البدیہ ایسی اصلاح دینا واقعی آتش ہی ایسے اُستاد کا حصہ تھا۔

ایک مُشاعرے مین خواجہ آتش مرحوم نے طرح کی غزل مین یہ مطلع پڑھا

سُرمہ منظورِ نظر ٹھیرا جو چشم یار کو　　نیل کا گنڈا اپنھایا مردمِ بیمار کو

شیخ ناسخ بھی شریک بزم تھے۔ نیل کا گنڈا سُن کر کہا کہ کیا خوب نیل کا گنڈا اپنھایا مردمِ بیمار کو۔ پھر ارشاد ہو۔ آتش فوراً سمجھ گئے کہ یہ تعریف طعن سے کی گئی اُسی وقت دوسرے مصرع پر اصلاح دے کر دوبارہ یون پڑھا ؎

سرمہ منظورِ نظر ٹھیرا جو چشم یار کو　　نیلگون گنڈا اپنھایا مردمِ بیمار کو

فوراً سر بزم معترض کے اعتراض کو سمجھکر دفعتاً اصلاح دینا آتش کے

نوٹ۔ یہ اصلاح عام طور سے مشہور اور اہل لکھنؤ کی زبانون پر ہے۔

خیالات کی تیزی اور شوخیٔ طبع کی ایک ایسی مثال ہے جس سے زیادہ کسی دوسرے شاعر میں نہیں ہو سکتی۔ نواب سید محمد خان صاحب رند لکھنوی تلمیذ خواجہ آتش مرحوم کا شعر یہ تھا۔

پھر لیچلا ہے دل مجھے بتخانے کی طرف اب ساکنانِ کعبہ ہمارا اسلام ہے

اصلاح سے

پھر کھینچتی ہے الفتِ بُت دیر کی طرف لو ساکنانِ کعبہ ہمارا اسلام ہے

"پھر کھینچتی ہے الفتِ بُت" ؟ اس ٹکڑے کی کیا تعریف ہو سکتی ہے۔ رند کے پہلے مصرع میں اس کی وضاحت نہ تھی کہ کیوں دل بتخانے کی طرف لیچلا اصلاح سے یہ بات پیدا ہوئی کہ الفتِ بُت دیر کی طرف کھینچتی ہے۔ دوسرے مصرع میں لو ساکنانِ کعبہ ہمارا اسلام ہے۔ اُستاد کامل نے "لو" کا لفظ ایسا رکھ دیا کہ بلاغت زبان کا سکہ بٹھا دیا جس کے دو پہلو اور دونوں پُر لطف یعنی ساکنانِ کعبہ لو ہمارا اسلام ہے اور دوسرا پہلو ظاہر ہے کہ ایسے موقع پر "لو" کا لفظ کیسا برمحل ہے اور محاورہ میں کس قدر ڈوبا ہوا ہے۔ جیسے لو ہم جاتے ہیں۔ لو وہ آگئے وغیرہ وغیرہ۔

پنڈت دیا شنکر نسیم لکھنوی مصنف گلزار نسیم تلمیذ خواجہ آتش کا شعر یہ تھا سے

قلیان پئے مشکبو دھواں دھار بیڑے پہ چکھے پان کے مزیدار

اصلاح سے

قلیان پئے مشکبو دھواں دھار بیڑے پہ چکھے بہت مزیدار

خواجہ آتش کی یہ اصلاح نسیم نے قبول نہ کی اور مثنوی میں اپنا ہی شعر رہنے دیا۔ اس شعر پر مولانا عبد الحلیم صاحب شرر نے بھی اُردوے معلی علی گڈھ میں اعتراض کیا تھا۔ جس کا جواب پنڈت برج نرائن چکبست نے نہایت قابلیت سے

---

[۱] یہ اصلاح خواجہ محمد صغیر صاحب صغیر لکھنوی سے مؤلف کو ملی۔

دیا ہے۔ مگر مولف کے خیال ناقص مین صرف بیڑے کہدینا کافی تھا۔ پان کے بیڑے بھی کہتے ہین جس کی کئی مثالین حکیبت نے پیش کی ہین۔ مگر اصل اعتراض مولانا کا چکھے اور پکھے پر تھا (چکھے) کی جگہ (پکھے) بقول مولانا شرر غیر فصیح ہی نہین غلط ہے) جس کی تردید مین پنڈت صاحب تحریر فرماتے ہین کہ "اس موقع پر لفظ (غلط) کن معنی مین استعمال کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ سودا وغیرہ نے (پکھا) برابر نظم کیا ہے" مگر باوجود کوشش کے کوئی شعر میر یا سودا کا مثال مین پیش نہ کر سکے۔ اس لفظ کا غیر فصیح ہونا تو خود بھی تسلیم کرتے ہین۔ مگر مین کہتا ہون کہ واقعی غلط ہے۔

رند

کب تک ڈٹے رہو گے بتو نکی گلی مین رند ۔۔۔ تلوار کھینچو بھیڑ ہٹے راستہ ملے

اصلاح

کب تک ڈٹے رہو گے بتون کی گلی مین رند ۔۔۔ تلوار کھینچو بھیڑ چھٹے راستہ ملے

دوسرے مصرع مین استاد نے بجائے "ہٹے" کے "چھٹے" بنایا جس سے شعر مین کس قدر ترقی پیدا ہو گئی۔ تلوار کے کھینچنے کی مناسبت سے "چھٹے" کا لفظ کس قدر موزون بنایا گیا۔

رند

مر گیا خاک ہوا گو مرا مدفن نہ رہا ۔۔۔ تیرا کھٹکا بھی تو برق شر رفگن نہ رہا

اصلاح

جل گیا خاک ہوا گو مرا مدفن نہ رہا ۔۔۔ خوف تیرا بھی تو برق شرر افگن نہ رہا

پہلے مصرع مین بجائے "مر گیا" کے "جل گیا" برق شرر افگن کی مناسبت سے بنا دیا دوسرے مصرع مین بجائے "تیرا کھٹکا" کے "خوف تیرا بھی" بنایا جس سے مصرع مین

نوٹ۔ یہ اصلاحین مولوی فصیح اللہ صاحب قائم مرحوم فرنگی محلی تلمیذ صبا مرحوم سے مولف کو ملین۔

سلاست اور روانی پیدا ہو گئی۔ یہ محل "کھٹکے" کا نہیں تھا بلکہ خوف ہی کا تھا، جو اُستاد کامل نے بنا کر مطلع کو بلند کر دیا۔

شیخ امام بخش ناسخؒ

فتح الدولہ بہادر برقؔ ایک دن اپنے اُستاد شیخ ناسخ مرحوم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب برقؔ مرحوم کا کلام اصلاح سے مستغنی ہو چکا تھا اور ان کی اُستادی کے ڈنکے لکھنؤ مین بج رہے تھے۔ اُستاد نے پوچھا کہ آجکل کوئی نئی غزل کہی ہے برقؔ نے کہا جی ہان۔ کل شب کو ایک مشاعرے مین مزار مین، بہار مین، (اس طرح مین) ایک غزل پڑھی تھی جس کا ایک شعر مشاعرے مین بہت پسند کیا گیا اور اہل بزم نے بے انتہا داد دی، شیخ صاحب نے کہا بھئی ہمین بھی سناؤ۔ آپ نے نہایت فخر کے ساتھ یہ شعر پڑھا ؎

اُس گل نے ایک رات جو پہنا تو بس گیا
بوئے گلاب آتی ہے موتی کے ہار مین

شیخ صاحب سن کر چپ ہو گئے۔ برقؔ کا دل تڑپ اٹھا کہنے لگے کیا حضرت اس مین کوئی نقص ہے کہ آپ خاموش ہو گئے۔ فرمایا ہان بھئی یہی سوچ رہا ہون اول تو گلاب کے لغوی معنی عرق گل کے ہیں، دوسرے گلاب کے پھولون کا ہار سوائے اُن لوگون کے جو کسی مندر یا مٹھ کے پوجاری ہون کوئی اور نہین پہنتا مین نے تو کسی شریف مرد آدمی کو گلاب کے پھولون کا ہار پہنے نہین دیکھا۔ اِن اعتراضون

لہ اس اصلاح کو مولف نے حکیم عنایت حسین صاحب بارقؔ لکھنوی سے سنا جو کہ ایک ہی علم اور معمر بزرگ ہین وہ فرماتے تھے کہ مین نے اِس اصلاح کا ذکر حکیم مسیحا تلمیذ ناسخ مرحوم سے سنا جن کے سامنے یہ اصلاح دی گئی،

کے بعد فرمایا کہ سامنے کی بات ہے دوسرے مصرع کو یون بنادو۔ مصرع

بو موتیئے کی آتی ہے موتی کے ہار مین

اللہ اللہ کیا اصلاح دی ہے۔ موتی اور موتیئے سے جو مناسبت ہے ظاہر ہے۔ بقول ناسخ مرحوم جب گلاب ہندی ہے تو مصرع ثانی مین اضافت کیسی؟ یہ نقص بھی اصلاح سے رفع ہو گیا۔

خواجہ وزیر ؎ غضب ہوا کہ کسی سنگدل پہ دل آیا — الٰہی خیر کہ شیشہ گرا ہے پتھر پر

اصلاح ؎ غضب ہوا کہ بتِ سنگدل پہ دل آیا — خدا بچائے کہ شیشہ گرا ہے پتھر پر

پہلے مصرع مین سنگ دل کی رعایت سے بُت کا لفظ اور دوسرے مصرع مین بجائے "الٰہی خیر" کے "خدا بچائے" بنا دیا حالانکہ الٰہی خیر سے بھی وہی مفہوم ادا ہوتا تھا مگر خدا بچائے نے ایک قسم کی دلاویزی پیدا کر دی اور الٰہی کی "ہی" دب کر ادا ہوتی تھی، یہ نقص بھی رفع ہو گیا۔

وزیر ؎ جانور جو ترے صدقے مین رہا ہوتا ہے — اے شہِ حسن وہ چھٹتے ہی ہما ہوتا ہے

اصلاح ؎ جو پرندہ ترے صدقے مین رہا ہوتا ہے — اے شہِ حسن وہ چھٹتے ہی ہما ہوتا ہے

جانور مین چرند پرند دونون آئے جاتے تھے اور صدقہ صرف پرندون ہی پر مخصوص ہے کوّے اور بھجنگے صدقے مین چھوڑے جاتے ہین اسلیئے "پرندہ" کا لفظ بنایا گیا۔

وزیر ؎ جو بہر صلح کسی دن وہ جنگ جو آیا — بڑھا یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا

اصلاح ؎ جو بہر صلح بھی وہ ترک جنگ جو آیا — بڑھا یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا

ترکون کی شجاعت اور انکی تلوار مشہور عالم ہے اِس مناسبت سے ترک جنگجو کیا خوب بنایا جس سے مطلع کی شان دو بالا ہو گئی اور اب یہ مطلع وزیر کے مشہور مطلعون مین ہے[1]۔

جناب مہدی حسین خانصاحب آباد لکھنوی تلمیذ حضرت ناسخ کا شعر یہ تھا ؎

لگا دی آگ کس کے آتش رخ نے گلستان مین — گل گلزار انگارون کی صورت سے دہکتے ہین

[1] یہ اصلاحین خواجہ عبدالرؤف صاحب عشرت لکھنوی سے مولف کو ملین وہ بیان فرماتے تھے کہ مین نے خلق مرحوم مصنف طلسم الفت کی زبان سے یہ اصلاحین سنکر نوٹ کر لی تھین۔

اصلاح ۔ گل گلزار انگاروں کی صورت سے دہکتے ہیں ۔ لگا دی آگ کیسے شعلۂ رخ نے گلستاں میں
آگ لگانے کے لیئے "آتش رخ" سے "شعلۂ رخ" زیادہ موزوں ہے کیونکہ مصرع اولیٰ میں بھی انگاروں کی صورت سے دہکتے ہیں کہا گیا ہے بجائے تکرار کے شعلہ کی لپک نے زیادہ ترقی دی۔

آباد ۔ ہجر میں وصل کو ہم یاد کیا کرتے ہیں ۔ شاد اپنا دل ناشاد کیا کرتے ہیں
اصلاح ۔ ہجر میں وصل کو ہم یاد کیا کرتے ہیں ۔ شاد یونہی دل ناشاد کیا کرتے ہیں
دوسرے مصرع میں بجائے "اپنا" کے "یونہی" بنا کر مصرع کی معنویت میں اضافہ کر دیا۔ یونہی کے لفظ سے مطلع میں کیسی روانی پیدا ہو گئی۔ اب اس مطلع کا بیساختہ پن عجب کیفیت پیدا کر رہا ہے۔

آباد ۔ پانی ہو جائینگے دیکھیں گے اگر قامت یار ۔ سرو دعویٰ نہ کریں باغ میں رعنائی کا
اصلاح ۔ قد دلجوئے صنم کو جو چمن میں دیکھے ۔ سرو دعویٰ نہ کرے باغ میں رعنائی کا
ظاہر ہے کہ اصلاح سے شعر میں کس قدر صفائی اور بندش میں کتنی چستی پیدا ہو گئی۔

آباد ۔ دوستو صحبت احباب غنیمت جانو ۔ سامنا کسکو نہیں گور میں تنہائی کا
اصلاح ۔ دوستو صحبت احباب غنیمت سمجھو ۔ سامنا کسکو نہیں گور میں تنہائی کا
پہلے مصرع میں بجائے "غنیمت جانو" کے "غنیمت سمجھو" بنایا جس سے شعر میں کسقدر تاثیر پیدا ہو گئی

آباد ۔ ایک دن دیکھا تھا تیرے عارض شفاف کو ۔ آنکھ نرگس کی بنی ہے چشم حیراں باغ میں
اصلاح ۔ ایک دن دیکھا تھا اُسکے عارض شفاف کو ۔ دیدۂ نرگس بنا ہے چشم حیراں باغ میں
پہلے مصرع میں بجائے "تیرے" کے "اُسکے" زیادہ فصیح ہے دوسرے مصرع کی ترمیم سے شعر میں سلاست پیدا ہو گئی۔

آباد ۔ تیری دوری سے کسے وحشت نہیں اے رشک گل ۔ گل نے ٹکڑے کر دیا اپنا گریباں باغ میں
اصلاح ۔ تیری دوری سے کسے وحشت نہیں اے رشک گل ۔ گل نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا گریباں باغ میں

مصرعِ ثانی میں "اپنا" حشو تھا کیونکہ جب گل کا ذکر آیا تو "اپنا" کی کیا ضرورت تھی۔ اس اصلاح سے شعر میں روانی پیدا ہو گئی اور حشو کا نقص بھی رفع ہو گیا۔

آباد ؎ رکھتا ہے نور روئے صنم آفتاب کا — تارِ شعاعِ مہر ہے رشتہ نقاب کا

اصلاح ؎ رکھتا ہے نور رخِ صنم آفتاب کا — خطِ شعاعِ مہر ہے رشتہ نقاب کا

"تارِ شعاع" سے "خطِ شعاع" نہایت پُر لطف ہے اس نازک فرق کو اہلِ مذاق ہی خوب سمجھ سکتے ہیں

آباد ؎ نہیں پروانے جل جل کر ہوئے ہیں ڈھیر تربت پر — ہمارے غم نے خاکستر کیا ہے شمعِ سوزاں کو

اصلاح ؎ نہیں جل جل کے پروانے ہوئے ہیں ڈھیر تربت پر — ہمارے غم نے خاکستر کیا ہے شمعِ سوزاں کو

پہلے مصرع میں "جل کر" غیر فصیح تھا اسلیئے تقدیم و تاخیر سے اس عیب کو رفع کیا۔

آباد ؎ چشمِ اختر پر نظر کرتے ہیں راتوں کو جو ہم — یاد آجاتے ہیں روزن یار کی دیوار کے

اصلاح ؎ دیدۂ انجم رلاتے ہیں تصور میں مجھے — پھرتے ہیں آنکھوں میں روزن یار کی دیوار کے

اس اصلاح سے شعر میں کسقدر ترقی ہو گئی مضمون وہی ہے۔ گو چند لفظوں کی ترمیم سے مصرعوں میں کیسی بے تکلفی پیدا ہو گئی اور پہلے مصرع میں جو بھونڈا پن تھا جاتا رہا "پھرتے ہیں آنکھوں میں روزن" اس ٹکڑے کی کیا تعریف ہو۔

آباد ؎ بجلی ہمارے اس دلِ بیتاب پر گری — چمکے جو اسکے دانت دُرِ آبدار سے

اصلاح ؎ بجلی سی گر پڑی دلِ پر اضطراب پر — چمکے جو اسکے دانت دُرِ آبدار سے

آباد کا پہلا مصرع سُست اور معمولی تھا "اِس" کا لفظ بھی بلا ضرورت تھا اصلاح سے شعر میں صفائی اور بندش میں چستی پیدا ہو گئی اور حشو کا نقص بھی رفع ہو گیا "بجلی سی گر پڑی" اس ٹکڑے کی کیا تعریف کی جائے واقعی اُستادانہ اصلاح ہے۔

آباد ؎ جس جا وہ کنگھی کرنے لگے زلف کھول کر — مہکا مکان خام وہ مشکِ تتار سے

اصلاح ؎ جس جا وہ کنگھی کرنے لگے زلف کھول کر — مہکا مکان وہ نکہتِ مشکِ تتار سے

آباد کے مصرعِ ثانی میں "مکان خام" برائے بیت تھا اُستاد نے نکہت کا لفظ یہاں ایسا بنایا جسکی ضرورت تھی

آباد ؎ آباد وصفِ گوہرِ دندان بہت لکھا — یہ فکر بکھر گئی ہے دُرِ آبدار سے

اصلاح ؎ آباد وصف گوہر دندان بہت لکھا — لبریز ہے یہ بحر دُرِ آبدار سے

ظاہر ہے کہ اصلاح سے شعر مین کسی قدر صفائی پیدا ہو گئی "لبریز ہے" بہت فصیح ہے۔

آباد ؎ محبت مصحفِ عارض سے بڑھ جائے یہ خواہش ہے — بہت مین سورۂ اخلاص کو پڑھتا ہون قرآن مین

اصلاح ؎ محبت ہے ہمیں ہو مصحف جمالون کو کسی صورت — پڑھینگے سورۂ اخلاص کو ہم روز قرآن مین

آباد کا شعر بہت سُست اور معمولی تھا گو مضمون پاکیزہ تھا مگر بندش دلپسند نہ تھی اب اصلاح سے اِس شعر مین کتنا حُسن پیدا ہو گیا۔ قرآن کی مناسبت سے صورت کا لفظ بھی قابلِ تحسین ہے محبت ہمیں ہے ہو مصحف جمالون کو کسی صورت۔ اے سُبحان اللہ۔ کیا خوب بنایا۔

آباد ؎ رگِ جان عاشقانِ خستہ دل کے موئے گیسو مین — زرا آہستہ شانہ کیجیے زلفِ پریشان مین

اصلاح ؎ رگِ جان عاشقون کے اے پریرو موئے گیسو مین — زرا آہستہ شانہ کیجیے زلفِ پریشان مین

پہلے مصرع کی بندش خراب تھی اصلاح سے کسی قدر صاف ہو گیا۔[1]

ایک دن شیخ ناسخ مرحوم کے سامنے کسی نے میر خلیق مرحوم کے مرثیہ کا یہ شعر پڑھا ؎

لیلاف پڑھا جبکہ اُسے دودھ پلایا — اصغر علی اللہ نگہبان تمھارا

آپ سُنکر مسکرائے فرمانے لگے کہ نہین میر صاحب نے ہرگز یہ نہ کہا ہوگا۔ صحیح لفظ لایلاف ہے اور پھر دوسرے مصرع مین "اصغر علی" کیسا؟ عرب مین ایسے نام نہین سُننے مین آئے۔ آپ بھُول گئے ہون گے میر صاحب نے اِسے یون کہا ہوگا ؎

پڑھ پڑھ کے لایلاف اُسے دودھ پلایا — پیارے مرے اللہ نگہبان تمھارا

ناسخ مرحوم کی نازک دماغی مشہور تھی مگر یہ اُس زمانہ کی تہذیب تھی کہ اس غلطی کو میر صاحب سے منسوب کرنے کے بجائے شیخ صاحب نے یہ فقرہ فرمایا کہ آپ بھُول گئے میر صاحب نے ایسا کبھی نہ کہا ہوگا۔[2]

---

[1] یہ اصلاحین حافظ محمد فاروق صاحب اثر لکھنوی سے مولف کو ملین جو ایک ردی مین اُنکو دستیاب ہوئی تھین،

[2] اِس اصلاح کی نسبت مختلف روایتین مشہور ہین بعض حضرات کہتے ہین کہ بر سر مجلس ناسخ نے میر صاحب کو ٹوک کر یہ اصلاح دی تھی۔ واللہ عالم بالصّواب۔

منشی مظفر علی آسیر

منشی امیر احمد صاحب امیرؔ مینائی تلمیذ حضرت اسیرؔ مرحوم کا شعر یہ تھا ؎
غضب داغ تو نے دیئے اے فلک　　کلیجا گلِ نیلوفر ہو گیا
اصلاح ؎ غضب چٹکیاں ہین تری اے فلک　　کلیجا گلِ نیلوفر ہو گیا
جناب امیرؔ کے پہلے مصرع مین کلیجے کے گلِ نیلوفر ہونے کا ظاہری ثبوت نہ تھا۔
چٹکیون سے کلیجے کا گلِ نیلوفر ہونا بالکل ثابت ہو گیا۔ اللہ اللہ کیا اُستادانہ اصلاح دی۔
امیرؔ ؎ کبابِ سیخ ہین ہم کروٹین ہر سو بدلتے ہین　　جو جل جاتا ہی یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہین
اصلاح ؎ کبابِ سیخ ہین ہم کروٹین ہر سو بدلتے ہین　　جل اُٹھتا ہی جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہین
"جل اُٹھتا ہی جو" بہت خوب ہی کیونکہ مصرع ثانی مین کئی جیم جمع ہو گئے تھے۔
جناب غضنفر حسین صاحب حکیمؔ خلف اکبر حضرت اسیرؔ مرحوم ؎
گلچین سے دو قصور ہوئے ایک چھوڑ کے　　بلبل کا دل شکستہ کیا گُل کو توڑ کے
اَب اصلاح ملاحظہ ہو۔ دوسرے مصرع کو یون بنایا (بلبل کے بال باندھے رگِ گل کو توڑ کے)
بلبل کے دو قصور جناب حکیمؔ کے مصرع ثانی سے ثابت نہ تھے کیونکہ پھول کے توڑنے ہی سے
دلِ بلبل شکستہ ہو گیا، اسلیئے ایک ہی قصور گلچین کا ثابت ہوتا ہے۔ اور اب اصلاح سے بلبل
کے بال باندھے اور رگِ گل کو توڑا دونون قصورون کی تشریح کر دی گئی۔
میر عابد حسین صاحب عابدؔ سہسوانی ؎
شکوہ ہو شمع سے کیا محفل کی برہمی کا　　دل ہی جلا ہوا تھا وقتِ سحر ہمارا
اصلاح ؎ شکوہ ہو شمع سے کیا محفل کی برہمی کا　　دل ہی بُجھا ہوا تھا وقتِ سحر ہمارا
اُستاد اسیرؔ مرحوم نے دوسرے مصرع مین بجائے "جلا" کے "بُجھا" بنا دیا
وقتِ سحر دل کا بُجھا ہونا بہت لطیف ہے اور شمع سے جو بُجھ جانے کی شکایت تھی وہ
واضح ہو گئی۔

عابد ۔ غصّہ آیا تھا تم کو موسےٰ پر طور کو کیون جلا کے خاک کیا

اصلاح ۔ تم کو آیا جلال موسےٰ پر طور کو کیون جلا کے خاک کیا

چونکہ معشوق حقیقی سے خطاب ہے اسلیئے اُستاد کامل نے بجائے "غصہ" کے "جلال" کتنا پُرشوکت لفظ رکھ دیا اِس ایک لفظ سے شعر کس قدر بلند ہوگیا۔ جلال کا کام ہی جلا دینا اسلیئے اسکی اس موقع پر خاص ضرورت تھی۔ بلاغت کی یہ اعلیٰ مثال ہے۔

عابد ۔ تری راہ دیکھنے کا عجب اک مزا تھا ہم کو کہ کسی سے وعدہ ہوتا ہمین انتظار ہوتا

اصلاح ۔ تری راہ تکنے کا بھی عجب اک مرض تھا ہمکو کہ کسی سے وعدہ ہوتا ہمین انتظار ہوتا

پہلے مصرع مین بجائے "دیکھنے" کے "تکنے" نے کس قدر لطف دیا۔ راہ تکنا خاص محاورہ ہے۔ اور بجائے "مزا" کے "مرض" نے شعر مین کسقدر صحت پیدا کردی۔

عابد ۔ جان حسینون پہ کیون نہ دون عابدؔ کچھ فرشتہ نہین بشر ہون مین

اصلاح ۔ جان پریون پہ کیون نہ دون عابدؔ کچھ فرشتہ نہین بشر ہون مین

پہلے مصرع مین بجائے "حسینون" کے پریون بنایا۔ جان مین اعلان نون فصحا ضروری سمجھتے ہین گو لفظ جان بغیر اعلان نون بھی صحیح ہے مگر غیر فصیح چونکہ مصرعِ ثانی مین فرشتہ اور بشر کا بھی ذکر ہے اس مناسبت سے پریون کا لفظ بھی خوب بنایا گیا۔

عابد ۔ دامن مین گل نہین ہین ظالم کسی شجر کے آنکھون سے گر رہے ہین ٹکڑے دل و جگر کے

اصلاح ۔ حضون مین گل نہین ہین ظالم کسی شجر کے آنکھون مین آگئے ہین ٹکڑے دل و جگر کے

پہلے مصرع مین آنکھ کے لئے حوضون کا استعارہ کس قدر لطیف ہے اور پھر دوسرے مصرع مین بجائے "آنکھون سے گر رہے ہین" کے "آنکھون مین آگئے ہین" مطلع کو کسقدر دل آویز کر رہا ہے۔

عابد ۔ تم نہا کر جو چلے جاؤ تو فرطِ غم سے ہر حباب آبلۂ سینۂ دریا ہوجائے

اصلاح ۔ تم نہا کر جو چلے جاؤ تو سوزِ غم سے ہر حباب آبلۂ سینۂ دریا ہوجائے

فرطِ غم سے آبلہ نہین بنتا تھا۔ سوزِ غم سے آبلہ بن گیا۔ اصلاح اسی کا نام ہے۔

عابدؔ ~ لبِ خنجر پہ رواں ہیں یہ گلے بسمل کے — حوصلے تو نے نکلنے نہ دیئے قاتل کے

اصلاح ~ لبِ خنجر پہ نئے ہیں یہ گلے بسمل کے — حوصلے تو نے نکلنے نہ دیئے قاتل کے

اِس "نئے" کے لفظ نے مطلع میں معنوی خوبیاں کسقدر پیدا کر دیں یعنی بسمل کو خود آرزوے قتل ہے ایسی حالت میں اگر بسمل کے یہ گلے ہوتے کہ حوصلے تو نے نکلنے نہ دیئے قاتل کے تو مشرب عاشقی کے خلاف تھے مگر نئے کے لفظ نے بلاغت زبان کا سکہ بٹھا دیا اور اب دوسرے مصرع کا مفہوم بھی پہلے مصرع سے ادا ہو گیا۔

عابدؔ ~ ہوں وہ عاشق کہ مرے بعد مری تربت پر — آرزوئیں مری روتی ہیں گلے مل مل کے

اصلاح ~ ہوں وہ عاشق کہ مرے بعد مری تربت پر — حسرتیں روئینگی آپس میں گلے مل مل کے

مصرعِ ثانی میں بجائے "آرزوئیں" کے "حسرتیں" اور بجائے "مری روتی ہیں" کے "روئینگی آپس میں" بنایا۔ اِس اصلاح سے اول تو شعر میں تاثیر پیدا ہو گئی۔ دوسرے یہ کہ مصرع اولیٰ کا یہ ٹکڑا کہ "میرے بعد مری تربت پر" زمانہ مستقبل کی خبر دیتا ہے۔ مگر مصرع ثانی میں "روتی ہیں" زمانہ حال دکھاتا ہے اب "روئینگی آپس میں" اِس ٹکڑے سے پہلے مصرع سے دوسرا مصرع کسقدر دست و گریبان ہو گیا اور پہلے مصرع میں جو کہا گیا تھا اُس دعوے کی تائید کس خوبی سے پیدا ہوئی۔ واقعی ایسی اصلاحیں دینا ایسے ہی باکمال اُستاد کا کام ہے۔

عابدؔ ~ مرے ارمان یوں پورے کئے سوزِ محبت نے — جلا جب دل تو دل سے حسرتیں نکلیں دھواں بنکر

اصلاح ~ مرے ارمان یوں پورے کئے سوزِ محبت نے — پھنکا جب دل تو دل سے حسرتیں نکلیں دھواں بنکر

اُستاد نے مصرع ثانی میں بجائے "جلا" کے "پھنکا" بنایا۔ جلنے اور پھنکنے میں جو نازک فرق ہے اُسے کچھ اہلِ مذاق ہی سمجھ سکتے ہیں جلنے میں امکان تھا کہ کچھ باقی رہ جائے اور پھنکنے سے یہ ظاہر ہوا کہ دل بالکل جل گیا اب یہاں ایک نازک بات یہ پیدا ہو گئی کہ حسرتیں اُس وقت تک نہ نکلیں جب تک دل بالکل نہ جل گیا۔ اصلاح اِسی کا نام ہے۔

شاہ محمود احمد صاحب۔ شریف رودولوی تلمیذ حضرت اسیر مرحوم کا یہ شعر تھا ؎

آئینہ پیش رو ہو تو شانہ ہو ہاتھ مین　　آنکھون مین ہے حضور کے سرمہ لگا ہوا

حضرت اسیر مرحوم یہ شعر سُن کر مسکرائے اور فرمایا کہ یہ شعر تو اس شعر کا جواب ہے ؎

دندانِ تو جملہ در دہانند　　چشمانِ تو زیر ابروانند

یہ کہکر پہلے مصرع کو یون درست کیا ؎

عشاق پر گرے گی ضرور آج برقِ طور　　آنکھون مین ہی حضور کے سرمہ لگا ہوا[1]

شریف ؎ اُس سبزہ خط نے میری لحد پر چڑہائی دوب　　سنگِ مزار مین اثر کہربا ہوا

اصلاح ؎ یہ جذب عشق سبزۂ خط تھا کہ بعد مرگ　　سنگِ مزار مین اثرِ کہربا ہوا

شریف کا پہلا مصرع بہت سُست اور معمولی تھا صرف رعایت لفظی کی بھرمار تھی یعنی سبزۂ خط کے لیئے دوب لائے تھے اب اصلاح سے شعر اچھا خاصا ہوگیا۔

شریف ؎ رویا جو مین فقیر کبھی اپنے حال پر　　تختِ روان کی طرح مرا بوریا ہوا

اصلاح ؎ رویا جو مین فقیر کبھی اپنے حال پر　　تخت روان کی طرح روان بوریا ہوا

مصرع ثانی مین بجائے "مرا" کے "روان" بنایا صرف ایک لفظ کے بدل دینے سے شعر اُڑ چلا۔ چونکہ مصرع اولیٰ مین رونے کا ذکر ہے اِسی رونے سے بوریا روان ہوا۔

شریف ؎ عبث پھر آگئے عشاق تیرے آوارہ　　تری گلی مین جو آتے تو وہ بھی پھل جاتے

اصلاح ؎ عبث پھر آگئے عشاق تیرے آوارہ　　تری گلی مین جو آتے تو کچھ وہ پھل جاتے

شریف کے مصرع ثانی مین "بھی" کا ثبوت نہ تھا "کچھ" کا لفظ بنا کر اُستاد نے شعر کو صحیح کردیا۔

شریف ؎ کہتا ہے عشق قبر مین مجکو اُتار کر　　اُلفت کی راہ طے ہوئی منزل یہی تو ہے

---

[1] اس اصلاح سے اب یہ شعر کس قدر بلند ہوگیا۔

اصلاح ۵ کہتا ہی عشق قبر مین مجکو اُتار کر — اُلفت کی دیکھ اوّل منزل یہی تو ہی

دوسرے مصرع مین قبر کے لئے "اول منزل" کا ٹکڑا ایسا اُستادانہ رکھ دیا گیا ہے، جس سے شعر مین ترقی پیدا ہو گئی "دیکھ" کا لفظ بھی اہل نظر کے دیکھنے کا ہے۔[1]

جناب حکیم عابد علی صاحب کوثر خیر آبادی تلمیذ حضرت آسیر و جناب امیر مینائی لکھنوی

کوثر ۵ آج پہلو مین جو وہ غیرت خورشید نہین — عشرۂ ماہ محرم ہی مجھے عید نہین

اصلاح ۵ آج پہلو مین جو وہ غیرت خورشید نہین — روز عاشورِ محرم ہی مجھے عید نہین

دوسرے مصرع مین بجائے "عشرۂ ماہ محرم" کے "روز عاشور محرم" بنایا اول تو یہ کہ عشرہ نفتحتین ہی دوسرے عشرۂ ماہ محرم ظاہر ہی کہ محرم کے دس دن مین سے ہر دن کو کہہ سکتے ہین مگر "روز عاشور محرم" سے خاص دسوین محرم کی تخصیص کی گئی ہے جس سے شعر مین کس قدر ترقی پیدا ہو گئی۔

مومن خانصاحب مومن

مومن خان صاحب مومن دہلوی کے ایک شاگرد جن کا نام صاحب آبحیات کو بھی نہ معلوم ہو سکا یہ مطلع لکھا ۵

ہجر مین کیونکر پھرون ہر سو نہ گھبرایا ہوا — وصل کی شب کا سمان آنکھو مین ہے چھایا ہوا

اصلاح ۵ اس طرف کو دیکھتا بھی ہی تو شرمایا ہوا — وصل کی شب کا سمان آنکھو مین ہے چھایا ہوا

اہل مذاق جانتے ہین کہ اس اصلاح سے زمین شعر کا پایا آسمان سے مل گیا اور خصوصًا واقعیت کے اظہار نے اثر پیدا کر دیا۔

انھین کے ایک اور شاگرد نے الٰہی بخش کا سجع یہ لکھا تھا (ع) مجھ گنہگار کو الٰہی بخش۔ خانصاحب مرحوم نے یون بنایا (ع) مین گنہگار ہون الٰہی بخش۔

[1] یہ اصلاحین جناب واجد حسین صاحب محبت لکھنوی نے لکھکر مولف کو دین۔

اس اصلاح سے اِس مصرع مین علاوہ فصاحت کے ایک عجیب معنوی اضافہ ہوگیا۔ یعنی خود الٰہی بخش کا یہ کہنا کہ مین گنہگار ہون کس قدر معنی خیز اصلاح ہے۔

(آبِ حیات)

مرزا اصغر علیخان نسیم دہلوی ؎

آنا ہوا ہے غم مجھے ردِّ سوال کا — دریا بہا دیا عرقِ انفعال کا

اصلاح ؎ اسدرجہ ہی قلق مجھے ردِّ سوال کا — دریا بہا گیا عرقِ انفعال کا

پہلے مصرع مین بجائے "آنا ہوا ہے غم" "اسدرجہ ہی قلق" مین کیسی سلاست ہی اور دوسرے مصرع مین بجائے "بہا دیا" کے "بہا گیا" بنایا زمانہ کی قید کے لحاظ سے اب دونون مصرعون مین کسقدر ربط پیدا ہو گیا۔

نسیم ؎ اللہ رے ترددِ خاطر شبِ فراق — تودہ بنا ہوا ہون مین گردِ ملال کا

اصلاح ؎ اللہ رے ترددِ خاطر کی کثرتین — تودہ بنا دیا مجھے گردِ ملال کا

"ترددِ خاطر کی کثرتین" اس ٹکڑے نے تودہ بنا دیا۔ اِس اصلاح سے اب شعر مین ترقی اور روانی دونون پیدا ہو گئیں سبحان اللہ کیا اُستادانہ اصلاح ہے

نسیم ؎ زمین پر لوٹنے پائین نہ آنسو دیکھنا اے دل — یہ نورِ دیدہ ہمنے آنکھ کے پردے مین پالے ہین

اصلاح ؎ زمین پر لوٹنے پائین نہ آنسو اے دلِ نادان — یہ نورِ دیدہ ہمنے آنکھ کے پردے مین پالے ہین

زمین پر لوٹنے کے لیئے دلِ نادان کی تخصیص قابلِ داد ہے ایک لفظ نادان کا ہے جس سے شعر مین ترقی پیدا ہو گئی [1]

---
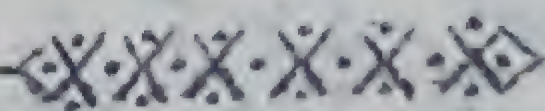
[1] یہ اصلاحین منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی سے سُن کر خواجہ عشرت لکھنوی نے نوٹ کر لی تھین اُنسے مولف کو دستیاب ہوئین۔

شیخ ابراہیم ذوق

ذوق مرحوم نے ایک مشاعرے مین چال کے، نکال کے، طرح مین غزل پڑھی اُن کے اُستاد شاہ نصیر مرحوم بھی موجود تھے۔ مطلع تھا ؎

نرگس کے پھول بھیجے ہین بٹوے مین ڈال کے
ایما یہ ہے کہ بھیجدے آنکھین نکال کے

شاہ صاحب نے فرمایا میاں ابراہیم پھول بٹوے مین نہین ہوتے یون کہو (ع) نرگس کے پھول بھیجے ہین دونے مین ڈال کے ۔ ذوق نے کہا حضرت گستاخی معاف دونے مین رکھنا ہوتا ہے ڈالنا نہین ہوتا زیادہ مناسب یون ہوگا ؎

بادام دو جو بھیجے ہین بٹوے مین ڈال کے
ایما یہ ہے کہ بھیجدے آنکھین نکال کے

جناب ذوق مرحوم کو ایک دن بیٹھے بیٹھے نہ جانے کیا خیال آیا۔ حافظ ویران بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہ لوجی ۳۲ برس کی مشق کے بعد آج اصلاح دینی آئی ہے حافظ صاحب نے کہا وہ کیونکر؟ کہنے لگے کہ ایک دن شاہ نصیر مرحوم کسی شاگرد کو اصلاح دے رہے تھے اُس غزل کا ایک مصرع یہ تھا (ع) کھاتی کمر ہے تین بل اک گدگدی کے ساتھ ۔ ابتدائے مشق تھی اتنا خیال مین آیا یہان کچھ اور ہونا چاہیئے۔ آج وہ نکتہ حل ہوا حافظ ویران نے پوچھا کہ حضرت پھر کیا؟ فرمایا کمر کو اوپر ڈال دو۔ عرض کی کہ پھر کیونکر؟ کہا یہ مصرع لگا دو ؎

بل بے کمر کہ زلف مسلسل کے پیچ مین
کھاتی ہے تین تین بل اک گدگدی کے ساتھ

جناب ذوق مرحوم ایک دن دیوان خاص مین کھڑے ہوئے تھے۔ نواب حامد علیخان بہادر نے جو دہلی کے عمائدین مین سے تھے خواجہ وزیر مرحوم کا یہ مطلع سنایا ؎

جانور جو ترے صدقے مین رہا ہوتا ہے
اے شہ حسن وہ چھٹتے ہی ہما ہوتا ہے

ذوق مرحوم نے فرمایا کہ صدقے مین اکثر کوّے چھڑواتے ہین اس لئے زیادہ تر

مناسب یون ہے سہ

زاغ بھی گر ترے صدقے مین ہما ہوتا ہے
اے شہِ حسن وہ چھٹتے ہی ہما ہوتا ہے[1]

مرزا اسد اللہ خان غالب

ہز ہائنس نواب یوسف علی خان بہادر ناظم والئی رام پور خلد آشیان کا شعر یہ تھا

ناظم سہ آج وہ لے گیا دل چھین کے میرا مجھ سے
جسکو مٹی کے کھلونے پہ مچلتے دیکھا

اصلاح سہ دلکے لینے مین یہ قدرت اُسے اللہ نے دی
جسکو مٹی کے کھلونے پہ مچلتے دیکھا

"یہ قدرت اُسے اللہ نے دی" اس ٹکڑے کی کیا تعریف ہو سکتی ہے۔ اس اصلاح سے شعر مین معنوی خوبیان کس قدر ترقی کر گئین ایک ایک لفظ گویا جواہر کا ٹکڑا ہے۔ اللہ اللہ اصلاح پر بھی یہ قدرت۔

ناظم سہ گر نہین تیری کرامت تو یہ کیا ہے ساقی
ہمنے ساغر کو تری بزم مین چلتے دیکھا

اصلاح سہ ہے یہ ساقی کی کرامت کہ نہین جام کے پاؤن
اور پھر سب نے اُسے بزم مین چلتے دیکھا

اے سبحان اللہ کیا اصلاح دی ساقی کی کرامت کا کیسا بدیہی ثبوت ہے مطلب یہ کہ جام کے پاؤن نہین اور پھر سب نے اُسے بزم مین چلتے دیکھا بغیر پاؤن کے چلنا ناممکن تھا مگر یہ ساقی کی کرامت ہے کہ بزم مین جام بے پاؤن کے چل رہا ہے۔ یہ اصلاح نہین اسے اعجاز کہتے ہین[2]

---

[1] اس مطلع کے متعلق مختلف روایتین مشہور ہین بعض حضرات فرماتے ہین کہ اسیر ناسخ مرحوم کی اصلاح تھی جسے ہمنے پہلے صفحہ مین لکھدیا منشی احمد علی صاحب شوق قدوائی تلمیذ حضرت اسیر مرحوم فرماتے ہین کہ یہ مطلع اسیر مرحوم کے سامنے پڑھا گیا اور میری زبان سے بجائے "جانور" کے پرندے کا لفظ نکل گیا۔ واللہ اعلم بالصواب"

[2] یہ اصلاحین مولوی محمد انعام اللہ خان صاحب عارف منصرم کشنری لکھنؤ سے مولف کو ملین وہ بیان فرماتے تھے کہ مولوی عبدالرحیم صاحب رام پوری سے یہ اصلاحین مین نے سُنی تھین۔

مولوی عبد الرزاق صاحب شاکر

مردمِ چشمِ سیہ جب نظر آتا ہی ترا | بیٹھ جاتا ہی مرے دل مین سویدا ہوکر

اصلاح — نظر آتی ہی جہان مردمکِ چشم سیاہ | بیٹھ جاتی ہی مرے دل مین سویدا ہوکر

مردم یعنی آنکھ کی تیلی مونث ہی شاکر مذکر لکھ گئے دوسرے معشوق کی قید اس موقع پر زیادہ ضروری نہ تھی لفظ "جہان" سے قید معشوق جاتی رہی اور عمومیت پیدا ہوگئی یہ اپنا اپنا مذاق ہے۔

مردان علی خان رعنا

گزرا ہی مرا نالہ در چرخ کہن سے | تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جاکے وطن سے

اصلاح — گزرا ہی مرا نالہ دل چرخ کہن سے | تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جاکے وطن سے

رعنا کے مصرع اولیٰ مین "در" زائد تھا اسلیئے بجائے اسکے مرزا صاحب نے "دل" بناکر مطلع کو درست کیا۔ (عودِ ہندی)

شمس العلما مولانا الطاف حسین حالی

عمر شاید نہ کرے آج وفا | سامنا ہے شبِ تنہائی کا

فخر المتاخرین حضرتِ غالب نے یون بنایا

عمر شاید نہ کرے آج وفا | کاٹنا ہے شبِ تنہائی کا

اُستاد نے دوسرے مصرع مین بجائے "سامنا" کے "کاٹنا" بناکر شعر کو بلند تر کردیا۔ اس موقع پر کاٹنا ہی زیادہ پُرلطف و معنی خیز ہی کیونکہ یہ لفظ عمر اور شب دونوں مشترک ہے ایک لفظ کے بدل جانے سے کس قدر خوبی بڑھ گئی۔

ل یہ اصلاح مولانا نجیب اللہ صاحب فرنگی محلی لکھنوی سے سُنی تھی جنھون نے خود مولانا حالی کی زبان سے سُنا تھا۔

مفتی میر عباس[1]

جناب مفتی میر محمد عباس اعلی اللہ مقامہ لکھنؤ کے مشہور ادیب و مجتہد تھے ایک دن اِنکی خدمت مین ذوالفقار الدولہ مصاحب سلطان عالم واجد علی شاہ جعفر اُردو کا ایک نوحہ لیکر آئے اور کہا حضور اِس پر اصلاح دیدین مفتی صاحب نے فرمایا کہ بھئی مین اُردو کیا جانون جب اُنھون نے بیحد اصرار کیا تو کہا اچھا پڑھیے ذوالفقار الدولہ نے جب یہ شعر پڑھا ؎

شاہ جب مرنے چلے رن مین تو زینب نے کہا　　اک لحد پہلو مین ہو بھائی بہن کیواسطے

فرمایا کہ پہلا مصرع یون بدل دو "وقت رخصت شاہ سے زینب نہ اتنا کہہ سکین" وقت رخصت کو کس قدر رنگ ثابت کردیا کہ جناب زینب اپنے حسرتِ دل کا اظہار بھی نہ کرنے پائین پہلی صورت مین آرزو کے ظاہر ہونے سے شعر زیادہ دردانگیز نہ تھا۔ اِسکے علاوہ شعر کی شرعی پہلو سے بھی حفاظت کی گئی۔

میر انیس مرحوم مفتی صاحب کو ایک مرتبہ اپنا ایک تصنیف مرثیہ سُنا رہے تھے جب یہ مصرع پڑھا "جب حملہ ور امام کریم النفس ہوے" مفتی صاحب نے تامل فرمایا اور میر صاحب سے کہا کہ بجاے اِس مصرع کے یون لکھ دیجیے تو خوب ہو۔ مصرع

جب حملہ ور امام مسیحا نفس ہوے

میر انیس کے مصرع مین جو نقص تھا اسکو کس حسن سے رفع کر دیا۔

(حیاتِ دبیر)

---

[1] مفتی صاحب مرحوم کی سوانحعمری حضرت عزیز لکھنوی لکھ رہے ہین جس مین سے یہ اصلاح نقل کی گئی مولف نے اس کتاب کو جستہ جستہ کہین کہین سے سُنا ہے۔ تیار ہونے پر یہ کتاب بیمثل ہوگی۔

میر ببر علی انیسؔ

میر نواب مونسؔ مرحوم نے ایک مرثیہ جس کا مطلع یہ تھا "پھولا شفق سے چرخ پہ جب لالہ زار صبح" بڑی محنت اور کاوش سے چھ مہینے مین کہا اور میر انیس مرحوم کو یہ کہکر سنایا کہ اس مرثیے مین اگر ایک اصلاح بھی آپ دیدین تو مین مرثیہ دیدون۔ آپ نے فرمایا کہ مین مرثیہ لون گا اُنھون نے کہا جی ہان اس شرط کے بعد کہا اچھا پڑھیے مونسؔ نے پڑھنا شروع کیا جب صبح کی سینری کا موقع آیا تو مونسؔ نے یہ بند پڑھا ؎

وہ پھولنا شفق کا وہ مینائے لاجورد | مخمل سی وہ گیاہ وہ گل سبز و سرخ و زرد
رکھتی تھی دیکھکر قدم اپنا ہوائے سرد | یہ خوف تھا کہ دامن گل پر پڑے نہ گرد

میر انیس مرحوم نے کہا ٹھہر جائیے۔ یہ چپ ہو گئے۔ پھر سوال کیا کہ ان چار دن مصرعون مین اگر کہین کوئی سقم ہو تو تین گھنٹے کا وقت دیا جاتا ہو اسے خود درست کر لیجیے مونسؔ نے ہر چند بہت غور کیا اور تین گھنٹے کامل اسی کو سوچا کیے۔ مگر اُنھین کوئی غلطی محسوس نہ ہوئی مجبور ہو کر کہا کہ میری نظر مین چارون مصرع صحیح ہین کوئی نقص نہین معلوم ہوتا تب آپ نے فرمایا کہ تیسرے مصرع مین آپ کہہ گئے ہین کہ رکھتی تھی دیکھ کر قدم اپنا ہوائے سرد۔ ہوا کے آنکھین نہین ہوتین پھر وہ کیا دیکھکر قدم رکھ سکتی ہو اس مصرع کو یون بنا دو "رکھتی تھی پھونک کر قدم اپنا ہوائے سرد" مونسؔ نے سر جھکا کر عرض کی کہ واقعی جائے اُستاد خالی است۔ اے سبحان اللہ کیا اصلاح دی پھونک کر قدم رکھنا کتنا پیارا محاورہ ہے اور پھر ہوا کے لیئے کیسا برمحل ہی میر مونسؔ کو مرثیہ دینا پڑا اور اب یہ مرثیہ میر انیس مرحوم کے مرثیون مین شامل ہے۔

۱؎ اس اصلاح کا ذکر بنن صاحب برادر کوچک مولوی سید سبط حسین مجتہد لکھنؤ سے مولف نے سنا۔ وہ بیان فرماتے تھے کہ مین نے اپنے بزرگون سے سنا ہے یہ روایت صحیح ہے۔

مونس ؎ عرقِ گل اُسے دینا تھا مناسب دے صبا چیختے چیختے بُلبل کی زبان سوکھ گئی

اصلاح ؎ رخِ گل دھو کے پلانا تھا تجھے اے صبا چیختے چیختے بُلبل کی زبان سوکھ گئی

اللہ اللہ کیا اصلاح دی ,,رخِ گل دھو کے پلانا تھا،، اس ٹکڑے کی تعریف مین زبان اور قلم دونون قاصر ہین کیونکہ عرقِ گل اسوقت تک بلبل کو ملنا ناممکن ہی جب تک گل کا عرق نہ کشید ہو اور کوئی عاشق چاہے وہ مرہی کیون نہ جائے اپنے معشوق پر یہ ستم روا نہ رکھے گا۔ مونس کے مصرع مین جو نقص تھا اُس کو کس حسن سے رفع کیا۔

میر خورشید علی نفیس مرحوم خلف میر انیس مرحوم کے مرثیہ مین جسکا مطلع یہ تھا۔ ,,دشت غربت مین وطن سے شہ دین جاتے ہین،، اسی بند کا آخر مصرع یہ تھا (مصرع) ,,قطب دین نیرّ افلاک بر ین جاتے ہین،، اس مصرع کو میر انیس مرحوم نے یون بنایا۔ (ع) ,,خاک ہونے کے لیئے عرش نشین جاتے ہین،، گو نفیس مرحوم کا مصرع بھی نفیس تھا مگر اس اصلاح سے یہ بند زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔ مناسبت الفاظ کے علاوہ معنوی خوبیان بھی ملاحظہ ہون جسکی داد سوائے دل کے زبان نہین دے سکتی۔ اللہ اللہ (ع)

,,خاک ہونے کے لیئے عرش نشین جاتے ہین،،

میر نفیس مرحوم نے مدینے سے رخصت ہوتے وقت حضرت علی اکبر کو مخاطب کرتے ہوئے جناب صغرا کی زبان سے یہ مصرع فرمایا تھا (ع) ,,سہرا باندھے ہوئے تم قبر پہ آنا بھائی،، اس مصرع کو جناب انیس مرحوم نے یون بنایا (ع)

,,سہرا لٹکائے ہوئے قبر پہ آنا بھائی،،

سہرا باندھے ہوئے قبر پہ آنا گویا خوشی کی دلیل تھی ,,سہرا لٹکائے،، مین ایک غم کی صورت پیدا ہو گئی، نفیس مرحوم کے مصرع مین ,,تم،، کا لفظ بھی بلا ضرورت تھا اس اصلاح سے یہ نقص بھی رفع ہو گیا[1]۔

[1] یہ اصلاحین جناب مصحف حسین صاحب تعلقدار نواب گنج بارہ بنکی سے سُنکر درج کی گئین۔

انیس مرحوم کے ایک مرثیہ کا مصرع یہ تھا (ع) جوڑا کمان مین ابن مظاہر نے اپنا تیر
اِس مصرع کو نظر ثانی کے وقت خود ہی یون بنایا (ع) جوڑا کمان مین ابن مظاہر نے جھک کے تیر
پہلے مرحوم کے مصرع مین اول تو اپنا کا الف دبتا تھا اور یہ کسی قدر ناگوار تھا۔ دوسرا نقص
یہ تھا کہ اپنے کمان مین دوسرے کا تیر تو جوڑتے نہین تیسرے "اپنا" حشو تھا۔ چوتھے
تیر اندازی کی ادا بھی اِس مصرع مین نہین تھی۔ جناب انیس نے ایک لفظ "جھک کے" سے
یہ چارون خوبیان اِس مصرع مین پیدا کر دین[1]

مرزا سلامت علی دبیر

منشی محمد اسمٰعیل منیر شکوہ آبادی کا مطلع یہ تھا ؎

موئے خط عارضِ تابان پہ ہین آتے جاتے حبشی ملک سلیمان ہین دباتے جاتے

اصلاح ؎ موئے خط عارضِ تابان پہ ہین آتے جاتے مورچے ملک سلیمان ہین دباتے جاتے

دبیر مرحوم نے دوسرے مصرع مین بجائے "حبشی" کے "مورچے" کا لفظ بنا کر مطلع
کو بلند سے بلند تر کر دیا۔ مناسبت الفاظ کے علاوہ حسن بیان کتنا پیارا اور خوش اسلوب
ہو گیا۔ اِس مورچے کا لفظ استاد کامل نے ایسا رکھ دیا کہ جسکی داد دینے سے زبان و قلم
دونون قاصر ہین ایسی ہی ترقیان یہ بتاتی ہین کہ اصلاح کس قدر ضروری چیز ہے۔ اس
ایک لفظ کے بدل دینے سے مطلع مین جو حسن پیدا ہو گیا وہ مذاق سلیم پر مخفی نہین۔
فی الحقیقت ایسی اصلاحین "مشاطۂ سخن" کی جان ہین[2]

---

[1] اس اصلاح کو جناب جاوید لکھنوی سے مولف نے سنا جناب جاوید نے میر نفیس مرحوم سے سنا تھا۔

[2] اس اصلاح کو مولف نے جناب ذاکر نبیرۂ مرزا اوج خلف دبیر مرحوم سے سنا وہ بیان فرماتے تھے کہ مین نے
مولوی عبد القوی صاحب بنارسی جو ایک معمر اور قابل بزرگ ہین اُن سے سنا۔

مرزا اصغر علی خان نسیم دہلوی

مرزا اچھّو بیگ عاشق لکھنوی ؎

اُٹھ جائیگا وہ غیرتِ گُل جبکہ چمن سے
مُرجھائے ہوئے پھول گلستان مین رہ جائینگے

اصلاح ؎ جائیگی بہار آپ کے ہمراہ چمن سے
مرجھائے ہوئے پھُول گلستان مین رہین گے

عاشق کے مصرع مین پھولون کے مُرجھانے کا کامل ثبوت نہ تھا اصلاح سے صرف پہلے مصرع مین روانی اور ترقی ہی نہین پیدا ہوئی بلکہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ معشوق کے ہمراہ چمن سے بہار جائے گی اور جب چمن سے بہار رخصت ہوئی تو مُرجھائے ہوئے پھُول یقینی گلستان مین رہین گے۔

جناب شیفتہ لکھنوی ؎

گستاخ ہوئے ہاتھ جنون جوش پر آیا
پابوسی وحشی کو گریبان اُتر آیا

اصلاح ؎ گستاخ ہوئے ہاتھ جنون جوش پر آیا
پابوسیٔ دامن کو گریبان اُتر آیا

اُستاد نسیم مرحوم نے دوسرے مصرع مین بجائے ''وحشی'' کے ''دامن'' بنا کر مطلع کو کتنا بلند کر دیا۔ صرف ایک لفظ کی ترمیم سے مطلع مین کیسا حسُن پیدا کر دیا پابوسی دامن کو گریبان کا اُترنا کتنی پُرلطف بات ہے۔

جناب عبد اللہ خان مہر لکھنوی ابتدا مین میر ناصر علی صاحب سفیر شاگرد ناسخ مرحوم کے شاگرد تھے مگر بعد کو مرزا اصغر علی خان نسیم دہلوی کے سامنے زانوئے اَدب تہ کیا تھوڑے ہی دنون کی مشق مین مہر ایسا چمکے کہ اپنے پچھلے اُستاد کے اُستاد شیخ ناسخ پر بھی آوازے کسنے لگے اور علانیہ کہنے لگے ؎

قدردانِ فکرِ عالی سے یہ پوچھو مہر تم
کون کہتا ہے کہ ناسخ ہمسے بہتر ہو گیا

---

۱ یہ اصلاحین منشی محمد اصغر صاحب اصغر لکھنوی سے مؤلف کو ملین۔

جب یہ غزل مرزا صاحب کے سامنے پیش ہوئی آپ مقطع کو دیکھکر مسکرائے پھر کچھ دیر غور کرنیکے بعد اسکو بالکل کاٹ کر مندرجہ ذیل مقطع درج کر دیا ے

جان دون اس شکر پا تیر محبت مین کہ قہر   سیری بچپنی سے وہ بیدد مضطر ہو گیا

یہ بھی ایک اخلاقی اصلاح تھی اسلئے اُردوئے معلی ماہ ستمبر ۱۹۱۰ء سے انتخاب کی گئی - قہر ے

خط آیا آمدِ خطِ رخسار یار کا   لکھا مٹائیے ورق انتشار کا

اصلاح ے خط آئے آمدِ خطِ رخسار یار کا   لکھا کہین مٹے ورقِ انتشار کا

قہر کے پہلے مصرع مین "آیا" کا الف دب کر نکلتا ہو اور دوسرے مصرع کا اسلوب بیان اچھا نہین ہے - ان دونون کمزوریون کو اُستاد نے کس حسن سے رفع کیا - بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہو کہ سلاست الفاظ و نفاست بیان کے متعلق کوئی نکتہ ایسا نہین ہو جسکو مرزا صاحب نے بصورت اصلاح شاگرد کو نہ بتایا ہو -

قہر ے اسدرجہ ہو ہر مرغ چمن خوف مین صیاد   ہر موج رگِ گل پہ ہو زنجیر کا دھوکا

اصلاح ے اسدرجہ مین سب مرغ چمن خوف مین صیاد   ہر موج رگِ گل پہ ہو زنجیر کا دھوکا

قہر کے پہلے مصرع مین ہے "اور" ہر" کا تلفظ ایک ساتھ ثقیل ہو نیز "ہر" دونون مصرعون مین اچھا نہین معلوم ہوتا ثقل تلفظ سے مرزائے مرحوم کو سخت نفرت تھی جہان کہین اس کا شائبہ بھی پاتے فوراً درست کرتے - مثلاً

قہر ے مسکرانے کا مرے زخم کے ایما یہ ہے   ایسا نازک تھا تو کیون قتل کو جلاد آیا

اصلاح ے مسکرانے کا مرے زخم کے ایما یہ ہے   اس نزاکت پہ عبث قتل کو جلاد آیا

دوسرے مصرع مین "ایسا نازک تھا تو کیون" کے بجائے "اس نزاکت پہ عبث" بنایا - قہر کے دوسرے مصرع مین ثقالت تھی جسے اس اصلاح سے رفع کیا - اے سبحان اللہ - قہر ے

گرم مضمون سنکے میرے ٹھہر نیگے کیا قطع   قہر جب نکلا کہان پھر ماہ کامل کا پتا

اصلاح سے گرم مضمون سنکے میرے کیا ٹھہرتے سر ِطبع
ٹھہر جب نکلا کہاں پھر ماہِ کامل کا پتا
"ٹھہرینگے کیا" مین ثقل تھا بجائے اُسکے "کیا ٹھہرتے" کس قدر فصیح ہے۔

فقرہ سے گر زلف کی لہر آئے نہانے مین مجھے شوخ
ہر موجۂ دریا پہ ہو زنجیر کا دھوکا
اصلاح سے زلفون کی ترے لہر نہانے مین گر آئے
ہر موجۂ دریا پہ ہو زنجیر کا دھوکا
پہلا مصرع جو بدلا گیا اُسکی خاص وجہ یہ ہے کہ معشوق کے لیئے شوخ کا لفظ بغیر "اس" یا "وہ" کے لکھنا ناجائز ہے۔

فقرہ سے باغ مین غنچہ دہن آیا ہے
پھولی پھرتی ہو صبا کیا باعث
اصلاح سے باغ مین ہوگا وہی غنچہ دہن
پھولی پھرتی ہے صبا کیا باعث
اس شعر کی اصلاح سے بھی یہی ثابت ہے کہ غنچہ دہن کا لفظ بغیر وہ یا اُس کے نظم کرنا یک قلم غیر فصیح کیا ناجائز ہے۔ اور ہے بھی واقعی۔

فقرہ سے ہنسینگے پھوٹ کر سب آبلے دلکے اب ای ساقی
شرابِ سرخ ہوگی خوشۂ بے تاک سے پیدا
اصلاح سے ہنسینگے پھوٹ کر سب آبلے دلکے ابے ساقی
شرابِ سرخ ہوگی خوشۂ بے تاک سے پیدا
اُستاد نے پہلے مصرع مین بجائے "پھوٹ کے" "پھوٹ کر" بنایا پھوٹ کے کہنا غلط نہین بلکہ عام طور سے "پھوٹ کر" سے زیادہ فصیح سمجھا جاتا ہے مگر اس خاص موقع پر "ر" کا سکون یائے مجہول کی ناتمامی آواز کے مقابلے مین کہین زیادہ خوشگوار ہے۔ اہل نظر اس اصلاح کو دیکھین اور نسیم کے کمال سخن اور سلامتی مذاق کی داد دین۔ مگر جب اس شعر پر زیادہ غور کیا جائے تو ایک ذرا سا نقص اصلاح کے بعد بھی نظر آتا ہے وہ یہ کہ پہلے مصرع مین بجائے "اب اے" کے اگر "ارے" ہوتا تو اور بھی اس شعر کی لطافت بڑھ جاتی۔ اب اس شعر کو "ارے" کے ساتھ یون پڑھیئے

ہنسین گے پھوٹ کے سب آبلے دلکے ارے ساقی
شرابِ سرخ ہوگی خوشۂ بے تاک سے پیدا
صرف نکات اصلاح دکھانا مقصود ہین نکتہ چینی منظور نہین۔ (اُردوئے معلیٰ)

نواب عاشور علیخان عاشور لکھنوی

محمد نعیم خان صاحب نعیم لکھنوی ؂

عجب انداز کی بو یار کے کپڑوں سے آتی ہی — بنا بزم عروسی جھونپڑا اُس گل کے گازر کا

اصلاح ؂ عجب انداز کی بو ملگجے کپڑوں سے آتی ہی — بنا بزم عروسی جھونپڑا اُس گل کے گازر کا

جناب نعیم نے مضمون بلاشبہ اچھوتا لکھا تھا مگر دوسرے مصرع مین اُس گل کے الفاظ موجود تھے تو یار کا لفظ حشو ہوا اس حشو کو جناب عاشور نے کس حسن سے دور کیا "ملگجے کپڑے" ہی اس شعر کی جان سمجھیے اللہ اللہ ملگجے کپڑون کی بو سے اُس گل کے گازر (دھوبی) کا جھونپڑا بزم عروسی بن گیا بالکل نیا اور اچھوتا خیال ہے۔ مولف کی نظر سے اس مضمون کا کوئی شعر ابتک نہین گزرا۔ (از خواجہ عشرت لکھنوی)

آغا ہجو ہندی

جناب جاوید لکھنوی بیان فرماتے ہین کہ ایکدن مین اور نواب مہدی حسین صاحب ناہر مرحوم اور نواب سنے صاحب شہید آغا ہجو صاحب ہندی کی خدمت مین حاضر ہوے پہلے مین نے اپنی غزل سنائی کسی شعر پر اصلاح کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔ اور نہ کہین غزل بھر مین کوئی لفظ بنایا گیا۔ میرے بعد جناب شہید نے یہ مطلع پڑھا ؂

قیس دیوانہ تھا مرقد مین اکیلا ہو گا
قبر پر حضرت لیلیٰ کے تو میلا ہو گا

آپ سنکر مسکرائے اور فرمایا کہ "کیا حضرت لیلیٰ آپ کی دادی تھین" اس فقرہ کا کہنا تھا کہ سب کو بے اختیار ہنسی آگئی مگر پاس ادب سے کھُل کر نہ ہنس سکے۔ بیچارے

شہید تو سناٹے مین آگئے۔ کہا کہ پھر کیا ہونا چاہئے۔ آپ نے کہا بھئی دوسرے مصرع کو یون بنا دو۔

"قبر لیلیٰ کی سجی جائے گی میلا ہوگا"

سید بندہ کاظم جاوید لکھنوی ؎

محتسب بحث نکر اس سے نہین کچھ حاصل
رنگ نیرنگ مین عالم کے ہے شامل میرا

اصلاح ؎ مجکو پروا نہین کچھ آئے خزان جائے بہار
رنگ نیرنگ مین عالم کے ہے شامل میرا

اس اصلاح سے شعر مین کسقدر ترقی پیدا ہوگئی۔ ایسا بیمثل مصرع لگانا سخت مشکل ہے ہاے یہی نہین آتا۔

جاوید (مصرع) عقب شاہ صفین تھین یہی کہتی تھی نظر۔
اصلاح (مصرع) عقب شاہ صفین تھین صفت سلک گہر۔
"سلک گہر" اُستاد نے یہ ٹکڑا جواہر کار کھدیا صفون کے لئے سلک گہر موتیون کی لڑی ہے۔ اے سبحان اللہ ؎

قدردان گوہر سخن کے ریاض
منہ ہمارا موتیون سے بھرتے ہین

(از جاوید لکھنوی)

میر بادشاہ علی بقا خلف صبا لکھنوی

محمد جعفر خان صاحب شیدا لکھنوی ؎

دیکھ لین گے وہ کسیطرح سر بزم مجھے
اُنکی آنکھون مین جو پل بھر بھی مروت ہوگی

اصلاح ؎ دیکھ لین گے وہ کنکھیون سے ہی محفل مین مجھے
اُنکی آنکھون مین جو پل بھر بھی مروت ہوگی

کنکھیون سے دیکھنا ایک خاص ادا ہے جو دل عاشق مین تیر بنکر کھٹک جاتی ہی یہ محفل تھی اور یہ خوف تھا کہ معشوق اپنے عاشق کو دیکھے تو ایسا نہو اہل محفل کی نگاہین پڑ ین جس سے سر محفل ایک قسم کی رسوائی ہو اسلئے یہان کنکھیون ہی سے دیکھنا ایک خاص لطف دیتا ہی (از اصغر لکھنوی)

منشی امیر احمد امیر مینائی رح

رنگت یہ رُخ کی اور یہ عالم نقاب کا
دامن مین کوئی پھول لئے ہو گلاب کا

اصلاح ۔ رنگت یہ رُخ کی اور یہ عالم نقاب کا
دامن مین تم تو بہ پھول لئے ہو گلاب کا

بادی النظر مین کوئی اصلاح کی جگہ اصل مطلع مین نہ تھی مگر دوسرے مصرع مین جو ترمیم کی گئی، اُس سے ایک پیارا نقشہ آنکھون کے سامنے کھنچ گیا ۔ "دامن مین تم تو" "ارے توبہ" یہ الفاظ ہین یا کلیجہ کے ٹکڑے واقعی ایسی اصلاحین دینا اُستاد عدیم النظیر حضرت امیر مینائی ہی کا حصہ ہے ۔

لسان الملک حضرت ریاض ۔

نسیم آئی ہے شمع مزار گل کرنے
وہ اُسکے آنے سے پہلے ہی بجھ گئی ہوگی

اصلاح ۔ نسیم اب آئی ہے شمع مزار گل کرنے
وہ اُسکے آنے سے پہلے ہی بجھ گئی ہوگی

صرف ایک لفظ "اب" کے اضافہ نے اِس شعر کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا ۔ سبحان اللہ ۔

ریاض ۔ ہنگام نزع گریہ یہان بیکسی کا تھا
آپ ہی بتائین کون یہ موقع ہنسی کا تھا

اصلاح ۔ ہنگام نزع گریہ یہان بیکسی کا تھا
تم ہنس پڑے یہ کونسا موقع ہنسی کا تھا

دوسرے مصرع مین "تم ہنس پڑے" یہ ایک ٹکڑا جواہر کا رکھدیا جو کہ محاورے مین ڈوبا ہوا ہے ۔ ریاض کے مصرع مین ہنسنے کا کافی ثبوت نہ تھا اِس سے ہنسنے کا ثبوت شعر مین پیدا ہوگیا ۔ اصلاح کیا دی موتی پرو دیئے ۔ اُستادی اسی کا نام ہے کہ ایک ٹکڑے کے بدل دینے سے شعر کسقدر بلند ہوگیا ۔

ریاض ۔ ذرا روکو تمنا کو تم اپنی
یہ میرے جان کے پیچھے پڑی ہے

اصلاح ۔ تمنا کو تم اپنی منع کر دو
یہ میرے جان کے پیچھے پڑی ہے

حضرت ریاض کے مصرع مین ایک خفیف سا پہلو خلاف مذاق پیدا ہوتا تھا

یعنی یہ کہ تمنا سے پرہیز کرنے کا شائبہ تھا اصلاح سے یہ نقص رفع ہو گیا اور اب یہ مفہوم پیدا ہوا کہ جان جو کہ خاص تمھاری امانت ہوا سکی گا ہک تمنا نہ ہو۔ اِس اصلاح سے شعر مین جو ادبی خوبیان پیدا ہو گئین وہ بیان مین نہین آسکتین۔

ریاض ؎ لے اُڑے گیسو پریشانی مری — آئینے لے بیٹھے حیرانی مری

اصلاح ؎ لے اُڑے گیسو پریشانی مری — آئینے لے بھاگے حیرانی مری

دوسرے مصرع مین بجائے "لے بیٹھے" کے "لے بھاگے" بنایا۔ "لے بیٹھے" مین ایک ذم کا پہلو تھا اِس اصلاح سے یہ نقص رفع ہو گیا اور پہلے مصرع مین "لے اُڑے" تھا اسلیئے "لے بھاگے" اُس کے مقابل مین خوب ہے۔

جناب مضطر خیرآبادی ؎

داغ مین سیکڑون پنہان دلمین — طرفہ پھولا ہے گلستان دلمین

اصلاح ؎ سیکڑون داغ ہین پنہان دلمین — طرفہ پھولا ہے گلستان دلمین

الفاظ وہی ہین مگر لفظون کی اُلٹ پھیر نے مطلع مین کیسی روانی اور حسن پیدا کر دیا اِدھر تو تعقید دفع ہوئی اُدھر کم مشقی کے عیب کا پردہ رہ گیا۔

شاہزادہ مرزا ولی الدین قدا خلف صاحب عالم شاہزادہ مرزا حیم الدین حیا دہلوی

بتو پچھتاؤ گے ویران کر کے خانۂ دلکو — یہ وہ کعبہ نہین جو گر کے ہو تعمیر کے قابل

اصلاح ؎ بتو پچھتاؤ گے ڈھا کر ہمارے کعبۂ دلکو — یہ وہ کعبہ نہین جو گر کے ہو تعمیر کے قابل

قدا کے شعر مین ویران کرنے سے دوسرے مصرع کا صحیح مفہوم ادا نہ ہوتا تھا کیونکہ پہلے مصرع مین "ویران کر کے" ہے اور دوسرے مین کہا جاتا ہے کہ "یہ وہ کعبہ نہین جو گر کے ہو تعمیر کے قابل" ویرانی کے ساتھ انہدام لازم نہین اور اس کی ضرورت تھی تعمیر کے قابل وہی عمارت ہوتی ہے۔ جو ڈھا دی جاتی ہے۔ اب اس مصرع سے۔

"بتو پچھتاؤ گے ڈھا کر ہمارے کعبۂ دلکو"

دوسرے مصرع کے مفہوم کا ثبوت ہو گیا۔

ہم اپنے مخدوم و محترم دوست جناب سید زاہد حسین صاحب زاہد رئیس سہارن پور کا کس زبان سے شکریہ ادا کرین کہ موصوف نے ہماری ناچیز استدعا پر خاص توجہ فرما کر اپنے کلام بلاغت نظام پر حضرت امیر مینائی رح کی وہ اصلاحین روانہ فرمائین جن پر حضرت اقدس کے قلم کے لکھے ہوے نوٹ ہین جو مشاطۂ سخن کے لیئے ایک خوشنما زیور اور سخن سنجون کے لیئے ایک دلچسپ منظر ہین۔

زاہد ۔ یارب بتان ہند جو اسدرجہ سخت ہین — اِنکے مگر بنائے ہین دل سل تراش کے

اصلاح ۔ ایسے جو سنگدل ہین الٰہی بتانِ ہند — اِنکے مگر بنائے ہین دل سل تراش کے

بیان مین زرا روانی آگئی اور "سنگ دل" سے مضمون مصرع ثانی کا ثبوت قوی ہوگیا۔

امیر فقیر ۱۸۸۶ء

زاہد ۔ اسطرح محفل مین کیون آئے کہ سوائی ہوئی — بال بکھرے سی چھوٹی آنکھ شرمائی ہوئی

اصلاح ۔ کیون بھری محفل مین یون آئے کہ رسوائی ہوئی — بال بکھرے الخ

سلاست بیان کی غرض سے بدلا گیا اور کوئی سقم نہین تھا۔

زاہد ۔ اُف وہ جوبن اُبھر اُبھر چال اٹھلائی ہوئی — اُبلی پڑتی ہے جوانی جوش پر آئی ہوئی

اصلاح ۔ اُف تیرا جوبن یہ اُبھرا چال اٹھلائی ہوئی — اُبلی پڑتی ہے۔ الخ

سلاست بیان کی غرض سے بدلا گیا۔ اور کوئی سقم نہین تھا طرح دامن گلچین ۱۸۸۶ء

زاہد ۔ گل مین جو تمسا نازنین ہو نہین سہی — اچھا بگڑتے کیون ہو تمھین نازنین سہی

اصلاح ۔ نازک جو تم سے پھول نہین ہین نہین سہی — اچھا بگڑتے الخ

گل کی صفت نازک چاہیئے اور تم سا نازنین کی جگہ تمھارا سا نازنین چاہیے

زاہد ۔ تم کہتے ہو کہ زاہد و نکا کام کیا یہان — یون ہی تو مین بھی رند ہون زاہد نہین سہی

اصلاح ۔ تم کہتے ہو کہ کام یہان زاہد ونکا کیا — یون ہے۔ الخ

زاہد ون کا نون دبتا تھا اسلیئے بدلا گیا۔ امیر فقیر۔ اپریل ۱۸۸۶ء

زاہد ~ دمِ بوسہ ہوئی خواہش یہانتک   کہ ہم نے لب تو لب چوسی زبان تک
اصلاح ~ دمِ بوسہ بڑھی خواہش یہانتک   کہ ہم نے لب۔ الخ
مضمون مابعد کی ترقی بڑھی سے خوب ظاہر ہوتی ہے۔
زاہد ~ نہ بڑھ اے آہ جا کر لامکان تک   خدا سے ڈر بس اب آگے کہان تک
اصلاح ~ ٹھہر اے آہ جا کر لامکان تک   خدا سے۔ الخ
ٹھہر مین زیادہ سلاست ہے۔   (طرح پیام یار) امیر فقیر۔ اکتوبر ۱۸۸۰ء
اِسی زمین مین ایک مطلع ہمین لسان الملک حضرت ریاض کا یاد آگیا جو آسمان تک پہنچ گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔
بڑھی اس دلکی بیتابی کہان تک   ہمین ہم ہین زمین سے آسمان تک
زاہد ~ جب یہ پوچھا دھیان کیا بالکل مرا جاتا رہا   بولے جھنجھلا کر کہ ہان جاتا رہا جاتا رہا
اصلاح ~ جب کہا کیا دھیان بالکل ہی مرا جاتا رہا   بولے۔ الخ
روانی کے لئے بدل دیا ہے۔
زاہد ~ آہ ہم سے دوستون نے دشمنی کی اسقدر   دشمنون کی دشمنی کا سب گلہ جاتا رہا
اصلاح ~ دوستون نے دوست بنکر دشمنی کی اسقدر   دشمنون کی۔ الخ
بیان مین سلاست اور بندش مین زرا چستی آگئی اور الفاظ کا تناسب بھی ٹھیک ہو گیا۔ (طرح پیام یار) فروری ۱۸۸۱ء
زاہد ~ تقاضا ہے کہ اک دل اور دو اور اسپر یہ طرہ   کہین سے لاکے دو چوری کر دو چاہو کہین ڈھونڈھو
اصلاح ~ تقاضا ہے کہ اک دل اور دو ہم لیکے چھوڑینگے   کہین سے۔ الخ
(اسپر یہ طرہ) کا مقام نہین ہے دوسرے مصرع مین اسی (اک دل اور دو) کا تکملہ ہے اسپر جداگانہ مضمون سے ترقی نہین ہے مصرعہ اولی کی ترمیم سے معشوقانہ ضد اور مچلنے کا اظہار ہو گیا۔
زاہد ~ گیا جو وقت اُسے سمجھو گیا۔ پھر کر نہین آتا   نپاؤ گے نپاؤ گے کہین دیکھو کہین ڈھونڈھو

اصلاح ؎ گیا جو وقت وہ پھر کر نہین آتا نہین آتا نہ پاؤگے نہ پاؤگے۔ الخ
مصرعۂ ثانی مین جو (نپاؤگے) کی تکرار مفید تاکید ہے اُس کے مقابل مصرعۂ اولیٰ
مین (نہین آتا) کی تکرار زیادہ مناسب و موزون ہے۔ امیر فقیر۔ ۱۲۔ نومبر ۱۸۸۹ء

زاہد ؎ صدقے اس لطف کے کیا لطف ہے یارب تیرا اپنے ہر بندے کو دو وقت برابر دینا
اصلاح ؎ صدقے اس دین کے کیا دین ہی یارب تیری اپنے ہر بندے کو۔ الخ
چونکہ دوسرے مصرع مین برابر دینے کا بیان ہے اسلیئے پہلے مصرع مین بھی دین کی تعریف
زبان و تناسب الفاظ کے لحاظ سے مستحسن و مطبوع ہے۔
امیر فقیر۔ ۷۔ اپریل ۱۸۹۰ء

زاہد ؎ یہ ضعف ہے کہ پاؤن مرا اب تو راہ مین اُٹھتا ہی ہاتھ رکھ کے سر دوش نقش پا
اصلاح ؎ یہ ضعف ہے کہ پانو مرا اب قدم قدم اُٹھتا ہے۔ الخ
تناسب الفاظ کے علاوہ قدم قدم دوسرے کے دوش پر ہاتھ رکھ کر اٹھنا غایت
ضعف کو ظاہر کرتا ہے۔

زاہد ؎ روزی گرے پڑونکو پہنچتی ہی انکے گھر ہے میرے آبلونکا لہو نوش نقش پا
نوش کا قافیہ خوب کہا ہے ماشاء اللہ اور مصرع بھی خوب لگایا سبحان اللہ۔ خورد و
نوش زیادہ مستعمل ہے۔ فقط نوش اِس محل پر زبان نہین اور کوئی عیب بھی نہین مضمون
بہت اچھا ہے اور معنًا درست ہے لہٰذا رہنے دیجیئے [1]

زاہد ؎ زاہد نے نقش پائے صنم کو مٹا دیا کچھ ایسے ہوش اُڑے نہ رہا ہوش نقش پا
اصلاح ؎ زاہد نے نقش پائے صنم کو مٹا دیا کچھ شوق سجدہ مین نہ رہا ہوش نقش پا
نقش پائے صنم کے مٹانے کی علت پوشیدہ تھی شوق سجدہ نے ظاہر کردیا اور احترام

[1] چونکہ منشی صاحب قبلہ کو زبان مین تامل ہے اسلیئے جو صاحب احتیاط زیادہ کرین اُن کو اس کی تقلید
لازمی نہین (مؤلف)

نقش پا اور پرستش بیخودی شوق بھی ثابت ہو گئی۔

امیر فقیر ۲۶- فروری ۱۸۹۱ء

زاہد ؎ بدن مین آگ بھڑک جائے جس سے وہ شے لا — دو آتشہ کوئی کھنچوا کے ساقیا مے لا

اصلاح ؎ بدن مین۔ الخ — دو آتشہ کوئی سرجوش ساقیا مے لا

ترکیب ذرا اور تیز ہو گئی۔

امیر فقیر۔ ۲۶ جولائی ۱۸۹۱ء

زاہد ؎ ہاتھ تک اسکے جو ہو دسترس جام شراب — کیون نہ اُس ہاتھ سے ہو پھر ہوس جام شراب

اصلاح ؎ ہاتھ تک۔ الخ — کیون نہ میخوارونکو ہو پھر ہوس جام شراب

دوسرے مصرع مین (ہاتھ سے) کی جگہ (میخوارونکو) بنا دیا ہی کیونکہ لطف اسیقدر مے نوشی مین ہی کہ جب جام شراب کو یہ فخر حاصل ہی کہ اسکے ہاتھ تک پہنچا ہے تو ایسے جام شراب کی ہوس میخوارون کو کیون نہو اور جب (اُس ہاتھ) کہیے گا تو جام شراب کے اُس ہاتھ تک پہنچنے کا کیا فائدہ رہے گا۔

زاہد ؎ قافلے ہوش کے رخصت ہوے میخوار دنسے — شب جو میخانے مین کھڑکا جرس جام شراب

اصلاح ؎ قافلے ہوش کے۔ الخ — سُنکے میخانے مین شور جرس جام شراب

جرس کا کھڑکنا فصحا نہین کہتے اسلیئے بدلا گیا۔ امیر فقیر ۲۰ جنوری ۱۸۹۲ء

زاہد ؎ ساقیا لاکھ پلا جام پس جام شراب — نہ مٹے گی نہ مٹے گی ہوس جام شراب

اصلاح ؎ ساقیا لاکھ۔ الخ — نہ مٹی ہو نہ مٹے گی ہوس جام شراب

(نہ مٹے گی نہ مٹے گی) سے محض زمانہ آیندہ پایا جاتا تھا اب گذشتہ وحال و آیندہ سب زمانے آ گئے۔

زاہد ؎ چاٹا رہتا ہی پیالے ہی کو میخانے مین — بن گیا شیخ تو بالکل مگس جام شراب

اصلاح ؎ کیا بُری چاٹ ہی چاٹے ہی چلا جاتا ہے — بن گیا شیخ تو۔ الخ

مصرعۂ اول مین پیالے کی چندان ضرورت نہ تھی معہذا بندش بھی ذرا چست ہو گئی۔

امیر فقیر ۱۲- فروری ۱۸۹۳ء

زاہد ؎ شہرت سے نزاکت کی یہ دہو کا ہو انھین بھی — جھک جھک کے وہ خود اپنی کمر دیکھ رہے ہین
اصلاح ؎ شہرت سے نزاکت کی یہ دھڑکا ہو انھین بھی — جُھک جھک کے ۔ الخ
اِس محل پر دھوکے سے دھڑکا زیادہ موزون ہے (طرح پیام یار)
امیر فقیر ۔ ۱۲ فروری ۱۸۹۳ء

زاہد ؎ کم نہین دردِ مئے صاف سے ساقی ہرگز — شیشۂ قلب پہ زنگ ہوس جام شراب
اصلاح ؎ دُردِ مئ عالم مستی مین نظر آتی ہے — شیشۂ قلب پہ گرد ہوس جام شراب
مئے صاف مین دُرد کہان ۔ اور زنگ کو آئینے سے علاقہ ہے نہ کہ شیشے سے ۔

زاہد ؎ مست و مدہوش سے اُمید ہدایت ہیچ — رہنما کب ہو صدائے جرس جام شراب
اصلاح ؎ کیا خرابات نشینون سے ہدایت کی امید — رہنما کب ہو ۔ الخ
جام تو دوسرون کو مست کرنے والا ہے ۔ خود مست و مدہوش نہین ۔
امیر فقیر ۔ ۲۵ ۔ اگست ۱۸۹۳ء

زاہد ؎ وفور سوزش دل سے بدن مین آگ لگی — یہ آگ گھر کی جو پھیلی وطن مین آگ لگی
اصلاح ؎ بڑھی جو قلب کی سوزش بدن مین آگ لگی — یہ آگ گھر کی ۔ الخ
روانی ترکیب کی وجہ سے بدلا گیا معہذا سوزش قلب کا بڑھنا آگ پھیلنے کے لیے
زیادہ موزون ہے ۔
امیر فقیر ۔ ۲۲ جون ۱۸۹۴ء

زاہد ؎ عرق جبین بت شعلہ رنگ پر یون ہے — عیان ہو آگ مین جیسے طلائے خام کی بوند
اصلاح ؎ عرق جبین ۔ الخ — بھڑکتی آگ مین جیسے طلائے خام کی بوند
"عیان ہو" سے "بھڑکتی آگ مین" زیادہ گرمی و زور ہے ۔

زاہد ؎ ہوا ہو سرد مجھے سوز دل شراب چلے — پڑے اگر کوئی ابر سیاہ فام کی بوند
مینہ کی بوند ۔ پانی کی بوند سب درست مگر ابر کی بوند مستعمل نہین ۔ امیر فقیر ۔ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۴ء
تحریر مابعد ۔ ابر کی بوند بے شک شعرائے اور شاہ نصیر اور داغ نے کہا ہے ۔ اِس سے یہ
غلط نہین کہا جا سکتا لیکن اپنی اپنی پسند ہے زبانون پر مستعمل نہ ہونے سے میری طبیعت اسکو پسند

نہین کرتی اور اگر آپ اپنے کلام مین لکھنا چاہتے ہین تو چندان مضائقہ بھی نہین -

زاہد ۔ جگر کو گرمیٔ بنت عنب نے پھونک دیا — حلال کردیگی زاہد کو یہ حرام کی بوند

اصلاح ۔ جگر کو گرمی - الخ — حلال کرگئی زاہد کو یہ حرام کی بوند

کردیگی - کی یائے اول کا گرنا ناپسند کرکے اسکی جگہ (کرگئی) بنانا ٹھیک ہے -

امیر فقیر - ۱۹ ستمبر ۱۸۹۵ء

زاہد ۔ پٹک پٹک کے نہ سر عندلیب مرجائے — صبا قفس مین نہ پیغام بہمن دے لا

اصلاح ۔ پٹک پٹک کے - الخ — صبا چمن مین نہ پیغام بہمن دے لا

بہمن دے خزان کے مہینے ہین شعر کے معنی اس صورت مین بھی درست ہو سکتے ہین - مگر با بہار بہا ماگر ہوتے تو وہ بلبل کی بیتابی کے واسطے زیادہ تر مناسب ہوتے جیساکہ شعرا کہا کرتے ہین اب بجائے قفس کے چمن کردیا گیا ہے اس صورت مین مطلب یہ ہوگا کہ بلبل جو چمن مین مصروف عیش بہار ہے اُس کو آکر پیام خزان نہ سنا صبا دا سر ٹپک پٹک کر مر جائے -

امیر فقیر ۱۲ - اکتوبر ۱۸۹۵ء

زاہد ۔ سنگ درحرم پہ اُسے جاکے کیا رکھین — جو سر کہ کھا چکا ہو ترے سنگ در کی چوٹ

اصلاح ۔ سنگ درحرم پہ اُسے کیا جھکائیے — جو سر کہ - الخ

(رکھین) مین اب تخفیف کاف کو فصحا خلاف فصاحت جانتے ہین -

زاہد ۔ خالق جو عمر دے تو قوی بھی عطا کرے — بلعم کی طرح سے نہ کرے دوش و سر کی چوٹ

تمھارے اس شعر کے معنی مین نہین سمجھا کہ بلعم کی طرح دوش و سر کی چوٹ کیا چیز ہے یہ مضمون غالباً کسی قصہ سے متعلق ہوگا جو مجھے معلوم نہین - امیر فقیر ۴ مارچ ۱۸۹۶ء

تحریر ما بعد - بلعم باعور کا حال جو تم نے لکھا ہو کہ بنی اسرائیل کا ایک بڑا عالم و عابد تھا جو بڑھاپے اور کثرت زہد و عبادت سے ایسا نحیف ہوگیا تھا کہ تلامذہ اُس کو پوٹلی مین باندھ کر دوش و سر پہ لیے پھرا کرتے تھے انشا نے بھی اپنے مقطع مین کہا ہے -

انشا ۔ حاسد تو ہی کیا چیز ہے قصد جو انشا — تو توڑ دے جھٹ بلعم باعور کی گردن

مین نے دیکھا اب وہ شعر بے تکلف رکھنے کے قابل ہے - امیر فقیر ۱۹ اپریل ۱۸۹۶ء

زاہد ؎ وہ جو زنگ رنگ کے قصر تھے وہ عمارتین جو عجیب تہین | وہان صرف اب ہین کھنڈر پڑے نہ وہ نقش ہین نہ نگار ہے

اصلاح ؎ وہ جو رنگ رنگ کے - الخ | کھنڈر اب وہان نظر آتے ہین نہ وہ نقش ہین نہ نگار ہے

الفاظ ھندیہ مین سے آخر کا حرف گرتا ہے بیچ کا حرف نہین گرتا فلھذا وہان کی تصحیح کر دی گئی -

زاہد ؎ تری بات کا ثبت بیوفا کوئی کیا یقین کرے بھلا | کبھی اس سے وعدہ عید مین کبھی اس سے قول قرار ہے

قرار بمعنی اقرار عربی و فارسی مین تو نہین ملتا البتہ بغیر واو عطف قول قرار کو جس طرح آپنے اردو کر لیا ہے اِس کا مضائقہ نہین -

زاہد ؎ جنھین شوق نام و نشان تھا یہی فکر تھی یہی دھیان تھا | انہین یون فلک نے مٹا دیا نہ نشان ہے نہ مزار ہے

اصلاح ؎ جنھین شوق تھا کہ نشان رہے کوئی یادگار مکان رہے | انہین یون - الخ

اضافت کی حالت مین اعلان نون جائز نہین - امیر فقیر ۱۴ جولائی ۱۸۹۶ء

زاہد ؎ اِرم ہو حرم ہو و یا دَیر ہو | ہمین صرف ذوقِ نظر چاہیئے

اصلاح ؎ اِرم ہو حرم ہو کہ بتخانہ ہو | ہمین صرف - الخ

"و یا" اب بالکل متروک ہے اس جگہ صرف یا بولتے ہین یا کاف سے کام لیجئے جو یا کے معنی مین آتا ہے -

زاہد ؎ حقیقت ہی ہی فی الحقیقت مجاز | (۱) نگاہِ حقیقت نگر چاہیئے

(۲) نگر دیدۂ حق نگر چاہیئے

یہ دونون مصرعے اچھے ہین مگر تناسب الفاظ کے لحاظ سے مصرعۂ اول اولیٰ ہے

امیر فقیر ۱۴ جولائی ۱۸۹۶ء

زاہد ؎ حیران ہون اللہ عجب ذات ہے تیری | پوشیدہ نگاہون سے بھی اور نور نظر بھی

اصلاح ؎ حیران ہون - الخ | پوشیدہ نگاہون سے بھی اور پیش نظر بھی

نگاہون سے پوشیدہ کے مقابل پیش نظر چاہیئے نور نظر ہونے سے سامنے ہونا تو نپایا گیا -

زاہد ؎ شب ہو چکی پیری کی نمایان ہے سحر بھی
اُٹھو کہین زاہد کہ ہے درپیش سفر بھی

اصلاح ؎ شب ہو چکی۔ الخ
بیدار ہو زاہد کہ ہے درپیش سفر بھی

بیدار ہو کہنا زیادہ مناسب مقام ہے اور اٹھو کے ساتھ "کہین" کچھ بے ضرورت بھی تھا

زاہد ؎ تھا کون جو سنکر مرے مرنے کو نہ رویا
ہان ایک وہ کافر کہ ہوئی آنکھ نہ تر بھی

اصلاح ؎ تھا کون۔ الخ
ہان ایک وہ کٹر کہ ہوئی آنکھ نہ تر بھی

بیدردی اور سنگدلی کٹر کہنے سے زیادہ واضح ہو گئی معہذا آنکھ کی بھی صفت ہے۔

زاہد ؎ گو خوش ہون یہ سنکر کہ ہے تم سے بھی محبت
نشتر سے سوا کر گئی ہے کام "مگر" بھی

اصلاح ؎ گو خوش ہون یہ سنکر ہمین تم سے بھی الفت ہے
نشتر سے۔ الخ

بندش ذرا صاف ہو گئی اسلئے بدل دیا ورنہ اور کوئی عیب نہ تھا۔ شعر ہذا کی ردیف نے کیا لطف دیا ہے۔ بارک اللہ۔

زاہد ؎ وہ کہکے "مگر" چپ ہم اقرار ہوئے ہین
کچھ کم نہین انکار سے انکی یہ "مگر" بھی

اصلاح ؎ وہ چپ ہم اقرار "مگر" کہکے ہوئے ہین
کچھ کم نہین۔ الخ

قافئے نے کیا لطف دیا ہے سبحان اللہ۔

زاہد ؎ مرغانِ گلستان پہ بلا کچھ تو ہے آئی
سونا ہے چمن پھرتے ہین اُڑتے ہوے پر بھی

اصلاح ؎ مرغانِ گلستان پہ بلا آئی ہے کچھ تو
سونا ہے چمن۔ الخ

تقدیم و تاخیر سے ترکیب ذرا صاف ہو گئی۔

زاہد ؎ دھڑکا شب تاریک لحد کا ہی نہین ہے
سنتے ہین کہ اس شب کی قیامت ہے سحر بھی

اصلاح ؎ دھڑکا شب تاریک لحد ہی کا نہین ہے
سنتے ہین۔ الخ

(ہی) کلمہ انحصار لحد کے بعد چاہیے۔ سبحان اللہ کیا شعر ہوا ہے۔

امیر فقیر ۳۰ دسمبر ۱۸۹۷ء

زاہد ؎ یون عیان تر دامنی سے پاکدامانی ہوئی
مے بھی پی تو جامۂ احرام مین چھانی ہوئی

اصلاح ؎ یون بہم تر دامنی سے پاکدامانی ہوئی
مے بھی پی۔ الخ

اصلاح ـــ یون بہم تردامنی سے پاکدامانی ہوئی — مے بھی پی تو جامۂ احرام مین چھانی ہوئی

تردامنی و پاکدامانی کا اکٹھا ہونا عیان ہونے سے زیادہ لطیف ہے۔

زاہد ـــ ہے اگر غیرت نہ آئیگی حیا پھر وصل مین — رات اس ناخواندہ مہمان کی وہ مہمانی ہوئی

اصلاح ـــ باحیا ہے تو نہ آئیگی حیا پھر وصل مین — رات اس۔ الخ

ترکیب ذرا صاف ہوگئی اور لفظی تناسب بھی ہوگیا۔

زاہد ـــ دگمئی چوٹی جو کروٹ مین تو یون جلکر کہا — کیون مرے پیچھے پڑی ہے کیون تو دیوانی ہوئی

اصلاح ـــ دگمئی چوٹی جو کروٹ مین تو جھنجھلا کر کہا — کیون مرے الخ

جھنجھلا کر زیادہ مناسب و صاف ہے۔ امیر فقیر ۲۲۔ جولائی ۱۸۹۸ء (طرح دامن گلچین)

زاہد ـــ خم مے رکھدیا لاکر اگر مانگی پیالی ہے — خدا رکھے مرے ساقی کو کیا ہی ظرف عالی ہے

اصلاح ـــ خم مے رکھدیا ہے لاکے جب مانگی پیالی ہے — خدا رکھے۔ الخ

دونون جگہ فعل بھی یکسان ہوگیا اور ترکیب بھی صاف ہوگئی۔

زاہد ـــ چڑھا جاتے تھے خم کے خم کبھی اب یہ حالت ہے — دوا کیطرح پی جاتی فقط آدھی پیالی ہے

اصلاح ـــ چڑھاتے جاتے تھے الخ — دوا کیطرح پی جاتی کوئی آدھی پیالی ہے

فقط سے کوئی زیادہ اچھا ہے کیونکہ فقط سے تعین مقدار ضمناً ہوتا ہے اور کوئی سے تقریباً۔

امیر فقیر ۱۲۔ مارچ ۱۸۹۹ء (طرح دامن گلچین)

زاہد ـــ کیا وصف ہو اُس خالق بیچون و چرا کا — یہان ورد ہے سبحانک لا علم لنا کا

یان اور وان یا یہان اور وہان بروزن فاع فصحائے لکھنؤ اب نہین لکھتے لیکن آپ چونکہ دہلی کی زبان پسند کرتے اور اُسی کا اتباع کرتے ہین اسلیئے آپ لکھیئے۔

زاہد ـــ واقف نہین کوئی مرے انداز بیان سے — جو ہے وہ یہان بولتا اپنا ہی بھاکا

اصلاح ـــ واقف نہین الخ — ہر شخص یہان بولتا ہے اپنا ہی بھاکا

بیان و ترکیب ذرا صاف ہوگئی۔ امیر فقیر ۴۔ اپریل ۱۸۹۹ء

زاہد ۔ جب یہ کہتا ہون بھلا دو دل مجھے کیا دیکھکر
ہنس کے فرماتے ہین وہ اپنا کلیجا دیکھکر

اصلاح ۔ جب یہ کہتا ہون الخ
ناز سے کہتے ہین وہ اپنا کلیجا دیکھکر

اِس محل پر ناز زیادہ موزون ہے۔

زاہد ۔ پائے خُم پر آج زاہد خم ہین کیون اُنسے کہو
آپ یہ سجدہ کدھر کرتے ہین قبلہ دیکھکر

اصلاح ۔ پائے خُم پر حضرت زاہد ہین خم کہدے کوئی
آپ یہ سجدہ الخ

بیان و ترکیب کی صفائی کے لئے بدل دیا۔

زاہد ۔ تیغ ناحق کھینچتے ہو دم ہی بسمل مین نہین
ہاتھ روکو کیا ستم کرتے ہو۔ ہاہا۔ دیکھکر

اصلاح ۔ تیغ کسپر تولتے ہو دم ہی بسمل مین نہین
ہاتھ روکو الخ

تولنے مین جو خوبی ہے وہ کھینچنے مین نہین۔ ماشاءاللہ چشم بد دور کیا قافیہ اور کس خوبی سے نظم کیا ہے۔ ابتو آپ زبان اور محاورات خوب ہی لکھتے ہین۔ امیر فقیر یکم اکتوبر ۱۸۹۹ء

زاہد ۔ مانع ہین مے سے قاضی و مفتی و محتسب
پیدا ہوئے ہین حلق کے دربان نئے نئے

اصلاح ۔ مانع ہین مے سے شحنہ و قاضی و محتسب
پیدا ہوئے الخ

مفتی فتوی دیدیتا ہے روکنے کے لیے شحنے کا ہونا ضروری تھا قافیہ نئے پہلو سے کہا ہے۔ بارک اللہ۔
امیر فقیر ۱۷ مارچ ۱۹۰۰ء

زاہد ۔ ادائین یہ ساقی کی زاہد کو بھائین
کہ جھٹ توڑ بیٹھا وہ دیندار توبہ

بھانا پسند آنا کے معنی مین فصحائے لکھنؤ نہ بولتے ہین نہ لکھتے ہین اگر اہل دہلی بولتے ہین تو آپ شوق سے لکھیئے توسیع زبان کا بھی آپ کو بہت خیال ہے۔ امیر فقیر ۲۶ اگست ۱۹۰۰ء

حکیم برہم صاحب اڈیٹر و پروپرائٹر اخبار مشرق گورکھپور۔

برہم ۔ غضب کی شوخیان کرنے لگی ہے
نظر کس سے اے ظالم لڑی ہے

اصلاح ۔ غضب کی شوخیان کرنے لگی ہے
ارے ظالم نظر کس سے لڑی ہے

برہم کا دوسرا مصرع ذرا اُلجھا ہوا تھا تعقید بھی تھی۔ انھین الفاظ کو استاد کامل نے کس حسن سے اُلٹا کہ شعر فصیح تر ہو گیا اور تعقید کا عیب بھی رفع ہو گیا۔

برہم ۔ نکلتی ہی نہین دل سے یہ ظالم — نظر انداز سے ایسی گڑی ہے

اصلاح ۔ نکلتی ہی الخ — نگاہِ یار کچھ ایسی لڑی ہے

اصل دوسرے مصرع مین اسکا پتہ نہ تھا کہ کسکی نظر انداز سے گڑی ہے اب نگاہِ یار سے شعر کا صحیح مفہوم ادا ہو گیا اور باہم دونون مصرعونمین ربط بھی پیدا ہو گیا۔

برہم ۔ دربان سے پوچھتا ہے یہ دشمن مسیح بتا — کل تک یہان پڑا تھا وہ بیمار کیا ہوا

اصلاح ۔ دربان سے پوچھتا ہے یہ عیسیٰ نفس بتا — کل تک یہان پڑا تھا جو بیمار کیا ہوا

پہلے مصرع مین "عیسیٰ نفس" کا ٹکڑا بیمار کی مناسبت سے کسقدر موزون ہے اور دوسرے مصرع مین بجائے "وہ" کے "جو" بنا کر اثبات ردیف کا لطف دوبالا کر دیا۔

برہم ۔ ہو حق کی اب صدا ہے نہ شور نشاط ہے — تیرا عروج خانہ خمار کیا ہوا

اصلاح ۔ ہو حق کی اب صدا ہے نہ جوش نشاط ہے — سنسان کیون ہے خانہ خمار کیا ہوا

پہلے مصرع مین بجائے "شور" کے "جوش" بنایا شور نشاط کی ترکیب اچھی نہ تھی شور تاہم کہتے ہین۔ نشاط کے لیئے جوش ہی کچھ مناسب ہے دوسرے مصرع مین بجائے "تیرا عروج" کے "سنسان ہے" بنایا۔ "تیرا عروج" گو غلط نہ تھا۔ مگر جب نہ ہو حق کی صدا نہ جوشِ نشاط تو محل سنسان ہی کا تھا جو اُستاد عدیم النظیر نے بنا دیا۔ اہل مذاق ذرا غور سے اس اصلاح کو دیکھین اور حضرت کے کمال سخن کی داد دین۔

برہم ۔ پھولو نمین غیر کے تو نہین وہ چلا گیا — باسی گلے کا ہار ترے یار کیا ہوا

اصلاح ۔ پھولو نمین غیر کے تو نہین ملگیا کہین — اُترا ہوا گلے کا ترے ہار کیا ہوا

پہلے مصرع مین "وہ چلا گیا" یہ ٹکڑا ثقیل اور مذموم تھا۔ بجائے اُسکے "ملگیا کہین" کسقدر فصیح ہے اور اس ترمیم سے شعر فصیح اور بامحاورہ ہو گیا۔

برہم ۔ آبرو گر گئے تو قدمو نپہ بڑھانا اپنی — دیکھکر اُنکو نہ اے اشک فنا ہو جانا

اصلاح ۔ آبرو لوٹ کے قدمو نپہ بڑھانا اپنی — دیکھکر اُنکو الخ

پہلے مصرع مین بجائے "گر کے" کے "لوٹ کے" بنایا "تو" کا لفظ پہلے مصرع مین زائد تھا۔ "لوٹ کے" سے سلاست اور روانی پیدا ہو گئی اور حشو کا عیب بھی رفع ہو گیا۔

برہم ~ ہو گئی غیر اُسے دیکھ کے حالت میری — جان جاتی ہو کہ آتی ہو طبیعت میری

اصلاح ~ ہوتی ہو غیر اُسے دیکھ کے حالت میری — جان جاتی ہو۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "ہو گئی" کے "ہوتی ہو" کیونکہ دوسرے مصرع مین "جان جاتی ہو" کہا گیا ہو اسلیئے پہلے مصرع مین "ہوتی ہو" بنایا جسنے تقابل کا لطف پیدا کر دیا۔

برہم ~ کسیکے حسن کے پرتو نے کر دیا بیتاب — جو آج برق سر طور تلملاتی ہے

اصلاح ~ یہ کسکے حسن کے پرتو نے کر دیا بیتاب — جو آج الخ

اس اصلاح سے شعر مین صفائی پیدا ہو گئی۔

برہم ~ بہت قریب مگر ہے بہار کا موسم — کلی کلی مرے دامن کی مسکراتی ہو

اصلاح ~ بہت قریب ہو شاید بہار کا موسم — کلی کلی مرے دامن کی مسکراتی ہو

اِس اصلاح سے شعر مین جو خوبیان پیدا ہو گئین وہ زبان قلم سے ادا نہین ہو سکتین حضرت برہم نے اِس شعر مین بہار کا ایک ایسا تقریب سین دکھایا ہو کہ جسکے لطف کچھ دل ہی اُٹھا سکتا ہے۔ اصلاح نے سونے مین سُہاگے کا لطف دیا ہو۔ اِس زمین مین اِس سے بہتر شعر نکالنا مشکل ہی نہین بلکہ نا ممکن ہو۔ گو "مگر" کے معنی بھی یہان شائد ہی کے ہین مگر "شاید" سے شعر مین جو سلاست اور روانی پیدا ہو گئی وہ محتاج بیان نہین۔

جناب عابد حسین صاحب عابد سہسوانی۔

عابد ~ دل کیا دیا ہی پہلو سے نقدِ وفا دیا — ہم خود بگڑ گئے مگر اُن کو بنا دیا

اصلاح ~ دِل کیا دیا خزانۂ نقدِ وفا دیا — ہم خود بگڑ گئے الخ

نقدِ وفا کے لیئے "خزانہ" کا لفظ گویا جواہر کا ٹکڑا رکھدیا جس سے مطلع کی شان دوبالا ہو گئی اور پہلے مصرع مین "پہلو" کا واو بھی گرتا تھا جو کہ ناجائز ہے۔ اصلاح سے

یہ نقص بھی رفع ہوگیا۔

عابد ۔ سبب پوچھو نہ کلیجے پہ داغ کھانے کا — نتیجہ ہو یہ حسینون سے دل لگانے کا

اصلاح ۔ سبب نہ پوچھو الخ — یہ پھل ملا ہی حسینون سے دل لگانے کا

پہلے مصرع مین داغ کا ذکر ہی۔ اِس مناسبت سے دوسرے مصرع مین "پھل" کا لفظ بنایا گیا پھول مین پھل پیدا کر کے تشبیہ کی تجدید کر دی۔

عابد ۔ نکلا ہے ابھی میرا جنازہ — یہ بھی کوئی وقت ہے خوشی کا

اصلاح ۔ ہے آنکھون کے سامنے مری لاش — یہ بھی کوئی وقت ہے ہنسی کا

اصلاح مین آنکھو نکے سامنے لاش دکھائی گئی ہے اور دوسرے مصرع مین بجائے "خوشی" کے ہنسی بنایا ہے۔ عابد کے شعر مین خوشی کا ثبوت نہ تھا اور اب ہنسی سے شعر مین یہ معنی پیدا ہوے کہ مری لاش آنکھون کے سامنے ہے اور تم ہنس رہے ہو یہ وقت ہنسی کا نہین ہنسی کا آجانا خلاف فطرت نہین۔ شوخی اور کم سنی کا اقتضا ہے کہ بات بات پر ہنسی آئے اور خوشی کا اظہار اُسوقت تک ناممکن ہے کہ جب تک پہلے مصرع مین سامان خوشی نہ دکھایا جائے

اللہ اللہ کیا اُستادانہ اصلاح ہے۔

عابد ۔ نظر اُنسے لڑا کے دیکھ لیا — دل پہ تلوار کھا کے دیکھ لیا

اصلاح ۔ نظر اُنسے۔ الخ — برچھیان دل پہ کھا کے دیکھ لیا

گو تلوار سے بھی نظر کو استعارہ کرتے ہین مگر برچھیون نے شعر پر صیقل کر دی۔

عابد ۔ تھام کر ہم جگر کو بیٹھ گئے — تمنے جب آنکھ اٹھا کے دیکھ لیا

اصلاح ۔ ہم کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گئے — تم نے جب۔ الخ

پہلے مصرع کی تبدیلی نے جو خوبیان پیدا کر دی ہین اُن کا لطف دل ہی اٹھاتا ہے اگر اظہار کیا جاے تو شائد کمی کا اظہار ہو۔

عابد ۔ بدگمان کیون ہو لو دیکھ نہ لو داغ وفا — چاک کرتے ہین ابھی ہم جگر و دل اپنا

اصلاح ۔ بدگمان کیون ہو۔ الخ — ہم ابھی چاک کئے ڈالتے ہین دل اپنا

جناب عابد کے پہلے مصرع مین داغ وفا کے دکھانے کا ذکر کیا گیا ہے اور دوسرے مصرع مین جگر و دل کے چاک کرنے کو کہا ہے۔ داغِ وفا کا تعلق صرف دل کے لئے بہت ہی موزون ہے جگر کی ضرورت نہ تھی۔ اِس اصلاح سے یہی عیب نہین رفع ہوا بلکہ شعر مین روانی بھی پیدا ہو گئی۔

عابد ؎ رکھنا اچھی طرح دیکھو یہ نہ کھونے پائے
دیتے ہین اپنی نشانی تمھین ہم دل اپنا
اصلاح ؎ کھو نہ دینا کہین اے جان یہ عہد کر لو
دیتے ہین۔ الخ

اصل پہلے مصرع مین طرح کی "ح" تقطیع سے گر رہی تھی۔ اس لئے اصلاح دی گئی جس سے یہ نقص بھی رفع ہو گیا اور ضعفِ نظم کا بھی جاتا رہا۔

عابد ؎ خبر کچھ ایسی سنائی ہے جا کے حیرت ناک
کہ نامہ بر انھین وہ نامہ بر کو دیکھتے ہین
اصلاح ؎ بہم ہوئی ہے خدا جانے گفتگو کیسی
کہ نامہ بر۔ الخ

اِس اصلاح سے شعر مین کسقدر بلاغت پیدا ہو گئی۔

بہم ہوئی ہے خدا جانے گفتگو کیسی

اِس مصرع نے شعر مین ایک خاص حسن پیدا کر دیا اب اِس کی معنوی خوبیان ملاحظہ ہون۔ خدا جانے نامہ بر نے کیا کہا اور پھر اُس کا جواب کسی نے کیا دیا کہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہین وہ منظر دکھایا گیا ہے جو اکثر مشاہدے مین آتا رہتا ہے۔

عابد ؎ تری گلی سے پھرا ہی اُسی گھڑی سے ہم
پھرا ہوا نظرِ نامہ بر کو دیکھتے ہین
اصلاح ؎ تری گلی سے یہ کیا دیکھ کر پھرا ہے کہ ہم
پھرا ہوا۔ الخ

پہلا مصرع اُلجھا ہوا تھا اب "تری گلی سے یہ کیا دیکھ کر پھرا ہے" اس ٹکڑے نے شعر مین کیا کیا معنی پیدا کر دئے۔ اِس اصلاح سے شعر مین معنویت پیدا ہو گئی۔

عابد ؎ اپنی ہم آبرو نہین دل کی ہم آرزو نہین
داغِ دلِ عدو نہین کم ہی نہین مٹائے کیون
اصلاح ؎ عزت و آبرو نہین حسرت و آرزو نہین
داغِ دلِ عدو۔ الخ

عزت و آبرو نہین حسرت و آرزو نہین اِس اندازِ بیان کا کیا کہنا جس کی

داد دینے سے زبان قاصر ہے۔

عابد ۔ داب دینے سے غرض لاش ہماری یارو — دیر کی خاک سہی کعبہ کی مٹی نہ سہی

اصلاح ۔ ہی غرض لاش کے پیوند زمین ہونے سے — دیر کی۔ الخ

جناب عابد کے پہلے مصرع مین "داب دینے" کا ٹکڑا ذم کا پہلو لیئے ہوے تھا۔ "پیوند زمین" نے شعر مین فصاحت و بلاغت پیدا کردی اور ذم کا نقص بھی رفع ہو گیا۔

عابد ۔ نزع کے وقت کوئی غیر نہ پہچانے گا — موت کے پردے مین آکر جاؤ عیادت میری

اصلاح ۔ نزع کے وقت۔ الخ — موت کے بھیس مین آکر جاؤ عیادت میری

اُستاد عدیم النظیر نے بجاے "پردے" کے "بھیس" کا لفظ ایسا برمحل رکھدیا کہ جسکی جسقدر تعریف کی جاے کم ہے۔

عابد ۔ یہی غمخوار رہے اپنا شب تنہائی مین — داغ کو ہمنے کلیجے سے لگا رکھا ہے

اصلاح ۔ یہی دلسوز رہے اپنا شب تنہائی مین — داغ کو۔ الخ

اُستاد نے پہلے مصرع مین بجاے "غمخوار" کے "دلسوز" بنایا داغ کے لئے "دلسوز" کس قدر بامحل ہے صرف ایک لفظ کے بدلنے سے شعر شعر ہو گیا۔ فی الحقیقت اصلاح اسی کا نام ہے۔

عابد ۔ دفن کر کے مجھے ہٹ جاؤ کہ تم سے پہلے — نوحہ گر میری لحد پر مرے ارمان ہونگے

اصلاح ۔ دفن کر کے مجھے ہٹجاؤ کہ تم سے چھپ کر — نوحہ گر۔ الخ

پہلے مصرع مین بجاے "تم سے پہلے" کے "تم سے چھپ کر" بنا کے شعر کو بلند تر کردیا "تم سے چھپ کر" نے جو لطف دیا اُس کے مزے کچھ دل ہی اٹھاتا ہے اللہ اللہ کیا اصلاح دی ہے عام قاعدہ ہے کہ جب کسی سوگوار کے سامنے کوئی روتا ہے تو اُسکا غم تازہ ہو جاتا ہے مرنے والے کی یاد کلیجے مین چٹکیان لے کر بے چین کردیتی ہے اس لئے معشوق سے خطاب ہے۔ کہ تم ہٹ جاؤ تم سے چھپ کر مرے ارمان نوحہ گر ہون گے یا یہ کہ میری قبر پر کسی کا رونا تمھارے خلاف ہوگا اسلئے چھپ کر رونا مقصود

ہے اور اِس کے علاوہ کئی معنوی صورتیں پیدا ہوتی ہین لفظ کیا ہے معنوی طلسم ہے جس مین نیرنگ معانی کا ہجوم ہے۔ واقعی اصلاح نہین اعجاز ہے۔

عابد: جسنے پہلو سے دل چرایا تھا — اب وہ آنکھین چرائے جاتا ہے

اصلاح: اِسنے پہلو سے دِل چرایا تھا — یہ جو آنکھین چرائے جاتا ہے

اصلاح کیا دی تصویر کھینچ دی اب زبان کی لطافت اور شعر مین جو بیساختہ پن پیدا ہو گیا اسے بھی ملاحظہ فرمائیے۔

عابد: دل کے دینے مین نہ جھگڑا ہے نہ قصا کوئی — بس غرض یہ ہے کہ چھوٹے نہ تقاضا کوئی

اصلاح: دل کے۔ الخ — بات اتنی ہے کہ چھوٹے نہ تقاضا کوئی

دوسرے مصرع مین بجائے ,,بس غرض یہ ہے،، کے ,,بات اتنی ہے،، بنا دیا۔ اب بات بن گئی۔

عابد: غسل و تکفین کو ہم بعد فنا یہ سمجھے — یار نہلاتے ہین پوشاک بدلنے کیلئے

اصلاح: دم تکفین جو دیا غسل تو ہم یہ سمجھے — یار نہلاتے۔ الخ

اصل مصرع کسی قدر اُلجھا ہوا تھا اِسی مضمون کو اُستاد نے اپنے الفاظ مین نظم کر دیا۔

عابد: گرمیان وصلت کی یاد آئین جو فرقت مین کبھی — دل جلانیکو ہمارے داغ حرمان ہو گئین

اصلاح: ہجر مین جب یاد آئین وصل کی وہ گرمیان — دل جلانیکو ہمارے آہ سوزان ہو گئین

پہلے مصرع مین ,,وصلت،، کا لفظ بدلا جسے بعض اساتذہ نے غیر فصیح سمجھ کر متروک کر دیا ہے۔ دوسرے مصرع مین بجائے ,,داغ حرمان،، کے ,,آہ سوزان،، کتنا موزون ہے کیونکہ داغ حرمان دل جلانے کے لئے ناکافی تھا اور آہ سوزان نے دل کا جلانا ثابت کر دیا۔

عابد: دیکھتے ہی جلوۂ رخسار حیران ہو گئین — آتے ہی آگے تمہارے دیوانی پریان ہو گئین

اصلاح: دیکھتے ہی۔ الخ — تیرا سایہ پڑتے ہی دیوانی پریان ہو گئین

دوسرے مصرع مین پریون کی مناسبت سے سایہ کا لفظ بنایا گیا جس سے بندش

مین چستی اور مطلع مین روانی پیدا ہو گئی۔

عابد ؎ طرہ و جیغہ و سرپیچ ہین طرفہ لیکن — طرہ خوبی مین ہے ان تینونکے اوپر سہرا

اصلاح ؎ طرہ و جیغہ و سرپیچ ہین سب جوبن کے — دیکھئے لینے مین مگر طرہ ہے سب پر سہرا

پہلے مصرع مین "ہین طرفہ لیکن" کے بجائے "ہین سب جوبن کے" بنایا اور دوسرے مصرع مین "تینون کے اوپر" مین رکاکت اور ذم کا پہلو بھی تھا اس لئے بدلا گیا جس سے شعر بہت صاف ہو گیا اور ذم کا پہلو بھی نکل گیا۔

عابد ؎ نہین ملتا یہ ہوا تیسے رُخ پر سہرا — پڑھ رہا ہے سبق مصحف اطہر سہرا

اصلاح ؎ نہین ملتا۔ الخ — پڑھ رہا ہے سبق مصحف انور سہرا

دوسرے مصرع مین بجائے "اطہر" کے "انور" بنایا مصحف کی صفت اطہر تحصیل حاصل مگر لفظ انور مصحف پر نور علیٰ نور ہو گیا۔

عابد ؎ نامہ ہمارا دیکھ کے اُسنے عتاب مین — قاصد کا سر اُتار کے بھیجا جواب مین

اصلاح ؎ نامہ ہمارا۔ الخ — قاصد کے ہاتھ کاٹ کے بھیجے جواب مین

سر اُتارنا گو غلط نہ تھا۔ مگر قاصد کے ہاتھ کا قصور تھا کیونکہ وہ خط ہاتھ مین لایا تھا اسلئے دوسرا مصرع یون بدلا گیا "

قاصد کے ہاتھ کاٹ کے بھیجے جواب مین

اب اِس سے شعر مین صفائی پیدا ہو گئی۔

جناب حکیم عابد علی صاحب کوثر خیرآبادی ؎

بند محرم کے نہ کس کر باندھو — دیکھو یہ فتنے اُبھر آئین گے

اصلاح ؎ بند محرم۔ الخ — اور یہ فتنے اُبھر آئین گے

دوسرے مصرع مین بجائے "دیکھو" کے "اور" بنایا جس سے شعر مین کسقدر ترقی پیدا ہو گئی۔

کوثر ؎ کہا جو اُسنے عنایت کبھی کبھی ہو گی — بگڑ کے بولے اگر جان پر بنی ہو گی

اصلاح — کہا جو۔ الخ
توہنس کے بولے کہ جب جان پر بنی ہوگی
دوسرے مصرع کی ترمیم سے مطلع مین کسقدر صفائی پیدا ہوگئی اور لفظ "جب" سے
پہلے مصرع کا صحیح مفہوم ادا ہو گیا۔

کوثر — مری خوشی سے عدو کو ملال ہوتا ہے
مِرے ملال سے اُس شوخ کو خوشی ہوگی
اصلاح — مجھے ملال سے اپنے ملال ہے تو یہ ہے
کہ میرے رنج سے اغیار کو خوشی ہوگی
اِس اصلاح سے شعر مین ایک خاص ادا پیدا ہوگئی "مجھے ملال سے اپنے ملال ہے
تو یہ ہے" اس مصرع کی فصاحت و بلاغت کا کیا کہنا۔ دوسرے مصرع مین "اُس شوخ کو خوشی
ہوگی" کانون کو بھلا نہ معلوم ہوتا تھا "اغیار کو خوشی ہوگی" بہت خوب ہے۔

کوثر — لحد پہ چادرِ گلُ نت نئی پڑی ہوگی
ہماری قبر دُلہن کی طرح سجی ہوگی
اصلاح — لحد پہ چادرِ گل روز اک نئی ہوگی
ہماری قبر۔ الخ
اصلاح سے روانی اور فصاحت پیدا ہوگئی۔

کوثر — کسر نہ اشک فشانی مین اے چشم تر اٹھا رکھنا
ذرا جو تھم گئے آنسو تو کرکری ہوگی
اصلاح — جھپک نہ جائے مری آنکھ ابرِ تر سے کہین
ذرا جو تھم گئے آنسو بڑی ہنسی ہوگی
ابر تر سے آنکھ کا تقابل مزہ دے گیا مصرع ثانی مین بجائے "کرکری" کے "ہنسی"
خصوصًا رونے کے مقابلہ پر کس قدر پُر لطف ہے۔

کوثر — خدنگِ ناز کے ٹھیرے دل و جگر طالب
جو تیر آئیگا کیا کیا کشاکشی ہوگی
اصلاح — خدنگِ ناز کے طالب ہین دل جگر دونون
بڑے مزے کی کشاکش مین دل لگی ہوگی
اصلاح سے پہلا مصرع صاف ہوگیا دوسرے مصرع مین کوثر صاحب کہہ گئے تھے
"جو تیر آئے گا کیا کیا کشاکشی ہوگی" خدنگ ناز جب پہلے مصرع مین موجود ہے تو تیر کا
ذکر بیکار ہے اِسلئے یہ مصرع نہایت عمدہ بنایا گیا کہ "بڑے مزے کی کشاکش مین دل لگی ہوگی"
"دل لگی" کے لفظ نے اِس شعر کو اور دل آویز کر دیا۔

کوثر — کبھی تو بیٹھیں گے زانو دبا کے خلوت مین
وہ دن بھی آئیگا اُنسے کھلی ڈلی ہوگی

اصلاح — کبھی تو بیچ سے اُٹھے گا شرم کا پردہ　　کبھی تو انکی مری بے تکلفی ہو گی

مضمون وہی ہے مگر استاد نے اپنے الفاظ مین کس حسن سے نظم کر دیا۔

کوثر — مری طرح مری شمع لحد بھی روتی ہے　　تمام عمر مین شاید کبھی ہنسی ہو گی

اصلاح — مری طرح۔ الخ　　مجھے تو یاد نہین ہے کبھی ہنسی ہو گی

پہلے سے اب شعر مین کس قدر ترقی پیدا ہو گئی۔

کوثر — ہمارے ہاتھون نے لوٹی ہے وصل کی دولت　　ضرور شرم و حیا انکی کوستی ہو گی

اصلاح — شرارتون سے جلایا ہے وصل مین انکو　　ضرور انکی حیا ہم کو کوستی ہو گی

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین معنویت پیدا ہو گئی دوسرے مصرع مین شرم و حیا قریب المعنی ہین صرف حیا کافی ہے "ہمکو کوستی ہو گی" اس ٹکڑے سے شعر مین صفائی پیدا ہو گئی۔

کوثر — نہو گا گوشہ دل یہان سے خالی　　سدھارے گا جو الم غم کی چھاؤنی ہو گی

اصلاح — نہو گا گوشہ۔ الخ　　سدھارے گی جو خوشی غم کی چھاؤنی ہو گی

دوسرے مصرع مین "سدھارے گا جو الم" کے بجائے "سدھارے گی جو خوشی" کسقدر فصیح ہے الم کا استعمال اس موقع پر اچھا نہ تھا خوشی ہی کا محل اچھا معلوم ہوتا ہے۔

کوثر — یاس و حسرت درد و غم رنج و الم　　اے فلک اتنی مصیبت ایکدم کیوا سطے

اصلاح — یاس و حسرت۔ الخ　　اے فلک اتنے مصائب ایکدم کیوا سطے

دوسرے مصرع مین بجائے "اتنی مصیبت" کے "اتنے مصائب" بنایا جس سے پہلے مصرع کا مفہوم ادا ہو گیا کیونکہ پہلے مصرع مین یاس و حسرت درد و غم وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

کوثر — جسقدر تقدیر مین ہے وہ پہنچتا ہے ضرور　　سعی لاحاصل تلاش بیش و کم کیوا سطے

اصلاح — جسقدر۔ الخ　　سعی لاحاصل ہے رزق بیش و کم کیوا سطے

دوسرے مصرع مین "تلاش" کا لفظ زائد تھا۔ اس لئے اُستاد نے بجائے اسکے رزق

کا لفظ بنا کر شعر کو درست کر دیا۔

کوثر ؎ اقرارِ وصل پردہ ڈھٹائی سے کہتے ہین سوہان روح ہو گیا اقرار کیا ہوا

اصلاح ؎ جب عہدِ وصل یاد دلاتا ہون مین انھین کہتے ہین میری چڑھ ہوئی اقرار کیا ہوا

ظاہر ہی کہ اس اصلاح سے شعر مین ایک حسن پیدا ہو گیا دوسرے مصرع مین "سوہان روح" معشوق کے لیئے اچھا نہ تھا چڑ کا لفظ اس موقع کے لیئے خاص طور سے موزون ہی۔

کوثر ؎ کِسکی خدنگِ ناز نے گھائل کیا تجھے ہر دم کراہتا ہے دلِ زار کیا ہوا

اصلاح ؎ کِسکی خدنگ الخ کیون تو کراہتا ہی دلِ زار کیا ہوا

اصلاح سے اثبات ردیف کا لطف دوبالا ہو گیا۔

کوثر ؎ نظارۂ جمال سے غش کھا کے گر پڑے تم کو خبر نہین سرِ دربار کیا ہوا

اصلاح ؎ موسیٰ نقاب اٹھتے ہی غش کھا کے گر پڑے پوچھا تو ہوتا طالبِ دیدار کیا ہوا

اصل شعر بہت اُلجھا ہوا تھا۔ کون غش کھا کے گر پڑا اِس کا پتہ نہ تھا۔ اِس اصلاح سے پہلا مصرع بہت صاف ہو گیا اور دوسرے مصرع نے تو قیامت ہی ڈھا دی "پوچھا تو ہوتا طالب دیدار کیا ہوا" اب یہ شعر زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔

کوثر ؎ آنکھوں سے مثل باغ ارم چھپ گیا نہ ہو کھلتا نہین ہی آج درِ یار کیا ہوا

اصلاح ؎ خلوت ہی کس سے لا تو خبر اے نگاہِ شوق کھلتا نہین جو آج درِ یار کیا ہوا

پہلے مصرع مین جو اصلاح دی گئی ہی اُس کا حسن ذرا اہل نظر دیکھین نگاہِ شوق کی رسائی کہان تک دکھائی گئی۔ نگاہِ شوق کو اساتذہ نے یہان تک تو کہا ہے آتش مرحوم فرماتے ہین "نگاہِ شوق رخنہ کرتی ہے دیوار آہن مین" دوسرے مصرع مین "جو" کے لفظ سے ردیف نے کیا لطف دیا۔ اللہ اللہ کیا اصلاح دی ہے۔

کوثر ؎ چسکا پڑے شراب کا واعظ کو تو کہون بندہ نواز یہ سونکا انکار کیا ہوا

اصلاح ؎ توبہ کی طرح ٹوٹ پڑے مے پہ شیخ جی وہ اتقا کا پاس وہ انکار کیا ہوا

اصلاح مین پہلے مصرع کی بلاغت ملاحظہ ہو۔ "توبہ کی طرح شیخ کا مے پر ٹوٹ پڑنا"

اِس ٹکڑے کی کیا تعریف ہو معنوی خوبیاں کسقدر پیدا ہو گئیں۔ دوسرا مصرع بھی خوب بنایا گیا اب باہمی دونوں مصرعوں میں کس قدر ربط پیدا ہو گیا۔

کوثر ؎ ہم گرچکے زمیں میں تو آئے وہ پوچھنے — ہر دم کراہتا تھا جو بیمار کیا ہوا

اصلاح ؎ جب دم نکل چکا تو کہا اس مسیح نے — اب کیوں کراہتا نہیں بیمار کیا ہوا

اصلاح سے شعر میں ترقی ہی نہیں ہوئی بلکہ مصرعۂ ثانی میں جان پڑ گئی "کیا ہوا" اَب اِس ردیف نے کیا لطف دیا۔ ہائے اب کیوں کراہتا نہیں بیمار کیا ہوا۔

کوثر ؎ بادہ کشی کی تاک میں ہے نذر مے فروش — زاہد سے پوچھو خرقہ و دستار کیا ہوا

اصلاح ؎ کیا کردیا لباس تقدس بھی رہن مے — زاہد سے پوچھو جبہ و دستار کیا ہوا

پہلے مصرع میں لباس تقدس" کا ٹکڑا اس شعر کے لئے خلعت فاخرہ بن گیا اور مصرع ثانی میں بجائے "خرقہ" کے "جبہ" "لباس تقدس کا کافی ثبوت بنکر شعر کو کتنا دلآویز کر رہا ہے ایک نازک بات یہ ہے کہ خرقہ کے ساتھ جو دستار ہے اِسکے ساتھ فعل تذکیری یعنی "کیا ہوا" کانوں کو بھلا نہیں معلوم ہوتا۔ اور جبہ کے ساتھ لفظ دستار اسقدر لپٹا ہوا ہے کہ گویا پورا ٹکڑا بحالت تذکیر ہو گیا یہ ایک عجیب و غریب اصلاح ہے جس کا لطف ہر ایک نہیں اٹھا سکتا۔

کوثر ؎ نگاہ مہر سے وہ وصل کا انکار کرتے ہیں — یہی میٹھی چھری عاشق کے حق میں زہر قاتل ہے

اصلاح ؎ نگاہ لطف انکی دیکھکر کہتا ہے دل مجھسے — یہی میٹھی چھری الخ

اصل مصرع میں نگاہِ مہر سے اِنکار وصل کرنا ایک ناممکن امر تھا کیونکہ جب انکار ہے تو مہربانی کہاں رہی اَب اصلاح سے یہ نقص رفع اور حسن پیدا ہو گیا۔ نگاہ لطف کو پہلے میٹھی چھری کہا اور پھر اسی کو زہر قاتل بنایا۔ ان دونوں کا ثبوت پہلے مصرع سے ثابت کر دیا گیا۔ کیونکہ "نگاہ لطف انکی دیکھ کر کہتا ہے دل مجھسے" دل کا کہنا بھی مزے کی بات ہے۔ دیکھنے والے دیکھیں اور ایسی اصلاحوں سے سبق حاصل کریں۔

کوثر ؎ تھکے ماندے مسافر قافلہ چھوٹا کمر ٹوٹی — گھٹا گھنگھور اندھیری رات کالے کوسوں منزل ہے

اصلاح ؎ تھکا ماندہ مسافر راہ گم جیب میں مرا دل ہے — گھٹا گھنگھور۔ الخ

مصرع ثانی کی مناسبت سے ،،راہ گیسو،، بناکر مطلع کردیا گیا اب گھٹا گھنگھور اور کالی رات دونوں سے مناسبت پیدا ہوگئی۔ اور یہ کمزوری بھی رفع ہوگئی کہ جب کمر ہی ٹوٹ گئی تو ماندگی کا اظہار کیسا۔

کوثر: فنون ساحری میں سامری شاگرد خاص کا ― لگاوٹ میں وہ چشم فتنہ زا اُستاد کامل ہے
اصلاح: فنون ساحری الخ ― فسونسازی میں چشم فتنہ زا اُستاد کامل ہے

مصرع ثانی میں ،،لگاوٹ،، کا یہ محل نہ تھا ،،فسونسازی،، سے مضمون مصرعہ ثانی کا ثبوت قوی ہوگیا۔

کوثر: کہیں خود قیس بنکر نالہ و فریاد کرتا ہے ― پہنکر حسن کا جامہ کہیں لیلی محمل ہے
اصلاح: کہیں ہوتا ہے سرگرم فغاں قیس حزیں بنکر ― پہنکر۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر میں سلاست پیدا ہوگئی اور دونوں مصرع برابر کے ہوگئے۔

کوثر: بشکل وامق محزون کبھی دل تنگ و نالاں ہے ― برنگ عارض عذرا کبھی وہ زیب محفل ہے
اصلاح: بشکل وامق نالاں کبھی ہوتا ہے فریادی ― برنگ عارض۔ الخ

اس اصلاح سے شعر میں سلاست پیدا ہوگئی۔

کوثر: چھپانا راز الفت تاڑنیوالوں سے مشکل ہے ― گواہ درد فرقت خود مری بیتابی دل ہے
اصلاح: چھپانا۔ الخ ― گواہ درد الفت خود مری بیتابی دل ہے

دوسرے مصرع میں بجائے ،،فرقت،، کے اُستاد کامل نے ،،الفت،، کا لفظ ایسا ترقی خیز رکھدیا کہ جس کے مزے کچھ دل ہی اٹھاتا ہے۔ چونکہ پہلے مصرع میں راز الفت کا ذکر ہے اس لیئے دوسرے مصرع میں بھی درد الفت ہی کو گواہ بیتابی دل بنایا۔

کوثر: ایمان سمجھ کے مصحف رُخ کو لیا جو چوم ― انصاف کیجیے میں گنہگار کیا ہوا
اصلاح: قرآن سمجھ کے بوسہ عارض اگر لیا ― انصاف کیجیے۔ الخ

پہلے مصرع مین "مصحفِ رُخ" کے بجائے "عارض" اور "ایمان" کے بجائے "قرآن" کیا خوب بنایا۔

مولوی برکت اللہ صاحب رضاؔ فرنگی محلی لکھنوی۔

رضاؔ ۔ ہر گلی کوچے تیرے ظلم کا شہرا ہوگا | ایسا قاتل تو مرے قتل سے رُسوا ہوگا

اصلاح ۔ انگلیان اٹھین گی وہ شہر مین شہرا ہوگا | ایسا قاتل ۔ الخ

جناب رضاؔ کا پہلا مصرع ذرا سُست تھا "انگلیان اٹھینگی وہ شہر مین شہرا ہوگا" اِس سے صفائی اور روانی پیدا ہوگئی۔

حکیم محمد اِفتخار علی صاحب جگرؔ بسوانی۔

جگرؔ ۔ خوش نصیبی ہے جو لبریز ہوا ساغرِ غم | لب بلب ہوتے ہی ساقی ترے پیمانے سے

اصلاح ۔ خوش نصیبی ۔ الخ | لب بلب ہو کے چھلکتے ہوئے پیمانے سے

پہلے مصرع مین ہے "لبریز ہوا ساغرِ غم" اِس مناسبت سے "چھلکتے ہوئے پیمانے سے" کیا خوب بنایا۔

جگرؔ ۔ کسی بت کے یہ خستہ حالون مین ہے | جگر ہی تو اللہ والون مین سے ہے

اصلاح ۔ کسی بُت کے آشفتہ حالون مین ہے | جگر ہی ۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "خستہ حالون" کے "آشفتہ حالون" بنایا ایک لفظ کے بدلنے سے مطلع مین کتنی ترقی پیدا ہوگئی "یہ" کا لفظ بھی پہلے مصرع مین بلا ضرورت تھا کیونکہ دوسرے مصرع مین "جگر ہی تو اللہ والون مین ہے" کہا گیا ہے اِس اصلاح سے یہ نقص بھی لرفع ہو گیا ہے۔

جگرؔ ۔ تمھارے سامنے تو ہم انگوٹھی پہنے لیتے مین | ہمین فرقت مین یہ ظالم نشانی مار ڈالیگی

اصلاح ۔ تمھارے ۔ الخ | مگر فرقت مین یہ ظالم نشانی مار ڈالیگی

پہلے مصرع مین جب "ہم" کا لفظ موجود ہے تو دوسرے مصرع مین "ہمین" حشو تھا بجائے اُسکے حضرت نے "مگر" بنا کر مصرع کو چست کر دیا اب اس اصلاح سے حشو کا نقص

بھی رفع ہو گیا۔

جگر ؎ جاگا ہوں میں تو پوچھ رہا ہوں ہر ایک سے جو ہمکنار خواب مین تھے وہ کدھر گئے

اصلاح ؎ چونکا ہوں مین تو پوچھ رہا ہوں ہر ایک سے جو ہمکنار۔ الخ

خواب دیکھ کر انسان چونک پڑتا ہے اِس محل پر بجائے "جاگا" کے "چونکا" ہی نہایت موزون ہے۔

جگر ؎ اُٹھنے کو روز حشر اُٹھے میری آہ سے او سونے والے تو نہ اُٹھا خواب گاہ سے

اصلاح ؎ اُٹھنے کو لاکھ حشر اُٹھے میری آہ سے او سونے والے۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "روز" کے "لاکھ" بنایا جس سے شعر مین کس قدر زور پیدا ہو گیا۔

جگر ؎ کیون دیکھتے ہو سوئے فلک وہم ہے مجھے بجلی چرا نہ لے کہین شوخی نگاہ سے

اصلاح ؎ کیون دیکھتے ہو سوئے فلک مسکرا کے تم بجلی چرا۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "وہم ہے مجھے" کے "مسکرا کے تم" بنایا مسکرانے سے استاد عدیم النظیر حضرت امیر مینائی رح نے ایک نئی بجلی بنا دی جو جناب جگر کے وہم مین بھی نہ تھی اور پھر دوسرے مصرع "مین بجلی چرا نہ لے کہین شوخی نگاہ سے" "اللہ اللہ مسکرا کے تم" اِس ٹکڑے سے دو بجلیون کا تصادم کیا قیامت ڈھا رہا ہے واقعی ایسی ہی اصلاحین خدائے سخن منشی امیر احمد امیر مینائی کی اُستادی اور کمال فن کا پتہ دیتی ہین۔

جناب ضمیر حسن خان صاحب دِل شاہجہان پوری۔

دل ؎ دلِ صد چاک مین دیکھا رخ روشن انکا ہمنے نظارہ کیا ہے پسِ چلمن اُن کا

اصلاح ؎ دل صد چاک۔ الخ ہمنے نظارہ کیا ڈال کے چلمن اُن کا

چلمن ہندی۔ ترکیب فارسی کی متحمل نہ تھی۔ اِس لیئے دوسرا مصرع بدلا گیا "ہے" بھی زائد تھا۔

دل ۔ جسکی قسمت مین کجی ہو وہ نہین مٹ سکتی　بل نکلجائے تری زلف کا ممکن ہی نہین
اصلاح ۔ جسکی خلقت مین کجی ہو وہ نہین مٹ سکتی　بل نکلجائے ۔ الخ
پہلے مصرع مین بجائے "قسمت" کے اُستاد نے "خلقت" بنا کر شعر مین ترقی پیدا کر دی اِس موقع پر "خلقت" ہی نہایت موزون تھا۔

دل ۔ جان و دل ناز کو نہ دین گے ہم　مستحق نصف کی ادا بھی ہے
اصلاح ۔ جان و دل دونون دو نہ غمزے کو　مستحق نصف ۔ الخ
پہلے مصرع مین اصلاح سے صفائی پیدا ہو گئی لطفِ بیان بڑھ گیا معشوق کو مخاطب کرنا مزہ دے گیا۔

دل ۔ دِل کی اُمید بر نہین آتی　موت آتی نظر نہین آتی
اصلاح دل کی ۔ الخ　ہمکو آتی نظر نہین آتی
ہم کو آتی نظر نہین آتی ۔ اِس ٹکڑا نے شعر مین ترقی پیدا کر دی۔

دل ۔ قیس پہنچا ہے دور ناقہ سوار　گرد بھی اب نظر نہین آتی
اصلاح ۔ قیس کیا دیکھتا ہے ناقہ کو　گرد بھی ۔ الخ
اصل مصرع ذرا اُلجھا ہوا تھا اسلوب بیان بھی اچھا نہ تھا اب اس مصرع سے "قیس کیا دیکھتا ہے ناقے کو" شعر مین صفائی اور روانی پیدا ہو گئی ۔ دوسرا مصرع گویا اِسی مصرع کا محتاج تھا۔

دل ۔ مجھ سے بیمار پر یہ ظلم و ستم　تجھکو اے چارہ گر نہین آتی
اصلاح ۔ مجھ سے بیمار پر یہ ظلم افسوس　شرم اے ۔ الخ
پہلے مصرع مین بجائے "ستم" کے "افسوس" بنایا جس سے معنوی خوبیان ترقی کر گئین۔

دل ۔ نکلجائینگے اِس طرح میرے ارمان　کوئی آہ بن کر کوئی جان بن کر
اصلاح ۔ نکلجائینگے رفتہ رفتہ سب ارمان　کوئی آہ ۔ الخ

"رفتہ رفتہ سب ارمان" یہ ٹکڑا استادانہ رکھدیا، اس طرح میرے ارمان" مین یہ بات کہان مطلب یہ کہ دل مین ارمانون کی کثرت ہے رفتہ رفتہ سب نکل جائینگے کوئی آہ بنکر کوئی جان کر۔

دل ۔ یہ داغ کہتا ہی مین بھی ہون کوئی چیز ضرور — جو دلمین رکھتے ہین عاشق چھپا چھپا کے مجھے

اصلاح ۔ یہ درد کہتا ہی مین بھی ہون کوئی چیز ضرور — جو دلمین ۔ الخ

بجائے "داغ" کے مصرعۂ اولیٰ مین "درد" بنایا داغ سے سوا درد کو چھپنے سے مناسبت ہے اور ایک عجیب عاشقانہ انداز ہے۔

دل ۔ آبلون کو پھوٹنے کا شوق ہے — ٹوٹتے رہتے ہین نوک خار پر

اصلاح ۔ آبلون کو ۔ الخ — ٹوٹ کر گرتے ہین نوک خار پر

دوسرے مصرع مین بجائے "ٹوٹتے رہتے ہین" کے "ٹوٹ کر گرتے ہین" بنایا ٹوٹ کر گرنا ایک محاورہ ہے اس اصلاح سے شعر کی روانی بھی بڑھ گئی اور ایک محاورہ بھی نظم ہو گیا۔

دل ۔ شمع تھی بالین پہ وہ بھی ہی خموش — کون روتا ہے ترے بیمار پر

اصلاح ۔ شمع تھی ۔ الخ — کون اب روئے ترے بیمار پر

اب روئے نے شعر مین جان ڈال دی "کون روتا ہے" اس کے معنی کچھ اور تھے اور "کون اب روئے ترے بیمار پر" اس کے معنی روشن ہین مطلب یہ کہ شمع بھی بالین پہ خاموش یعنی بجھی ہوئی ہے اب کون ترے بیمار پر روئے اس اصلاح سے شعر مین بے تکلفی اور بیساختگی پیدا ہو گئی۔

دل ۔ میخانے مین واعظ نے جو توڑے خم و ساغر — شیشہ کی طرح دل بھی مرا ٹوٹ گیا ہے

اصلاح ۔ میخانے مین واعظ نے جو پٹکا ہے زمین پر — شیشہ کی طرح ۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "خم و ساغر" کے "پٹکا ہے زمین پر" بنایا توڑنے اور پٹکنے کا نازک فرق اس اصلاح مین دکھایا گیا ہے جسے اہل مذاق ہی خوب سمجھ سکتے ہین چونکہ مصرعۂ ثانی مین "شیشہ کی طرح" موجود ہے اس لئے "پٹکا ہے زمین پر" اس کی ضمیر شیشہ کی طرف

راجع ہے۔ اِن اصلاحون مین جس قدر نزاکتین ہین اُنکے سمجھنے کے لئے ناظرین کرام اپنی نکتہ نوازی اور نکتہ سنجی کو بھی لازمی سمجھین اگر مؤلف سے کوئی نکتہ رہ جائے تو خود غور فرمالین

دلؔ ۔ جو کچھ تھا یہان پہلے ہی وہ لے گیا غمزہ ۔ اِک جان ہی باقی تھی تو وہ نذر ادا ہے

اصلاح ۔ جو کچھ ۔ الخ ۔ اِک جان ہی باقی تھی وہ اب نذر ادا ہے

دوسرے مصرع مین ،،تھی تو وہ،، کے بجائے ،،تھی وہ اب،، بنایا جس سے مصرعۂ ثانی مین جو رکاکت تھی جاتی رہی۔

جناب سید تصدق حسین صاحب قرار شاہجہان پوری۔

قرار ۔ دل جل بجھا ہے سوزِ تپِ غم عیان نہین ۔ یارب یہ کیسی آگ ہے جسمین دھوان نہین

اصلاح ۔ دل ۔ الخ ۔ یہ کس غضب کی آگ ہے جسمین دھوان نہین

دوسرے مصرع کی ترمیم سے کتنی ترقی پیدا ہوگئی آگ کے لئے ،،کس غضب کی،، کہنا آتش بیانی کی دلیل ہے۔

قرار ۔ بیحد دبا رہے ہین ہمین تختۂ لحد ۔ ہم جانتے ہین زیر زمین آسمان نہین

اصلاح ۔ کیا کیا دبا رہے ہین ہمین تختۂ لحد ۔ ہم جانتے ۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے ،،بیحد،، کے ،،کیا کیا،، بنایا اس ایک لفظ کے بدل دینے سے شعر مین کتنی ترقی پیدا ہوگئی۔

قرار ۔ تیرے ناوکِ ادا نے یہ نہ کہ کچھ خطا کی ۔ جو ہے دلنشین عاشق وہ جگر کے پار ہوتا

اصلاح ۔ تیرے ناوکِ ادا سے یہ کمی ہوئی وگرنہ ۔ جو ہے ۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے ،،خطا،، کے ،،کمی،، بنایا اِس ،،کمی،، نے اس موقع پر ایک خاص لطف پیدا کر دیا مطلب یہ ہے کہ معشوق کی نزاکت کی وجہ سے ناوکِ ادا نے کمی کی اور دلنشین ہوکر رہ گیا جگر تک نہ پہنچ سکا ورنہ یہ خلش کی لذت جو اب حاصل ہے مفقود ہوتی۔

قرار ۔ حلق پر خنجر وہ پھیرین گے قرار ۔ یون تری حسرت نکالی جائے گی

اصلاح ۔ حلق پر ۔ الخ ۔ دل کی حسرت یون نکالی جائے گی

دوسرے مصرع مین بجائے "یون تری" کے "دل کی" بنایا حسرت کا تعلق دل سے ہے اس لیئے دوسرا مصرع بدلا گیا۔

قرار — جان کر زلف پریزاد کا مائل مجکو — چھوڑے بیٹھے ہین اسیرانِ سلاسل مجکو

اصلاح — جان کر گیسوئے پُر پیچ کا مائل مجکو — گھیرے بیٹھے ہین اسیرانِ سلاسل مجکو

اصل شعر کسیقدر اُلجھا ہوا تھا "زلف پریزاد" کے بجائے پہلے مصرع مین "گیسوئے پُر پیچ" بنایا۔ اب پہلے مصرع مین زُلف پُر پیچ مشبہ اور دوسرے مصرع مین سلاسل مشبہ بہ ہے اور بجائے "چھوڑے بیٹھے" کے "گھیرے بیٹھے ہین" یہ ٹکڑا بھی زلف پُر پیچ سے کس قدر لپٹا ہوا ہے۔ اب اس شعر کی صفائی اور روانی کا کیا کہنا۔

قرار — ٹپکتا ہے نگاہ شرمگین سے — اُٹھائے گی کوئی فتنہ زمین سے

اصلاح — ٹپکتا ہے۔ الخ — اُٹھیگا اب کوئی فتنہ زمین سے

دوسرے مصرع مین "اُٹھائے گی" کے بجائے "اُٹھے گا اب" بنایا جس سے بیان و ترکیب زرا صاف ہو گئی۔

قرار — احباب چارہ ساز بنے ہین شبِ فراق — تبدیل ہو نہ صورتِ زخمِ جگر کہین

اصلاح — ہمدرد چارہ ساز بنے ہین شبِ فراق — تبدیل۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "احباب" کے "ہمدرد" بنایا کیونکہ صورت زخم جگر کی تبدیلی جو عاشق کو گوارا نہین ہے اسی صورت مین زیادہ ہوتی ہے جبکہ ہمدرد چارہ ساز بن جائین یا چارہ ساز ہمدرد ہو جائین۔ ہمدردی ایک ایسی صفت ہے جسمین احتمال تبدیلی زخم جگر بہ نسبت احباب کے زیادہ ہے عجیب و نازک اصلاح ہے۔

مکرمی عنبر حسن خان صاحب دل شاہجہان پوری بیان فرماتے ہین کہ حضرت شاہ حافظ احمد حسن صاحب احمد مرحوم شاہجہان پوری نے ایک مرتبہ میرے ذریعہ سے کچھ اپنا کلام حضرت کی خدمت مین بھجوایا جس مین ایک مسدس اُردو مسدس شاہ کی فارسی غزل پر تھا۔ اِس مسدس کا ایک بند یہ تھا۔

سحر ہے اُن کی نگاہِ سُرمگین جو ہوئی غارت گرِ ایمان و دین
شعلہ حُسنِ نگارِ نازنین سوخت یوجہم تماشا رابہبین
کُشت بے جرم مسیحا رابہبین

اِن مصرعوں کو مولانا خیال اور جناب احسان شاہجہان پوری نے بھی سُنا تھا اور بیحد داد دی تھی مگر جب منشی صاحب قبلہ کی نظر سے یہ مسدس گزرا آپ نے جو نوٹ اِس پر تحریر فرمایا وہ دیکھنے کی چیز ہے ایسی نازک بات بتائی کہ خیال اور احسان کے ذہن مین بھی نہ آئی - آپ نے تحریر فرمایا کہ اِس مطلع مین قافیہ تماشا و مسیحا اور ردیف "رابہبین" ہے پس ایسی حالت مین اگر اِس مطلع پر اُردو کے مصرع لگائے جائینگے تو فارسی کے مطلع مین ایطا کا عیب پیدا ہو جائیگا جناب خیال مرحوم نے منشی صاحب قبلہ کا نوٹ دیکھکر کہا کہ دعی جائے اُستاد خالی است -

---

جناب لطافت مرحوم خلف امانت مرحوم

جناب عباس حسین صاحب فصاحت لکھنوی -

وہ گھر مین اپنے بیٹھے ہین عاشق بہ تنگ ہے اے چرخ دیکھ جور و جفا کا یہ ڈھنگ ہے
اصلاح ۔ وہ گھر مین چُھپکے بیٹھے ہین عاشق بہ تنگ ہے اے چرخ سیکھ جور و جفا کا یہ ڈھنگ ہے

جناب لطافت نے پہلے مصرع مین بجائے "اپنے" کے "چُھپکے" بنایا اور دوسرے مصرع مین بجائے "دیکھ" کے "سیکھ" بناکر مطلع کو نہایت دلفریب کر دیا "وہ گھر مین چُھپکے بیٹھے ہین" واہ کیا اندازِ بیان ہے چُھپکے بیٹھنا واقعات پر روشنی ڈالتا ہے - اُس پر طرہ "اے چرخ سیکھ" اِس ٹکڑے نے مطلع کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا - اے سُبحان اللہ -

---

نوٹ :- بجاے "بہ تنگ" کے اب "تنگ" مستعمل ہے جو کہ فصیح تر ہے (مؤلف)

منشی محمد اسمٰعیل منیر شکوہ آبادی

قبل اسکے کہ ہم اپنے محترم دوست عالی جناب سید محمد نوح صاحب شہیر تعلقدار و آنریری مجسٹریٹ مچھلی شہری کے کلام پر حضرت منیر کی اصلاحین درج کرین۔ اُن کا گرامی نامہ بجنسبہ نقل کیئے دیتے ہین اسمین بھی کچھ نہ کچھ کام کی باتین ناظرین کو مل ہی جایئن گی۔ گو شاطر السخن "مرقع ادب" نہین کہ اس مین خطوط بھی درج کیئے جایئن مگر اس خط مین اصلاح ہی کے متعلق چند سطرین لکھی گئی ہین اس لیئے اس خط کا درج کرنا مؤلف کے خیال مین ضروری ہے۔

خط

۲۶۔ اگست ۱۹۱۷ء

مچھلی شہر

دل گم گشتہ مرا آج اُسے کیا یاد آیا ۔۔۔ لوٹ لینے جو ادھر ناوک بیداد آیا

نہ جگر سینے مین باقی ہے نہ دل پہلو مین ۔۔۔ اب مین تیر نظر یار کو کیدن یاد آیا

کرم گستر صفدر۔ کارڈ بعد مدت آیا اتنی ہی یاد فرمائی کا شکریہ۔ اصلاح اساتذہ کا بصورت کتاب شائع کرنا آپ کی حسنِ ایجاد و ذہن نقاد کا نتیجہ ہے۔ عمدہ تجویز ہے۔ دنیائے ادب مین یہ پہلی کتاب ہوگی۔

جناب اُستادی اعلی اللہ مقامہ سے خطوط و مسودہ اصلاحی اب موجود نہین زمانہ اصلاح کو چالیس [۴۰] برس سے زیادہ گذرا۔ زبانی کہان تک یاد رہ سکتا ہے پھر بھی جو کچھ اسوقت قید حافظہ مین ہے اُسے لکھتا ہون۔

غزل پر اصلاح بہت کم ہوئی یا کم ہوتی تھی اسے یقینی باور کیجیے کہ ایام شاگردی مین زیادہ سے زیادہ شائد میری دس غزلون پر اصلاح کی نوبت آئی تھی۔ ہان فن کے متعلق روزانہ کتابت فن آموزگاری قواعد وغیرہ وغیرہ کی ہدایتین اور تعلیمین جاری

رہتی تھیں یہ انھیں مرحوم کا فیض فن آموزی ہے کہ زمرۂ شعرا مین میرا بھی نام داخل کیا جاتا ہے۔ صدہا متروکات وقیود پر جناب مرحوم کی جیسی جامعیت دیر گوئی تھی محتاج بیان نہین صلاح کا طریقہ یہ تھا کہ معمولی کہنے والون کو شرف شاگردی بھی حاصل نہین ہو سکتا تھا۔ ہان جو خوش گو تھے۔ انھین بھی ابتدائے غزل کا اصل مسودہ واپس نہ جاتا تھا بلکہ اصلاحی اشعار اور عطیہ شعر علیحدہ کاغذ پر کسی سے صاف کرا کے بھجوا دیتے تھے۔ جب اعتماد ہو جاتا اور دیکھ لیتے تھے کہ اس مین کچھ مادۂ قابلیت آگیا ہے تو اصلاح کم ہونے لگتی تھی اور اصل کاغذ پر اصلاح بھیجدی جاتی تھی۔

حقیر شہیر

شہیر ۔ شوخی رفتار ناز اے فتنہ قامت دیکھنا ٹھوکرین کھاتی ہو اُٹھنے پر قیامت دیکھنا

اصلاح ۔ رتبۂ حسن خرام اے فتنہ قامت دیکھنا دیتی ہو تعظیم اُٹھ اُٹھ کر قیامت دیکھنا

رتبۂ حسن نے جو آفت ڈھائی اور مطلع کو بلند کیا وہ شوخی رفتار ناز مین کہان اور پھر دوسرے مصرع مین دیتی ہے تعظیم اٹھ اٹھ کر قیامت دیکھنا۔ اللہ رے رتبۂ حسن خرام جس کی تعظیم اٹھ اٹھ کر قیامت دے رہی ہے۔

شہیر ۔ وہ محبت سے کسیکا وقت رخصت دیکھنا وہ مرا گھبرا کے منہ با چشم حسرت دیکھنا

اصلاح ۔ وہ لگاوٹ سے کسیکا وقت رخصت دیکھنا وہ مرا سوئے فلک اے چشم حسرت دیکھنا

پہلے مصرع مین بجائے محبت،، کے لگاوٹ،، کا لفظ کتنا برمحل ہی محبت کی نظر اور لگاوٹ کی نظر مین جو نازک فرق ہے وہ کچھ اہل مذاق ہی جانتے ہین دوسرے مصرع مین ” وہ مرا سوئے فلک اے چشم حسرت دیکھنا ،، کیسے مزے کی بات ہے۔ ادھر کسیکا وقت رخصت لگاوٹ کی نظر سے دیکھنا اور مرا سوئے فلک دیکھنا ایسا منظر ہے جو بالعموم محبت بھری نگاہون سے گزر چکا ہوگا اور پھر چشم حسرت کو مخاطب کرنا بھی ایک لطیف خیال ہی مولف کی رائے ناقص مین ایک اور خوبی اس اصلاح سے پیدا ہو گئی وہ یہ کہ جب معشوق نے نگاہ محبت سے دیکھا تو صدمہ کم ہونا چاہیئے یعنی صرف رخصت کا رنج اب لگاوٹ نے

حسرت و اندوہ سے معمور کر دیا۔ اصلاح اسی کا نام ہے)

شہیر ؎ ہنستے ہیں غیر وں سے وہ مجھکو جلانے کیلئے — یار و اس برق تبسم کی شرارت دیکھنا
اصلاح ؎ گرمیاں غیر وں سے ہیں میرے جلانے کیلئے — یار کے برقِ تبسم کی شرارت دیکھنا

پہلا مصرع سُست تھا مگر اب "گرمیاں غیروں سے ہیں" اس ٹکڑے نے جلانے کا ثبوت دیدیا اِس کے علاوہ ایک محاورہ بھی نظم ہو گیا دوسرے مصرع میں "یارو" کا لفظ بے ضرورت سمجھکر کامل فن اُستاد نے "یار کے برقِ تبسم کی شرارت دیکھنا" بناکر شعر کو پُر لطف کر دیا۔

شہیر ؎ قبر کو ٹھکراتے ہیں وہ ہائے بجائے فاتحہ — بعد مُردن بھی ہو یہ مجھسے کدورت دیکھنا
اصلاح ؎ فاتحے کے بدلے ٹھکراتے ہیں وہ تربت مری — بعد مُردن بھی یہ ہے مجھ سے کدورت دیکھنا

اصلاح سے شعر میں سلاست اور روانی پیدا ہو گئی۔

شہیر ؎ یہ کیا ممکن کسیکا طائر جان اُس سے بچ جائے — بچھایا تیغ قاتل نے بھی ایسا جال جوہر کا
اصلاح ؎ تلاش اس آب و دانے کی ہے سب کے طائر جانکو — بچھائی کیوں نہیں ہے تیغ قاتل جال جوہر کا

پہلے شعر معمولی تھا اب اس آب و دانے کے لطیف استعارے نے پہلے مصرع میں کیسی دلآویزی پیدا کر دی اور دوسرے مصرع میں بھی پہلے کے بہ نسبت صفائی اور روانی پیدا ہو گئی۔

شہیر ؎ گلا کٹنے سے رہجائے نہ اے قاتل نزاکت سے — مجھے ڈر ہے کہیں دم چڑھ نہ جائے تیرے خنجر کا
اصلاح ؎ گلے پر مرے پہلے ہی پہل چلتا ہے اے قاتل — مجھے ڈر ہے۔ الخ

پہلے مصرع کے بدلنے سے شعر میں جو نزاکت پیدا ہو گئی اُس کی کیا تعریف ہو سکتی ہے پہلے ہی پہل خنجر قاتل کا گلے پر چلنا اس کا احتمال ہوتا ہے کہ کہیں اُس کا دم چڑھ نہ جائے مطلب یہ کہ ابھی اے قاتل ترا خنجر سفا کی اور قتل میں مشاق نہیں ہے اسلئے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اُس کا دم چڑھ نہ جائے۔ اللہ اللہ اتنی تکلیف بھی قاتل کے خنجر کی بسمل کو گوارا نہیں۔ اُستادانہ اصلاح ہے۔

شہیر ؎ جھانکنے پر عاشقو نکے خون جمتے ہیں تمام — دیدۂ جلاد تیرا روزنِ دیوار ہے

اصلاح ۔ جھانکنے پر۔ الخ — دیدۂ مریخ تیرا روزنِ دیوار ہے

دوسرے مصرع میں بجائے دیدۂ جلاد کے "دیدۂ مریخ" کا ایسا اُستادانہ ٹکڑا رکھ دیا جس سے شانِ اُستادی ظاہر ہوتی ہے اب عاشقوں کے خون ہونے کا کافی ثبوت پیدا ہو گیا۔ گو دیدۂ جلاد سے بھی وہی مفہوم ادا ہوتا تھا مگر دیدۂ مریخ سے اور ترقی ہو گئی۔

شہیر ۔ پی پی دعائیں دیتے ہیں تیرے قتیلِ ناز — آبِ حیات ہے ترے خنجر کی دھار میں

اصلاح ۔ لب تشنگانِ ذبح کا کیونکر نہ ہو ہجوم — آبِ سبیل ہے ترے خنجر کی دھار میں

پہلے مصرع میں "پی پی" میں جو ثقالت تھی اُسے کس حسن سے رفع کیا لب تشنگانِ ذبح کا کیونکر نہ ہو ہجوم۔ اِس سے بندش میں چستی آ گئی۔ معنوی خوبیاں پیدا ہو گئیں۔

شہیر ۔ نچوڑے جب نہا کر بال ادا سے میرے دلبر نے — دکھایا ابرِ گیسو نے ترشح ابرِ گوہر کا

اصلاح ۔ عرق آلودہ اک اک بال اُس حور پیکر کا — دکھایا۔ الخ

پہلے مصرع میں "ادا سے نچوڑنے" کی تخصیص بلا ضرورت سمجھ کر پہلوانِ سخن حضرت منیر نے مصرع بدل دیا۔ ظاہر ہے کہ اِس اصلاح سے شعر کس قدر صاف ہو گیا۔

شہیر ۔ نہیں معلوم مرغِ نامہ بر پر کیا وہاں گذری — ہمارے آنسوؤں میں رنگ ہے خونِ کبوتر کا

اصلاح ۔ خبر پائی جو مرغِ نامہ بر کے ذبح ہونے کی — ہمارے۔ الخ

مرغِ نامہ بر کے ذبح ہونے سے "آنسوؤں میں رنگ خونِ کبوتر کا ہونا ثابت کر دیا گیا گو یہی مفہوم جناب شہیر کے مصرع سے بھی پیدا ہوتا تھا مگر اصلاح سے صاف ہو گیا۔

شہیر ۔ فقیرِ عشق کو کیا اِس سے بڑھ کے حاجت ہے — گلیمِ کہنہ پھٹا بوریا غنیمت ہے

اصلاح ۔ فقیرِ عشق۔ الخ — چٹائی ٹوٹی پھٹی کملی بھی غنیمت ہے

مصرعِ ثانی میں ترمیم اِس وجہ سے کی گئی کہ پھٹا بوریا خلافِ محاورہ ہے ٹوٹا یا شکستہ بوریا صحیح ہے۔

میر الطاف حسین صاحب ثریا منشی منیر مرحوم کے ارشد تلامذہ میں تھے اور بڑے

کہنہ مشق اور نازک خیال شاعر تھے اِس شعر پر ان کو بڑا ناز تھا ؎

پڑ رہے ہین دور سے پھندے کمندِ حسن کے — خود بخود کچھ دل کھنچا جاتا ہے اپنا سوئے دوست

جس نے سنا بیحد داد دی مگر جب اُستاد منیر مرحوم کے سامنے یہ شعر پڑھا آپ نے اُسے یون بنایا ؎

پڑ رہے ہین دُور سے پھندے، کمندِ حسن کے — خود بخود یا دل کھنچا جاتا ہے اپنا سوئے دوست

دوسرے مصرع مین بجاے کچھ کے اُستاد کامل نے "یا" کا لفظ رکھدیا کیونکہ لفظ کچھ سے شعر بے معنی ہوا جاتا ہے یعنی جب خود بخود دل کھنچتا ہے تو کمندِ حسن کے پھندے بیکار ہوے جاتے ہین اِس لئے بجاے کچھ کے "یا" کا لفظ اُستاد نے ایسا معنی خیز رکھ دیا کہ جس کی داد سوائے دل کے زبان کیا دیسکتی ہے۔ اے سبحان اللہ۔

جناب مولوی عبد الرحیم صاحب کلیم مرحوم لکھنوی۔

بنائی کس لیے مسجد قریب بتخانہ — ضرور نیتِ زاہد مین کچھ فتور آیا

اصلاح ؎ بنائی کس لیے مسجد قریب میخانہ — ضرور۔ الخ

پہلے مصرع مین بجاے "بتخانہ" کے "میخانہ" بنایا جس سے فتور کے معنی کسقدر چسپان ہو گئے۔

کلیم ؎ وہ حال ہے کہ جو لاکھو مین کہہ نہین سکتا — نہ پوچھ داورِ محشر گناہ کا باعث

اصلاح ؎ وہ راز ہے کہ جو لاکھو مین کہہ نہین سکتا — نہ پوچھ۔ الخ

پہلے مصرع مین بجاے "حال" کے "راز" بنایا جس سے شعر مین کتنی ترقی پیدا ہو گئی۔ حال تو صورت سے بھی ظاہر ہو سکتا ہے مگر راز بغیر کہے نہین کھل سکتا۔ عمدہ اصلاح ہے۔

کلیم ؎ پیر مغان دکھاے کرامات کچھ اگر — بہنے لگے جہان مین دریا شراب کا

اصلاح ؎ ہو جاے نام کو جو تجھے شوقِ میکشی — بہنے لگے۔ الخ

پہلا مصرع خوب بنایا۔ کرامات پیر مغان معشوق کی شوق میکشی پر صدقے اللہ اللہ

کلیم ؎ زمین کوے جانان کو پہنچکر آسمان پایا — مقابل مہر و مہ سے ہو گیا نقشِ قدم میرا

پہلا مصرع یون بنا دیا "یقینی منزلِ مقصود پر مین آ کے پہنچا ہون" جس سے صفائی پیدا ہو گئی۔

نواب فصیح الملک داغ دہلوی

اعلیٰحضرت ہز ہائنس میر محبوب علیخان بہادر آصف سلطان دکن خلد آشیان کا مطلع تھا ؎

چہرے سے اُنکے رنگ جو ٹپکا عتاب کا — کیا ہو چلا ہے رنگ گلابی نقاب کا

اصلاح ؎ چھپتا نہین چھپائے سے چہرا عتاب کا — ہوتا چلا ہے رنگ گلابی نقاب کا

جس شان کا شاہانہ مطلع تھا اُسی مرتبہ کی اصلاح بھی دی۔ اب اس مطلع کی تعریف مین زبان وقلم دونون قاصر ہین اللہ اللہ۔ چھپتا نہین چھپائے سے چہرا عتاب کا اور پھر اُسپر یہ قیامت "ہوتا چلا ہے" اِس اُستادانہ ٹکڑے کی داد کیا دی جاسکتی ہے۔ زمانہ کی قید نے اِس مطلع کو آسمان پر پہنچا دیا ایسی اُستادانہ اصلاح دینا واقعی فصیح الملک حضرت داغ ہی ایسے کہنہ مشق اُستاد کا حصہ ہے اصلاح کیا دی موتی پرو دیئے[1]

جناب سید علی حسن صاحب احسن مارہروی ؎

دیکھنے کے لیئے آیا ہے زمانہ اُسکو — اِک تماشہ ہے مسافر بھی سفر سے پہلے

اصلاح ؎ دیکھنے کے لئے آتا ہے زمانہ اُسکو — اک تماشا ہے۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "آیا" کے "آتا" بنا دیا۔ احسن کے مصرع مین آیا ہے نے آنے والون کی آمد کو ختم کر دیا تھا جس سے اگرچہ شعر کا مطلب پورا حاصل ہوتا ہے مگر کوئی خاص لطف نہ تھا اور "آتا ہے" سے آنے والون کی کوئی حد مقرر نہین ہو سکتی اور یہی

[1] مؤلف کو یہ اصلاح مولوی محمد انعام اللہ خان صاحب عارف منصرم کشنری لکھنؤ سے ملی جنھون نے خود اپنے اُستاد داغ مرحوم سے سنا تھا۔

تماشا عمدہ ہوتا ہے جسکے شتاق بڑھتے چلے جایئن ایک لفظ کے بدلنے سے شعر مین کسقدر لطف پیدا ہو گیا۔

احسن ؎ نہین اٹھتین نہین ملتین نہین کھلتین آنکھین
شرم ہو نشہ ہی یا نیند یقین آئی ہے

اصلاح ؎ نہین کھلتین نہین اٹھتین نہین ملتین آنکھین
شرم ہے۔ الخ

اِس اصلاح سے شعر مین کس قدر بلاغت پیدا ہو گئی۔ احسن کے پہلے مصرع مین تینون باتین موجود تھین مگر ترتیب تھی کھلنا مقدم ہے اُسکے بعد اٹھنا اور پھر ملنا۔ اِس ترتیب سے واقعیت پیدا ہو گئی جو کہ پہلے نہ تھی۔

احسن ؎ کسیدن بیخودی مین جا پڑے تھے انکے سینے پر
بس اتنی سی خطا پر ہاتھ پہلے اُسنے پتھر سے

اصلاح ؎ کسیدن بیخودی مین جا پڑا تھا انکے سینے پر
بس اتنی سی خطا پر ہاتھ کچلا اُسنے پتھر سے

پہلے مصرع مین "جا پڑے" کی جگہ "جا پڑا" اور دوسرے مصرع مین "کچلے" کے بجاے "کچلا" بنایا اب اس اصلاح سے بیخودی پورے طور سے ثابت ہو گئی ورنہ حالت بیخودی مین دونون ہاتھون کا سینے پر جا پڑنا عین ہوشیاری سمجھی جائے گی۔

احسن ؎ بات دل کی نہ کہو بزم مین احسن انسے
وہ لڑائی کو ہین تیار کہا اور ہوئی

اصلاح ؎ شامت آجائے گی احسن جو کہا کچھ تم نے
وہ لڑائی۔ الخ

اصل مصرع مین بات دل کی بزم مین کہنے کو کہا گیا تھا۔ اِس خصوصیت کی چندان ضرورت نہ تھی کیونکہ دوسرے مصرع مین یہ کہا جاتا ہے کہ وہ لڑائی کو ہین تیار کہا اور ہوئی جب کوئی لڑائی ہی پر آمادہ ہے تو پھر اِس کی کیا ضرورت کہ وہ دل ہی کی بات سن کر لڑ پڑے زبان سے کوئی بات نکلی اور لڑائی رکھی ہے۔ اِس اصلاح سے زبان کا لطف بڑھ گیا اور زوائد بھی رفع ہو گئے۔

احسن ؎ خدا پرسش کریگا حشر مین ساری خلائق سے
بھلائی کی بھلائی سے بُرائی کی بُرائی سے

اس مطلع پر فصیح الملک حضرت داغ مرحوم نے یہ لطیف جملہ لکھکر واپس کیا کہ آپ غزل کہرہے ہین یا وعظ؟ مطلب یہ کہ مطلع رنگ تغزل سے باہر ہے اسلیئے غزل مین نہ رہنا چاہیے۔

احسن ۔ ڈیوڑھی کی خیر کہہ کے لگائی جو اک صدا ۔ گھر سے نکل ہی آے سمجھ کے گدا مجھے

اصلاح ۔ اِس در کی خیر کہہ کے لگائی جو اِک صدا ۔ گھر سے ۔ الخ

اِس در کی خیر کہہ کے لگائی جو اِک صدا، یہ مصرع کس قدر محاورے مین ڈوبا ہوا ہے جنھین زبان کا مزا ہے وہ اس اصلاح کی داد دینگے اور حضرت داغ مرحوم کے کمال سخن اور سلامتی مذاق پر وجد فرمائینگے ۔ واقعی اصلاح اسی کو کہتے ہین ۔

احسن ۔ ہمارے قتل پر یہ اَدو کہ ہر بار کیسی ہے ۔ ارادہ ہے تو بسم اللہ یہ تکرار کیسی ہے

اصلاح ۔ ہمارے ۔ الخ ۔ ارادہ ہے، تو بسم اللہ کر تکرار کیسی ہے

احسن کے دونون مصرعون مین "یہ" کانون کو بھلا نہ معلوم ہوتا تھا اسلیئے دوسرے مصرع مین بجاے "یہ" کے "کر" بنایا جو نہایت فصیح ہے یعنی ارادہ ہے تو بسم اللہ کر تکرار کیسی ہے ۔

احسن ۔ رکھا ہی کیا ہی حضرت دل باغ عشق مین ۔ آکر بٹول لیجئے رنج و محن کے پھول

اصلاح ۔ رکھا ہی ۔ الخ ۔ حسرت آیین پھل ہین تو رنج و محن کے پھول

بٹولنا فصحاے دہلی کی زبان نہین ہے شاید قصبات مین بولتے ہون اسلیئے دوسرا مصرع بدلا گیا ۔

احسن ۔ کیون دست شوق صبح کو بستر سے چن نہ لے ۔ ہین یہ بسے ہوے ترے ناز کبدن کے پھول

اصلاح ۔ کیون چشم شوق صبح کو بستر سے چن نہ لے ۔ ہین یہ الخ

دست شوق سے چشم شوق مین زیادہ عاجزانہ اشتیاق اور حسن ملحوظ رکھا گیا ہے بیمثل اصلاح ہے ۔

احسن ۔ گلدستہ ہی جو آپکی آنکھون کے سامنے ۔ شامل اسی مین ہین دل ناشاد بن کے پھول

اصلاح ۔ گلدستہ ہے ۔ الخ ۔ شامل اسی مین ہے دل مجروح بن کے پھول

دوسرے مصرع مین بجاے "دل ناشاد" کے "دل مجروح" بنایا دل مجروح کو عرق آلودگی کی رنگینی سے گلدستہ مین کھپا دیا ۔

احسن ۔ تحیر میں پڑے ہیں لوگ کیسی رونمائی ہے ۔ نظر نیچی کیے ہیں تیری صورت دیکھنے والے
اصلاح ۔ تحیر میں پڑے ہیں لوگ کیسی خودنمائی ہے ۔ نظر نیچی کیے ۔ الخ
بجائے ،، رونمائی ،، کے ،، خودنمائی ،، سے شعر میں معنوی خوبیاں پیدا ہوگئیں

احسن ۔ چمن کی سیر کرتے ہیں چمن کے پھول چنتے ہیں ۔ مرے افسردہ دل کے داغ حسرت دیکھنے والے
اصلاح ۔ نظر پڑتے ہی اس گلزار پر منھ پھیر لیتے ہیں ۔ مرے ۔ الخ
پہلے مصرع کے بدل دینے سے شعر میں ایک حسن پیدا ہو گیا مطلب یہ کہ مرے افسردہ دل کے داغ حسرت دیکھے نہیں جاتے ۔ دیکھنے والے منھ پھیر لیتے ہیں ۔ یہ افسردگی ہے ۔

احسن ۔ ہمیں کو ہم نے دیکھا ہے تمہیں کہتے ہو دیکھینگے ۔ نہ اٹھی ہیں نہ اٹھیں گی آنکھیں حور و غلمان پر
اصلاح ۔ ہمیں کو ۔ الخ ۔ نہ اٹھینگی نہ اٹھیں گی یہ آنکھیں حور و غلمان پر
،، نہ اٹھیں گی نہ اٹھیں گی ،، کس مزے کی تکرار ہے یہی تکرار ہے جسے بحر فصاحت کی لہریں اور ہوائے حسرت کی موجیں کہنا چاہئے ۔ اصلاح اسی کا نام ہے ۔

جناب مولوی محمد انعام اللہ خان صاحب عارف منصرم کمشنری لکھنؤ ۔

عارف ۔ مشاق ہے دل اور ابھی جور و جفا کا ۔ کیا اسکو مزہ دے گئی بیداد کسی کی
اصلاح ۔ مشاق ہے دل چاٹ پڑی ہے اسے بیڈھب ۔ کیا اسکو ۔ الخ
استاد داغ مرحوم نے پہلے مصرع میں چاٹ پڑی ہے اسے بیڈھب ،، یہ استادانہ ٹکڑا رکھدیا جس سے شعر میں ایک مزہ پیدا ہو گیا کیونکہ دوسرے مصرع میں مزہ دے گئی بیداد کسی کی کہا گیا ہے اس کے لئے ،، چاٹ پڑی ہے ،، کیا خوب بنایا ۔ محاورہ بھی یہی خوش اسلوب تھا ۔

عارف ۔ گر مجھے جلوہ دکھانا ہو وہاں جلوہ دکھا ۔ حشر کا تیرے جہان کوئی تماشائی نہو
اصلاح ۔ حشر میرا ہو الگ مجکو وہاں جلوہ دکھا ۔ حشر کا ۔ الخ
پہلے مصرع کے بدل دینے سے شعر میں کس قدر ترقی پیدا ہو گئی ۔

عارف ۔ گالیاں شام سے وہ تا بسحر دیتے ہیں ۔ بس مرے کان شب وصل میں بھر دیتے ہیں
اصلاح ۔ گالیاں ۔ الخ ۔ یوں مرے کان شب وصل میں بھر دیتے ہیں

دوسرے مصرع میں بجائے "بس" کے "یوں" بنایا یوں سے پہلے مصرع کا صحیح مفہوم ادا ہوگیا اور دوسرے مصرع کی روانی بڑھ گئی یعنی یوں مرے کان شب وصل میں بھر دیتے ہیں۔

عارف ہائے کہنا ناز سے انکا جگایا کیوں مجھے | طالع بیدار کو بیدار رہنے دیجئے

اصلاح آپ میرے ساتھ سوئیں پاسبانی کیلئے | طالع بیدار۔ الخ

پہلا مصرع جناب عارف کا کچھ الجھا ہوا سا تھا دوسرے مصرع کی مناسبت سے پہلا مصرع کیا خوب بنایا۔ پاسبانی کا ٹکڑا اس شعر کی جان سمجھیے۔

عارف یہ ہم غریبوں سے اچھا نہیں ہے دل کا غبار | اس آئینے کو مکدر نہ کر خراب نہ کر

اصلاح تجھی سے کہتے ہیں اچھا نہیں ہے دل کا غبار | اس۔ الخ

"تجھی سے کہتے ہیں" اس ٹکڑے سے اب زبان کا لطف کتنا بڑھ گیا۔

عارف خود گلا کاٹا ہو دیکھی ہے جو اسکی نازکی | ہوا اگر انصاف قاتل چوم لے بسمل کے ہاتھ

اصلاح خود گلا کاٹا ہے نازک دیکھکر قاتل کے ہاتھ | ہوا اگر۔ الخ

پہلے مصرع کو بدل کر مطلع کردیا۔ اب اس مطلع کی نزاکت اور شان ملاحظہ فرمائیے "خود گلا کاٹا ہے نازک دیکھ کر قاتل کے ہاتھ" اس مصرع کی کیا تعریف ہو سبحان اللہ۔

جناب آغا رفیق بلند شہری۔

نفرت تھی بزم شعر سے کل تک تو زاہدا | آج آئے شاعروں میں بڑے بیچیا ہیں آپ

اصلاح نفرت تھی بزم شعر سے کل تک تو شیخ جی | آج آئے۔ الخ

زاہدا کا استعمال الف ندائیہ کے ساتھ اکثر اساتذہ متاخرین نے ترک کردیا ہے حضرت داغ بھی اسی کے قائل ہیں اسلئے پہلے مصرع میں بجائے "زاہدا" کے "شیخ جی" بنایا اور خوب بنایا۔

رفیق اتنو رفیق جان لب آیا فراق سے | اتنو نہ جائیں مظہر نور خدا ہیں آپ

اصلاح اتنو رفیق۔ الخ | لیجے خبر کہ مظہر نور خدا ہیں آپ

رفیق کے دوسرے مصرع کی ترکیب اچھی نہ تھی کیونکہ پہلے مصرع میں بھی "اتنو" ہے

اور دوسرے مصرع مین بھی وہی ترکیب آپڑی ہے اِس تکرار نے شعر کو بھدا کردیا تھا اِسلیئے یہ مصرع بدلا گیا۔

رفیق ؎ تری نظر نے کچھ اسطرح بے قرار کیا
جگر نے زخم کے ہونٹوں سے دل کو پیار کیا

اصلاح ؎ تری نگاہ نے کچھ ایسا دلبہ دار کیا
جگر نے زخم کے ہونٹوں سے دل کو پیار کیا

ظاہر ہے کہ پہلے مصرع کی ترمیم سے مطلع مین کسقدر صفائی اور بندش مین چُستی پیدا ہوگئی

رفیق ؎ دیکھیئے کیا جیر اس کا فراد اکے دلمین ہے
تیر کا پہلو ہے جو پہلو کسی محفل مین ہے

اصلاح ؎ دیکھیئے۔ الخ
تیر کا انداز ہے انداز جو محفل مین ہے

تیر کا پہلو محاورہ کے خلاف تھا خصوصًا اِس موقع پر اسلیئے تیر کا انداز، بنایا۔

رفیق ؎ پاؤن پڑتا ہے جہان مجنون کا نوک خار پر
کہتی ہے لیلیٰ کہ یہ کانٹا بھی تیرے دلمین ہے

اصلاح ؎ پاؤن۔ الخ
کہتی ہے لیلیٰ کہ یہ کانٹا ہمارے دلمین ہے

مصرع ثانی مین بھی کا کوئی خاص ثبوت نہ تھا اسلیئے بجائے اُسکے ہمارے بناکر مصرع کو درست فرمایا۔

رفیق ؎ آج وہ خنجر لیئے بیٹھے ہین دستِ ناز مین
دیکھیئے رنگِ شہادت کسکے آب و گل مین ہے

اصلاح ؎ آج وہ خنجر لیئے بیٹھے ہین اپنے ہاتھ مین
دیکھیئے رنگِ۔ الخ

بجائے دست ناز کے اپنے ہاتھ بنایا اپنے ہاتھ کی تخصیص نے لطف پیدا کردیا[1]

منشی ذوالفقار علی گوہر ؎

بزم عدو مین کیا نہ ہوا اور کیا ہوا
کہتا ہے صاف آپ کا سُرمہ بہا ہوا

اصلاح ؎ مرگِ عدو مین کیا نہ ہوا اور کیا ہوا
کہتا ہے۔ الخ

اُستاد نے پہلے مصرع مین بجائے بزم کے مرگ کا لفظ بنایا۔ اِس اصلاح نے اِس خاص فعل کو ثابت کردکھایا جس کی وجہ سے سُرمے کے بہنے نہ بہنے سے اشتباہ تھا اور ایک ذلیل پہلو بھی اِس شعر سے نکل گیا جسنے شعر کو مذاق سلیم سے بالکل گرادیا تھا۔

[1] اپنی اصلاحین خود آغا رفیق صاحب نے لکھ کر مرحمت فرمائین۔ مؤلف شکر گزار ہے۔

نواب عزیز جنگ بہادر عزیز حیدرآبادی ؎

کیا جانین آبِ تیغ کی لذت جنابِ خضر — نازان ہین وہ تو اپنے ہی آبِ حیات پر

اصلاح ؎ کیا جانین - الخ — مرتے ہین وہ تو چشمۂ آبِ حیات پر

دوسرے مصرع مین بجائے نازان ہین کے مرتے ہین بنایا اِس مرنے کے لفظ نے شعر مین جان ڈال دی - (جلوہ داغ)

منشی امیر اللہ تسلیم لکھنوی

حضرتِ تسلیم مرحوم کی اصلاحین سید ضمیر الدین احمد صاحب عرش گیاوی نے جو بھیجی ہین اسمین منشی صاحب مرحوم کے قلم کے لکھے ہوے نوٹ قابل دید ہین جناب عرش اپنے عنایت نامہ مین تحریر فرماتے ہین کہ آپ کی بار بار کی یاد دہانی اور اپنی معذوریان نیز خاموشی پر کمال ندامت ہے - بہر حال آج دیوان قدیم نکالنا پڑا - اُستاد تسلیم کی اصلاح اور اُنکا سوادِ خط دیکھکر زمانہ قدیم کا نقشہ آنکھون کے سامنے پھر گیا خدا مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت مین جگہ دے - باوجود صد و سہ سال کے نہایت زندہ دل اور فن شعر سے باخبر تھے جس کا اندازہ اِن شعرون کی اصلاح سے ہو جائے گا -

ضمیر الدین احمد عرش گیاوی

عرش ؎ مرے نالون سے ہوتا ہے یقین آج — اُڑے گی مثل ذرّے کے زمین آج

نالے سے زمین کو کیون ضرر ہوگا یون کہو - — فلک بھی ہوگا پابوسِ زمین آج

عرش ؎ جہان کل دیکھتے تھے ایک مجمع — نظر آتا وہان کوئی نہین آج

مصرع ثانی مین تعقید ہے یون بنا دو - — وہان کوئی نظر آتا نہین آج

عرش ؎ ہون سُرخرو جہانمین وہ دن خدا کرے — میرا ازل سے دانت ہے انگیا کے پان پر

کیا چھاتیان کاٹ کھاؤ گے ؎

اب شاعری کے بدلے فقط ازگی جگت — ایجان پہنوا انگرکھا ہاتھی کے تھان کا

یہ شعر غزل سے نکال ڈالو۔ رشک کا زمانہ گیا۔

عرش ؎ اُس سادہ دل نے مجکو جو دیوانہ کر دیا — زنجیر نا پسند ہوئی نا گوار طوق

سادہ دل احمق کو کہتے ہین پہلے مصرع کو یون بنا دو۔ اُس سادہ رو نے مجکو جو دیوانہ کر دیا

عرش ؎ تنگ ہی یہ عرش فکر روزگار دہر سے — انہو کر دو اُسکی تم حاجت روا یا غوث پاک

روزگار بمعنی چاکری اُردو ہی اور روزگار دہر بمعنی ہین اِس مصرع کو یون بنا دو۔

"تنگ ہے یہ عرش فکر انقلاب دہر سے"

عرش ؎ غضب کا حسن ہی خال لب جان بخش دلبر مین — کوئی کشتی رواں ہے موج بحر آتش تر مین

خال مشبہ ہے کشتی مشبہ بہ ہے اِن دونون مین وجہ تشبیہ کیا ہے صرف الفاظ جمع کر دینے سے کیا فائدہ شعر نکال دو۔

عرش ؎ نظر آتے نہین ہنسنے مین دندان — گرے ہین اُسکے منہ سے پھول جھڑکے

پھول جھڑنا اور چیز ہے نظر آنا اور شے اِس سے تو یہ پایا جاتا ہے کہ اُسکے دندان پھول بن کے جھڑ گئے اسے غزل سے نکال دو۔

عرش ؎ حلقے آنکھوں مین یہان اپنی پڑے جاتے ہین — ہو اُدھر عیش وہان کچے گھڑے جاتے ہین

کچے گھڑے کے کیا معنی ہین کچے گھڑے کی بمعنی شراب سنا ہے مگر خاص لوگون سے نہین

عرش ؎ جبرئیل تو گیا انکا تصور بھی نہ پہونچے — ہی عرش سے اونچا کہین ایوان رسول

بھائی اتنا کفر اچھا نہین۔

عرش ؎ تار کفن کے ساتھ تھے وہ لستہ روز مرگ — تسبیح عمر مین نہین دانے انار کے

ضلع جگت کہنے لگے۔

عرش ؎ بعد مردن ہون بہت بخت سیہ کا مشکور — تیرگی مونس و ہمدم لحد تار مین ہے

مشکور بمعنی شاکر غلط ہے بجاے "مشکور" کے ممنون بنا دو یعنی بعد مردن ہون بہت بخت سیہ کا ممنون

جناب سید فضل الحسن صاحب حسرت موہانی ؎

ستم ہو جاے تمہید کرم ایسا بھی ہوتا ہے — بتا ثیر وفاے ضبط غم ایسا بھی ہوتا ہے

اصلاح ؎ ستم ہو جائے - الخ　　محبت مین تبا اے ضبط غم ایسا بھی ہوتا ہے

دوسرے مصرع مین بجائے "تباثیر وفا" کے "محبت مین تبا" بنایا اب اس مطلع کی بلندی اور معنوی خوبیان ملاحظہ فرمایئے "تباثیر وفا" مین شان اردو کہان جو اصلاح نے پیدا کردی اساتذہ جب تک اردو کے شعر مین اردو کا لفظ مل سکے فارسی الفاظ نہین آنے دیتے

حسرت ؎ جفائے یار کے شکوے نکر اے رنج ناکامی　　سکون و ناامیدی ہون بہم ایسا بھی ہوتا ہے

اصلاح ؎ جفائے یار - الخ　　امید و یاس دونون ہون بہم ایسا بھی ہوتا ہے

دوسرے مصرع مین بجائے "سکون و ناامیدی" کے "امید و یاس" کا ٹکڑا کسقدر لطیف رکھدیا اب پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے ربط ہو گیا مطلب یہ کہ جفائے یار کے شکوے اے رنج ناکامی نہ کر کیونکہ امید و یاس دونون ساتھ ہون ایسا بھی ہوتا ہے۔ امید کے ساتھ یاس کا ہونا کتنی لگتی ہوئی بات ہے جو ہر وقت مشاہدے مین آتی رہتی ہے - امید جفائے یار کے شکوے نہین کرنے دیتی مگر یاس رہ رہ کر ابھارتی ہے۔ ان دونون نے ملکر عاشق جانباز کو کشمکش مین ڈال رکھا ہی مگر ادب عشق یہی کہتا ہے کہ جفائے یار کے شکوے زبان پر نہ آنے پائین اور مذہب عشق مین دلدادگان الفت کا یہی مشرب ہے جناب حسرت کے مصرع ثانی مین سکون و ناامیدی کا ٹکڑا کچھ بے جوڑ سا تھا جسکو یادگار نسیم حضرت تسلیم نے کیا خوب بنایا۔ استادانہ اصلاح ہے اے سبحان اللہ۔

حسرت ؎ وقار صبر کھویا گریۂ بیقراری نے　　نہین ہے اعتبار چشم نم ایسا بھی ہوتا ہے

اس شعر پر حضرت تسلیم نے یہ نوٹ لکھکر قلم زد کر دیا۔ کہ اب چشم نم متروک ہے چشم پر نم صحیح ہے۔

(اردوئے معلیٰ)

جناب محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی جو پہلے مولوی عبدالاحد صاحب شمشاد لکھنوی کے شاگرد تھے اور پھر حضرت تسلیم مرحوم کو اپنا کلام دکھانے لگے۔

شوق ؎ اتنے ارمان ہین اے شوق ہمارے دلمین　　آرزو ڈھونڈھتی ہے راہ نکلنے کیلئے

اصلاح ؎ حسرتین بھر گئین اے شوق یہانتک دلمین　　آرزو - الخ

حسرت و ارمان کا جو نازک فرق اس اصلاح مین دکھایا گیا ہے وہ دیکھنے کی چیز ہے

حسرتین بھر گئین اے شوق یہان تک دل مین" اس "یہان تک" کی کیا تعریف ہو سکے مطلب یہ کہ حسرتین یہان تک دلین بھر گئی ہین کہ آرزو نکلنے کے لئے راہ ڈھونڈھ رہی ہے۔

شوق ؎ چمن مین کسی نے اگر پھول توڑے — تو یاد آگیا دل دکھانا کسی کا

اصلاح ؎ چمن مین جو گلچین نے کچھ پھول توڑے — تو یاد آگیا۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "کسی نے" کے "گلچین" اور "اگر" کی جگہ "کچھ" بنایا پھول توڑنے کے لئے "گلچین" کا لفظ ضروری تھا۔ (از خواجہ عشرت لکھنوی)

جناب منشی گورپرشاد صاحب قیس لکھنوی ؎

خوشی سے اس کے کہتے ہین دہان زخم بسمل کے — یہی جی چاہتا ہے چوم لین ہم ہاتھ قاتل کے

اصلاح ؎ لب گویا سے کہتے ہین دہان زخم بسمل کے — یہی جی۔ الخ

پہلے مصرع مین "لب گویا" کے ٹکڑے نے مطلع کی شان کو دوبالا کر دیا۔

قیس ؎ اے صبا سینے نہ دی کوچے مین اسکے خاک تک — اور ہوا خواہی جتاتی ہے تو مجھ برباد سے

اصلاح ؎ اے صبا۔ الخ — اور ہوا خواہی کا دم بھرتی ہے مجھ برباد سے

دوسرے مصرع مین بجائے "جتاتی ہے تو" کے "دم بھرتی ہے" بنایا۔ صبا کی مناسبت سے دم بھرنا خوب ہے اور جب مصرع اولی مین صبا کو مخاطب کیا تو مصرع ثانی مین "تو" کا لفظ بلا ضرورت تھا اس اصلاح سے یہ نقص بھی رفع ہو گیا اور مصرع مین سلاست پیدا ہو گئی۔

قیس ؎ شب فرقت مین ہوئی ہے یہ مری شکل مہیب — ملک الموت مجھے دیکھ کے ڈر جاتے ہین

اصلاح ؎ شب فرقت مین وہ صورت ہے کہ مرنا مشکل — ملک الموت۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "ہوئی ہے یہ مری شکل مہیب" کے "وہ صورت ہے کہ مرنا مشکل" ایسا معنی خیز ٹکڑا استاد نے رکھ دیا کہ جس سے شعر کا مرتبہ بہت بلند ہو گیا مصرع مین بلاغت کے علاوہ روانی بھی پیدا ہو گئی۔

قیس ؎ باسی ہو کر لطف دیتی ہے فزون وقت سحر — ہلکی ہلکی بھینی بھینی خوشبو انکے ہار کی

اصلاح ؎ باسی ہو کر اور بھی ملتی ہے پھول وقت سحر — ہلکی ہلکی۔ الخ

قیس کے پہلے مصرع کی بندش ذرا اُلجھی ہوئی تھی اُستاد تسلیم مرحوم نے اصلاح کیا دی موتی پرو دیئے۔ باسی ہوکر اور بھی ملتی ہے دل وقت سحر۔ باسی ہارون کی بو جن کے دماغون مین بسی ہوئی ہے اُن آوارگان کوچۂ اُلفت سے اس مصرع کی نزاکت اور رفعت پوچھیئے مجھے اسی مضمون کا ایک شعر اپنے کسی دوست کا یاد آگیا نام تو نہ بتاؤن گا مگر ناظرین کرام کی دلچسپی کے لئے شعر لکھے دیتا ہون۔ ملاحظہ ہو ؎

نہین معلوم کیسی بُو ہے اِن جوہی کے ہارون مین ۔۔۔ تبرک کی طرح بٹتے ہین باسی پھول یارون مین

حقیقت تو یہ ہے کہ ایسی اصلاحین دینا ایسے ہی کامل الفن اُستاد کا حصہ ہے[۱]

جناب عظمت علی صاحب حسرت لکھنوی ؎

حسرت ؎ شوق دیدار مین بیتاب ہوا جاتا ہے دل ۔۔۔ سن لیا ہو کہ پس پردہ قیامت ہو گی

اصلاح ؎ شوق دیدار نے ہلچل سی مچادی دل مین ۔۔۔ سن لیا ہو الخ

ایک لفظ "ہلچل" کا اضافہ کسقدر مناسب اور معنی خیز ہے خصوصًا قیامت کے لئے تو قیامت ہی ہے۔

حکیم سید ضامن علی جلال لکھنوی

جناب انور حسین صاحب آرزو جانشین جناب جلال لکھنوی۔

آرزو ؎ پایا نہ شائبہ بھی اُس گل کی رنگ و بو کا ۔۔۔ سبزے نے زہر کھایا لالے نے خون تھوکا

اصلاح ؎ پایا۔ الخ ۔۔۔ سبزے نے زہر اُگلا لالے نے خون تھوکا

دوسرے مصرع مین بجائے "زہر کھایا" کے "زہر اُگلا" بنایا "زہر اُگلا" اس محاورے نے مطلع کو اور بلند کر دیا۔ اب پہلے سے کس قدر ترقی ہو گئی۔

ابو الصواب مولانا رعب شاہ آبادی ؎

رنگ رُخ اُڑ کے مرا ہو گیا اُس گل کی شمیم ۔۔۔ شہرت حسن بنا راز غم افشا ہو کر

---

[۱] یہ اصلاحین خود جناب قیس نے لکھ کر مولف کو مرحمت فرمائین آپ کی اس عنایت کا دلی شکریہ۔

اصلاح سے شہرتِ حسن بنا راز غم افشا ہو کر زنگ رخ اڑ کے مرا ہوگیا اُس گل کی مہک

اُستاد نے پہلے مصرع میں بجائے ”شمیم“ کے ”مہک“ بنایا اردو کے شعر میں جہانتک اردو کا لفظ ملے اساتذہ فارسی کا لفظ نہیں آنے دیتے اسلیئے حضرت جلال نے بجائے ”شمیم“ کے ”مہک“ بنایا۔

جناب منشی ٹیکو لال صاحب عشرت جانشین جلال لکھنوی سے

جب یہ چھل بل دیکھی بھالی جائیگی کس سے پھر حالت سنبھالی جائے گی

اصلاح سے جب یہ۔ الخ کس سے پھر نیت سنبھالی جائے گی

دوسرے مصرع میں بجائے ”حالت“ کے ”نیت“ بنایا یہان نیت ہی کا لفظ نہایت مناسب تھا کیا خوب اصلاح دی۔

عشرت سے ہین غش میں جو بوسۂ گیسوئے یار سے غل ہے یہ مر گیا اثر زہر مار سے

اصلاح سے ہین غش میں جو بوئے خوش زلفِ یار سے غل ہے۔ الخ

پہلے مصرع میں ”بوسہ گیسو“ کی ”جگہ بوئے خوش“ بنا کر شعر کو درست کیا ”بوسۂ گیسو“ سے مؤلف کے کان آشنا نہیں بوئے خوش خوب بنایا۔ جل علیٰ۔

عشرت سے کھیلین گے ہم شکار ربط مدعا ضرور گچھے ہین چلائینگے گولی کباب کی

اصلاح سے کھیلین گے۔ الخ گچھے ہین لگائینگے گولی کباب کی

دوسرے مصرع میں بجائے ”چلائینگے“ کے ”لگائینگے“ بنا کر مصرع کو درست فرمایا گولی لگانا محاورہ خواص ہے۔ گولی چلانا عوام کہتے ہین۔

نوٹ:- افسوس کہ جلال مرحوم کی اصلاحین زیادہ نہ مل سکین اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ جناب آرزو نے اس کا وعدہ فرمایا تھا کہ مین استاد مرحوم کی اصلاحین منگوا دون گا مگر وہ بیچارے خود اپنی پریشانیوں مین مبتلا ہو گئے۔

منشی احمد علی شوق قدوائی

قطعۂ تاریخ

مولوی محمد حسین صاحب محوی لکھنوی ؎

کیوں نہ پامال ملال و حزن ہوں اہل وطن | صدمۂ سجد آئین پہنچا ہے اور رنج و محن

اصلاح ؎ کیوں - الخ | جو شعش رنج والم ہو کثرت رنج و محن

محوی کے دوسرے مصرع کی ترکیب "اور رنج و محن" سے خراب ہوگئی تھی اس سبب سے تھوڑا سا تصرف کرکے کس قدر چست و صاف کردیا سبحان اللہ اصلاح اسکو کہتے ہیں - ۱۱ دسمبر ۱۹۱۱ء

محوی ؎ موم ہوجاتے کڑے دل وعظ کی تاثیر سے | کچھ عجب تھا دلربا اس مرد کا طرز سخن

اصلاح ؎ موم - الخ | کچھ عجب دلکش تھا اس مرحوم کا طرز سخن

دوسرے مصرع میں تھا دلربا اس مرد کے لفظوں سے بندش خراب ہوگئی تھی اس کی جگہ تعقید مٹا کے "دلکش تھا اس مرحوم" بنا کر جان ڈال دی اب ارباب ذوق دیکھیں کہ کیا بات پیدا ہوگئی مصرع کسقدر بلند ہوگیا -

دوسرا قطعۂ تاریخ

محوی ؎ بزم عشرت ہے غم و اندوہ سے معمور آج | زخم دل میں کیوں ترقی ہے پڑا ناسور کیوں

اصلاح ؎ بزم - الخ | زخم دل کیوں بڑھ گیا ہے پڑ گیا ناسور کیوں

دوسرے مصرع میں ترقی ہے پڑا " کچھ بے جوڑ الفاظ تھے ایک ہی قسم کے صیغوں کی ضرورت تھی اور زخم کے لیئے ترقی کا لفظ بھی اچھا نہ تھا استاد نے یوں بنا دیا " زخم دل کیوں بڑھ گیا ہے پڑ گیا ناسور کیوں " اب دیکھیئے کہ علاوہ تجنیس لفظی وخطی کے کس قدر صاف مصرع ہو گیا - معانی اور بیان دونوں کی خوبیاں پیدا ہو گئیں -

محوی ؎ پرتو غم کس لیئے بھوپال پر ہے اب محیط | یہ مسلمانوں کی بستی ہو گئی بے نور کیوں

اصلاح ؎ سایۂ غم کس لیئے بھوپال پر ہے اب محیط | یہ مسلمانوں کی - الخ

"پرتو" کی جگہ پہلے مصرع مین سایہ بنایا اور یہ فرمایا کہ پرتو کا لفظ غم یا تاریکی کے لیے نہین بلکہ سایا ہونا چاہیئے روشن و نور کے لیئے پرتو اچھا ہے۔ یہ نکات کچا ننا اور بنانا حقیقتاً ایسے ہی مسلم الثبوت اُستاد کا کام ہے۔

محوی ۔ عقل و دانش نے مجھے تسکین دیکر یون کہا　　خود مجھے شکوہ ہے سن بھی اسقدر رنجور کیون

اصلاح ۔ عقل و ۔ الخ　　صبر کر اب صبر کر ہی اسقدر رنجور کیون

دوسرا مصرع کس قدر اُلجھا ہوا تھا اور لفظ شکوہ بالکل بے موقع تھا لہذا اُستاد نے مصرع بدل کر اپنے کمال اُستادی کا ثبوت دیا۔

محوی ۔ حیف دنیا سے گئے سوربقا عبد العزیز　　کھو گیا یارب وجود واعظ مشہور کیون

اصلاح ۔ حیف دنیا ۔ الخ　　ہو گیا پنہان جمال واعظ مشہور کیون

دوسرے مصرع مین "یارب" بالکل حشو تھا اور وجود کھو گیا مہمل اب اصلاح سے مصرع کی جو کچھ حالت ہوگئی ظاہر ہے سبحان اللہ

محوی ۔ دیکھو یہان مرقع عبرت ہے گل وہان　　حاصل ہی لطف باغ مرے دلکے داغ مین

اصلاح ۔ دیکھو ۔ الخ　　ہی لطف باغ میرے دل داغ داغ مین

دوسرے مصرع مین ایک آنچ کی کسر تھی پورا مطلب ادا نہ ہوا تھا۔ لہذا یون بدلا گیا۔

محوی ۔ بلبل بھی نکتہ چین ہے خدا خیر ہی کرے　　محوی غزل سرا ہی حریفون کے باغ مین

بلبل کا نکتہ چین ہونا کسی نے نہین لکھا لہذا یہ غلط تھا اور اُسے حریف قرار دینے کی کوئی وجہ نہین لہذا استاد کامل نے اس مقطع کو یون بنایا۔

رنگین بیانیون کا جمی رنگ یارب آج　　محوی ہی نغمہ سنج حریفون کے باغ مین

محوی ۔ جب سے آیا ہے ماہ ساون کا　　کیسا دلکش سمان ہے گلشن کا

اصلاح ۔ رنگ جب سے جما ہے ساون کا　　خوب دلکش سمان ہے گلشن کا

اب پہلے کی بہ نسبت شعر خوب دمرغوب ہو گیا اول مصرع مین محاورے نے کتنی خوبی پیدا کر دی۔

محوی ؎ آتے بادل کے دَل کے دَل سارے | انکے انداز ہین بہت پیارے
اصلاح ؎ آتے بادل کے دَل کے دَل کالے | جھومتے ہین یہ جیسے متوالے

اول مصرع مین "سارے" کی جگہ "کالے" بنادیا اور دوسرا مصرع اتنا بلند کردیا کہ شعر زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔

محوی ؎ زاید امید سے بھی یہ برسا | آ گئے پور یک بیک دریا
اصلاح ؎ زاید اُمید سے جو یہ برسا | ساحلون سے نکل گئے دریا

دوسرے مصرع مین "یک بیک" حشو تھا بجائے اس کے "ساحلون سے نکل گئے" کتنی پیاری اصلاح ہے۔ دوسرے مصرع کی روانی و بلندی قابل دید ہے پہلے مصرع مین بجائے "بھی" کے "جو" خوب بنایا۔

محوی ؎ اُف چلی کس غضب کی تیز ہوا | ننھا ننھا کلیجا کانپ اُٹھا
اصلاح ؎ اُف چلی - الخ | دل کچھ ایسا ڈرا کہ کانپ اُٹھا

ننھا ننھا کلیجا اس موقع پر اچھا نہ تھا۔ دوسرے مصرع کی ترمیم سے عمومیت بھی پیدا ہوگئی لطف زبان و بیان بھی نمایان ہوگیا۔ ۲۱-جولائی ۱۹۱۱ء

محوی ؎ ہوا ثابت یہ بلبل کے بیان سے | کہ گل ہین تنگ جورِ باغبان سے
اصلاح ؎ ہوا ثابت یہ بلبل کی فغان سے | کہ گل ہین - الخ

پہلے مصرع مین بجائے "بیان" کے "فغان" بنادیا حقیقت یہ ہے کہ اسی لفظ کا یہ شعر محتاج تھا اور جو بات اب پیدا ہوگئی اُس کو بیان کرنا دشوار ہے - ۲۱-اگست ۱۹۱۱ء

محوی ؎ یہ کہتا ہے ٹپک کر قطرۂ اشک | مین گم گشتہ ہون اپنے کاروان سے
اصلاح ؎ یہ کہتا ہے ٹپک کر قطرۂ اشک | کہ مین چھوٹا ہون اپنے کاروان سے

ترمیم سے اب کس قدر صحیح معنی پیدا ہو گئے اور مصرعۂ اولیٰ کو مصرعۂ ثانی سے کس قدر تناسب پیدا ہوگیا۔

محوی ؎ قیامت ہے دل مظلوم کی آہ | گزر جاتی ہے ظالم آسمان سے

اصلاح سے قیامت ہے اخ — کہان پہونچی گزر کر آسمان سے

"کہان پہونچی" کی بلاغت کی کوئی انتہا نہین اب دوسرا مصرع کس قدر بلیغ ہوگیا

محوی سے نہ دے غم مجکو عاشق ہین تمھارے — زرا آنا تو کہد و آسمان سے

اصلاح سے نہ دے صدمے تمھارے عاشقون کو — زرا آنا۔ اخ

محوی کا پہلا مصرع اچھا ہوا تھا اس کو کس خوبی سے درست فرمایا کہ اب پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے کتنا ربط پیدا ہو گیا۔ خوبی اصلاح یہ ہے کہ اب شعر کو پڑھیے تو ادا ہی لطف دے گا۔ محوی

ستمبر ۱۹۱۱ء

رباعی

اِس ہستی کا اعتبار نادان کرین — زیست ہی کیا کہ آخر کار مرین

ہمنے تو یہ عمر کھو کے سیکھا محوی — قابو ہو تو دنیا مین قدم ہی دھرین

اول شعر کے مصرع اول مین "ہستی" کی "ی" گر گئی جو فارسی لفظ ہونے کی وجہ سے جائز نہین مگر اس طرح بنانا کہ لطف شعر زیادہ اور شعر بلند پایہ ہو جائے یہ حضرت شوق ہی کا کام ہے حضرت نے یون درست فرمایا۔

اس زیست کا اعتبار نادان کرین — جینا ہے وہ کیا کہ آخر کار مرین

محوی سے کیا چرخ چنبری کا نور نظر ہے شاید — پیوند دل ہرا سکا لخت جگر ہے شاید

اصلاح سے کیا چرخ چنبری کا نور نظر کہون مین — چھوٹا سا یا قمر کا لخت جگر کہون مین

اول تو لفظ "شاید" پہلے مصرع مین اچھا نہ تھا اور دوسرا مصرع بہت اچھا ہوا اور خراب تھا اس اصلاح سے شعر اچھا خاصہ ہو گیا۔ یہ نظم "تارا" الہ آباد کے مشہور رسالہ ادیب مین چھپی ہے۔

یکم جولائی ۱۹۱۱ء

محوی سے پائی ہے مین نے تجھ مین شان کرشمہ سازی — ہے اپنے شائقون سے گرم نظارہ بازی

شائقون کا لفظ نکال کر اس شعر کو یون درست فرما کر بلند تر کر دیا اور اب پہلے سے بہت صاف و پاکیزہ ہو گیا۔ اصلاح ملاحظہ ہو۔

کیا تیری آنکھ کو ہی فکر کرشمہ سازی　　کیوں جانب زمین ہی محو نظارہ بازی

اوپر سے جو استفہامیہ اشعار چلے آرہے تھے اب اس میں بھی وہ التزام برقرار رہا پہلے نہ تھا اور بھاری بھاری الفاظ بھی نکل گئے اور اب کچھ اور ہی خوبی پیدا ہو گئی۔

محوی ۔ تو اوسپہر گردان گرم سفر نہیں ہے　　یا بام آسمان پر نقصان کوئی حسین ہے

اس شعر کے پہلے مصرع میں "سپہر گردان" اچھا نہ تھا اور "بام آسمان" کا ٹکڑا دوسرے مصرع میں، لہذا یوں بنایا گیا ۔

پُر نور تیرا رخ ہی روشن تری جبین ہے　　تارا ہی یا فضا میں رقصان کوئی حسین ہے

محوی ۔ جگنو ہی آسمان کا یا آگ کا شرارہ　　رہتا ہی رات بھر تو بے شبہ عالم آرا

اصلاح ۔ جگنوں میں تجکو سمجھوں یا آگ کا شرارہ　　رہتا ہی ۔ الخ

"آسمان کا جگنو" اول مصرع میں صحیح نہ تھا۔ لہذا اس نقص کو رفع فرما دیا اور یوں بنایا "جگنو میں تجکو سمجھوں یا آگ کا شرارا" دوسرا مصرع بدستور رکھا۔

محوی ۔ سو جاؤ پڑ کے محوی اب نیند آرہی ہے　　یہ تیرگی بھیانک ہمکو ڈرا رہی ہے

دوسرا مصرع بہت بھدا تھا اور الفاظ موٹے موٹے آ گئے تھے لہذا مصرعہ اولی کو مصرع ثانیہ قرار دیا اور پہلا مصرع یہ لکھدیا ۔

کالی گھٹا سے ظلمت دنیا پہ چھا رہی ہے

اسی نظم میں ایک شعر یہ تھا ۔

کیا دور سے نمایاں تجھ میں چمک دمک ہے　　بقعہ ہی نور کا تو یا اختر فلک سے ہے

اصلاح ۔ کیا دور سے نمایاں تیری چمک دمک ہے　　تو رونق فضا ہی تو زینت فلک ہے

اول مصرع میں "تجھ میں" کی جگہ "تیری" بنایا اور دوسرے مصرع میں "بقعہ ہے نور کا" یہ الفاظ اچھے نہ تھے مصرع کی بندش سست تھی۔ لہذا مصرع بدلکر اُس کو چست کیا۔

"نظم ادائے بے نیازی" اصلاح شدہ ۱۲۔ فروری ۱۹۱۱ء

محوی ؎ مرے دلکو بھا گئی ہے یہ ادائے بے نیازی
کہ ہو بے نیاز ہو کر تمھین پاس دلنوازی

اصلاح ؎ مرے دلکو بھا گئی ہے یہ ادا حسن دلکش
کہ ہو بے نیاز ہو کر تمھین پاس دلنوازی

پہلے مصرع مین بجائے "بے نیازی" کے "حسن دلکش" بنایا اور یہ نوٹ تحریر فرمایا کہ قطعہ مین مطلعون کے دونون مصرعون مین قافیہ ہونا معیوب نہین بلکہ نہ ہو تو بہتر تاکہ قصیدے کی شان نہ پیدا ہو۔ لہذا مصرعہ اول کا قافیہ نکالنا پڑا"

محوی ؎ جو دکھا دی اپنی صورت کہ ہے یہ بھی اک قیامت
تو نہ عاشقوں کو کھلنے شب ہجر کی درازی

اصلاح ؎ جو سحر پہ منحصر ہو رخ مہروش کا جلوہ
تو نہ۔ الخ

اول مصرع مین کہ ہے یہ بھی اک قیامت حشو اور مہمل سا تھا اور مصرع بہت ہلکا تھا۔ ترکیب بھی چست نہ تھی۔ لہذا اسکو بدل دیا۔ "جو سحر پہ منحصر ہو" اس سے دوسرے مصرع مین جان پڑ گئی اور دونون مصرعے اب دست و گریبان ہو گئے اور بندش الفاظ کسقدر پیاری رہی۔ الفاظ بھی عمدہ لائے گئے۔

محوی ؎ کوئی مر مٹے ستم کش تو جھلک نہ تم دکھاؤ
وہی دید روز محشر کی کروگے حیلہ سازی

اصلاح ؎ کوئی مر مٹے گا لیکن نہ جھلک دکھاؤ گے تم
وہی دید۔ الخ

پہلے مصرع کی بندش خراب تھی اور چست ہونے کی ضرورت تھی اور ترکیب بھی بوبی تھی۔ لہذا "کب نظر شوق اس کو بدستور رہنے دیسکتی تھی لہذا پہلے مصرع کو بدل کر صاف کر دیا۔ دیکھئے الفاظ وہی ہین مگر اب شعر مین جان آگئی اور کسقدر چست و مضبوط ہو گیا۔

یہ تمھارا آستان ہے کہ یہ دیر یہ حرم ہے
یہین جمع ہین برہمن یہین جمع ہین نمازی

اصلاح ؎ یہ تمھارا آستان ہے کہ ہے دیر بھی حرم بھی
یہین۔ الخ

پہلے مصرع کو ایک ادنے تصرف سے چست کر دیا اب کچھ ادا ہی بات پیدا ہو گئی۔

محوی ؎ کسی سنگ دل نے آہ جو سکا جو حوصلہ بڑھایا تو گرگئی نرم محوی اُسے تیری دلگدازی

اصلاح کسی سنگ دل سے جلکر جو یہی ہین گرم آہین تو گرگئی۔ الخ

اول مصرع اس مقطع کا بھی درست و چُست نہ تھا اور نہ کوئی مناسبت مصرعہ ثانیہ سے رکھتا تھا اسلیے ترمیم کیا گیا اور دوسرے مصرع سے کس قدر چسپان ہوگیا اور رعایت بھی پیدا ہوگئی۔

قطعہ تاریخ "مثنوی عاجز" اصلاح شدہ ۱۲ فروری ۱۹۱۱ء

محوی ؎ الفاظ درست بند شین چُست اندازِ بیان بھی ہے بے مثل

دوسرے مصرع کو یون بنایا "انداز بیان کا بھی ہے بے مثل" اور یہ نوٹ لکھدیا۔ نون کا اعلان "ز" کی ترکیب اضافی سے غلط ہوگیا تھا۔

محوی ؎ قصہ کا پلاٹ ہے خوش اسلوب افسانہ ہے یا پری ہے بے مثل

پہلا مصرع بالکل بے تکا تھا۔ پلاٹ کی صفت خوش اسلوب کیسے ہوسکتی ہے اس سبب سے شعر یون کردیا گیا ؎

اللہ رے شوخیِ مضامین جو لفظ ہے وہ پری ہے بے مثل

اب جس قدر ترقی اور عمدگی شعر کو حاصل ہوگئی وہ محتاج بیان نہین۔

نظم "مجمع احباب" اصلاح شدہ ۱۷ فروری ۱۹۱۱ء

محوی ؎ یا یوسیون نین اُمید اسنے دلائی مجکو ٹوٹے ہوئے دلونکی اسنے بڑہائی ہمت

دوسرے مصرع مین ٹوٹے ہوے دلون کی ہمت بڑہانا کچھ بے تکی سی بات تھی اس سبب سے تصرف کرنا پڑا اور ایسا تصرف کیا کہ مصرع زمین سے آسمان پر پہنچ گیا اور پہلے مصرع کے مقابلہ مین بہت خوب ہوگیا "مجبوریون مین اِسنے دل کی بڑہائی ہمت" اب دیکھئے کیا بات پیدا ہوگئی نکتہ رس طبیعتین ہی کچھ ان نکات کو سمجھ سکتی ہین۔

محوی ؎ برتاؤ وہ وفا کے اخلاص سے وہ ملنا
وہ دوستانہ رافت یارانہ وہ حمیت

بظاہر کوئی عیب اِس شعر مین نہین مگر پہلے مصرع کا دوسرا ٹکڑا اچھا نہ تھا اور دوسرے مصرع مین "رافت" غریب لفظ ہے اس کی جگہ ایک پاکیزہ لفظ "باتین" رکھ کر مصرع کو صاف کردیا اول مصرع کو یون بنادیا "برتاؤ وہ وفا کا وہ لطف انتہا کا" اب شعر مین کس قدر خوبی و دلکشی پیدا ہو گئی۔

محوی ؎ ہمراز تھے وہ میرے وہ ہمخیال میرے
وہ ہم سخن تھے میرے وہ میرے ہم عقیدت

اول مصرع کا دوسرا ٹکڑا خراب تھا وہان بھی "تھے" کی ضرورت تھی تاکہ اول ٹکڑے سے تقابل رہے اور خوبی پیدا ہو لہذا یون بنایا "ہم بزم تھے وہ میرے" اب اِس شعر کو یون پڑھیے ؎

ہمراز تھے وہ میرے ہم بزم تھے وہ میرے
وہ ہم سخن تھے میرے وہ میرے ہم عقیدت

محوی ؎ یہ اتحاد یارب قائم رہے ہمیشہ
ہرگز نہ منتشر ہو شیرازہ محبت

اِس شعر پر مندرجۂ ذیل نوٹ لکھکر کاٹ دیا اور اُس کی جگہ دوسرا شعر لکھدیا۔
دوستون کی جدائی سے صحبت مٹ سکتی ہے محبت نہین مٹ سکتی محبت تو ہر جگہ دلون مین رہے گی اگر محبت مٹے تو دوستی نہ تھی۔ پھر یون شعر لکھدیا ہے۔

شیرازہ ٹوٹنے سے اوراق منتشر ہین
اب وہ کہان ہین جلسے اب وہ کہان ہے صحبت

محوی ؎ فانوس شمع روشن اب ہے نہ فرش زرین
برباد ہو گیا سب سامان زیب و زینت

اصلاح ؎ شب ہے تو شمع گُل ہے دن ہے تو فرش میلا
برباد ہو گیا۔ الخ

"فانوس شمع" کچھ اچھا نہ تھا اور نہ فرش زرین کی قید مناسب تھی پہلے مصرع کی ترمیم سے یہ دونون نقص رفع ہو گئے اور شعر چست ہو گیا۔

محوی ؎ اپنے لیے انھون نے میرا برا نہ چاہا
یہ خون ہے کہ نہین یا جوہر شرافت

اصلاح ؎ اپنے لیے۔ الخ
گویا لہو نہین تھا جوہر شرافت

پہلے مصرع مین چونکہ ماضی کا صیغہ استعمال مین لایا گیا ہے لہذا ضرورت

تھی کہ دوسرے مصرع مین بھی اُس کا لحاظ رکھا جاتا۔ اس سبب سے دوسرا مصرع بدلا گیا

یہ غزل ۶ جولائی سنہ ۱۹۱۱ع کو اصلاح ہوئی اور سنہ ۱۹۱۰ع مین کہی گئی تھی۔

محوی ؎ ملک الموت مجھے مار کے کیا پائین گے — نزع مین آپ بہت بے سروسامان ہون مین

نزع مین بے سروسامانی کچھ ٹھیک نہین تھی لہذا دوسرا مصرع یون درست کیا

گیا ”نزع مین آپ ہی اک پیکرِ بے جان ہون مین“

محوی ؎ مین تڑپتا ہون دمِ نزع تو جان کہتی ہے — موت ہی آ کے نکالے گی وہ ارمان ہون مین

اصلاح ؎ مین تڑپتا ہون دمِ نزع تو کہتی ہے یہ جان — موت ہی آ۔ الخ

پہلے مصرع مین ”جان“ کے نون کا دبنا اچھا نہین۔ لہذا یون تصرف فرما دیا۔

”تو کہتی ہے یہ جان“ اب یہ نقص نکل گیا۔

یہ پرانی غزل ہے جس پر ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۱۱ع مین اصلاح ہوئی۔

محوی ؎ خواہش نہ زر کی اور نہ مطلوب جاہ ہے — درکار لطفِ یار کی ہم کو نگاہ ہے

دوسرے مصرع مین تعقید تھی جس نے مصرع کو پست کر دیا تھا اور خود مصرع بھی پست

تھا اب یون بنا دیا ”درکار ہے تو اُس کے کرم کی نگاہ ہے“ اب کچھ اور ہی خوبی پیدا

ہوگئی اور تعقید بھی نکل گئی۔

محوی ؎ رنجِ فراقِ یار بھی کربِ عظیم ہے — دل کو قلق، جگر مین خلش، لب پہ آہ ہے

اصلاح ؎ اُسکے فراق مین ہین بلا کی مصیبتین — دل کو۔ الخ

پہلے مصرع مین الفاظ غریب اور بھاری بھاری تھے جس سے مطلب پورا ادا

نہین ہوتا تھا نیز ”ہے“ کا لفظ دونون مصرعون کے آخر مین تھا اب اصلاح سے پہلا

مصرع دوسرے مصرع سے بہت ہی چسپان ہو گیا اور نہایت صاف و پاکیزہ رہا۔

غزل اصلاح شدہ ۲۲ جولائی سنہ ۱۹۱۱ع

محوی ؎ اداؤن مین ہے فتنہ خیزی کا عالم — قیامت ہے بیساختہ پن تمھارا

اصلاح ؎ دوپٹہ ہے ڈھلکا ہوا سر کھلا ہے — قیامت ہے۔ الخ

محوی کے پہلے مصرع سے بیساختہ پن ظاہر نہین ہوتا تھا۔ اُستاد نے مصرع تو نہین بدلا بلکہ بیساختہ پن کی تصویر کھینچدی۔ ورنہ پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے کوئی مناسبت نہ تھی اب اصلاح سے شعر مین بیساختہ پن اور کامل تناسب بھی پیدا ہوگیا۔

محوی ؎ شب وصل جانیکی جلدی ہی کیا ہے　　سحر ہوتے چھوڑونگا دامن تمھارا

اصلاح ؎ شب وصل کیا ایسی جانے کی جلدی　　سحر کو مین چھوڑونگا دامن تمھارا

"ہی" کو بدل کے پہلا مصرع سحر البیان حضرت شوق قدوائی نے یون بنایا

"شب وصل کیا ایسی جانے کی جلدی"

اور دوسرے مصرع مین بجائے "ہوتے" کاٹ کر "کو مین" بنادیا جس سے شعر بہت صاف ہوگیا۔

نظم گھر کی چڑیا اصلاح ۱۲ اپریل ۱۹۱۱ء

محوی ؎ ریعان حسن مین ہی سادگی عالم　　تو بھولے پن کی گویا تصویر ہے مجسم

پہلے مصرع کو یون بنایا ؎

"اِس حسن قدرتی پر یہ سادگی کا عالم"

ریعان حسن بھاری الفاظ تھے اُن کو نکال دیا اور اب مصرع بہت صاف ہوگیا۔

محوی ؎ اعضا تمام تیرے جسطرح مختصر ہین　　تجھ مین اسطرح سے اک مشت بال و پر ہین

دوسرے مصرع کو یون بنایا ؎

"یونہی ترے بدن پر اک مشت بال و پر ہین"

اب مفہوم صاف ادا ہوگیا اور چستی بھی آگئی۔

محوی ؎ ہر گھر مین تو مکین ہے ہر جا ترا مکان ہے　　دیوار و در مین تیرا چھوٹا سا آشیان ہے

اول مصرع کو یون بنا دیا "ہر سقف مین مکین تو ہر گھر ترا مکان ہے" اِس اصلاح سے اور بھی خوبی پیدا ہو گئی۔

محو ہی سہ وہ نرم نرم بازو وہ رنگ ملگجا سا — وہ چونچ تیری نازک وہ جسم ہلکا ہلکا

دوسرے مصرع مین "تیری نازک" کی جگہ "کالی کالی" بنا کر مصرع کو درست کر دیا یعنی "وہ چونچ کالی کالی وہ جسم ہلکا ہلکا"

محوی سہ صیاد تاک مین ہے پائے تو پھر نہ چھوڑے — بلی یہ گھات مین ہے گردن تری مروڑے

پہلے مصرع مین "یہ" حشو تھا لہذا یون بنایا "بلی جو تجکو پائے گردن تری مروڑے" اور اول مصرع کو دوسرا قرار دیکر یون بنایا "شکرا ابھی تاک مین ہے دیکھے تو پھر نہ چھوڑے" بلی کے مقابلے مین "صیاد" کی جگہ "شکرا" بہت عمدہ اصلاح ہے۔ اب یہ شعر یون پڑھیے۔

بلی جو تجکو پائے گردن تری مروڑے — شکرا ابھی تاک مین ہے دیکھے تو پھر نہ چھوڑے

محوی سہ بچی کو اپنے بیحد شفقت سے پالتی ہے — اسکے دہن مین دانہ تو آپ ڈالتی ہے

اصلاح سہ مان تیری تجکو بیحد شفقت سے پالتی ہے — تیرے دہن مین دانے لا لا کے ڈالتی ہے

اس اصلاح سے شعر صاف اور بندش چست ہو گئی۔

"نظم صحرا نشین" اصلاح ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

محوی سہ تیرے بیساختہ پن پہ ہزار دن بانکپن صدقے — مرے صحرا نشین پر لاکھ سکان چمن صدقے

دوسرے مصرع مین "لاکھ سکان" کے بدنما لفظون کو نکال کر "سو جوانان" رکھ دیا اور یون کر دیا "مرے صحرا نشین پر سو جوانانِ چمن صدقے" دو لفظون کے بدلنے سے شعر مین جان پڑ گئی اب دیکھیے کہ مصرع کہان سے کہان پہنچ گیا۔

محوی سہ بُری حالت بنائی ہے یہ کیون اے ہم نفس تو نے

مٹائی شان رعنائی و برنائی زبس تو نے

اصلاح :- بُری حالت بنائی ہے کیوں اے ہمنفس تونے
نہ کھایا کس لئے اپنی جوانی پر ترس تونے
"زنبس" دوسرے مصرع میں حشو تھا اور مصرع کی ترکیب و بندش بھی خراب تھی اس سبب سے مصرع کو یوں بدل دیا "نہ کھایا کس لیئے اپنی جوانی پر ترس تونے" اس اصلاح سے شعر کس قدر بلند ہو گیا - اور نقص بھی نکل گیا -

محوی :- کھلا سر ہے برہنہ پانوں ہیں اور چاک داماں ہے
غم دوری میں بیکس انتہا کا خستہ ساماں ہے
دوسرے مصرع میں "خستہ ساماں" اچھا نہ تھا - اور بندش بھی خوب نہ تھی لہذا یوں بنا کر اپنی اُستادی کا ثبوت دیا "نہ کوئی لطف کی شی ہے نہ کچھ راحت کا ساماں ہے"

محوی :- ہتیلی پر جو سر ٹپکا یہ محویت کا عالم ہے
سکوت روز و شب شاہد صدمات پیہم ہے
اول مصرع میں "سر ٹپکا" بے محل تھا لہذا بجائے اُسکے "سر رکھا" بنا دیا گیا یعنی :-

ہتیلی پر جو سر رکھا یہ محویت کا عالم ہے
سکوت روز و شب شاہد صدمات پیہم ہے

محوی :- کرے کیا کوئی جاکر دشت میں اظہار ہمدردی
کہ ہے شوریدہ سر کے سامنے بیکار ہمدردی
اول مصرع میں قافیہ ردیف کی جانب مضاف ہے اور دوسرا نہیں ہے - یہ صورت درست نہ تھی اس سبب سے دوسرا مصرع کاٹنا پڑا اور حضرت نے اس عیب کو یوں نکال دیا "سر شوریدہ اُس کا کب اُٹھائے بار ہمدردی" اب شعر یوں پڑھیئے :-

کرے کیا کوئی جاکر دشت میں اظہار ہمدردی
سر شوریدہ کب اسکا اُٹھائے بار ہمدردی

نظم "تصویر شاعر" اصلاح شدہ ۵ مئی ۱۹۱۲ء

محوی :- تیرے افکار ہیں فن دقیق سخندانی سے آلودہ
تیرے اشعار ہیں جذبات پنہانی سے آلودہ
لفظ "آلودہ" ناگوار معلوم ہوا اس سبب سے دونوں جگہ تصرف کرنا پڑا اور یوں درست فرمایا :-

تیرے افکار ہیں یا مخزن فن دقیق سخندانی
تیرے اشعار ہیں یا معدن جذبات پنہانی

شاگرد کے مضمون کو اُستاد نے اپنے الفاظ مین ادا کر دیا۔

محوی ؎ تجھے شوق سخنگوئی جنون بنکر یہان لایا — کہ تنہائی تجھے مطلوب تھی، تو خود چلا آیا

دوسرا مصرع پست تھا اُس کو کاٹ کر یہ مصرع لکھا، "اثر تجھپر کیا جوش تخیل نے فسون بنکر" اور پہلا مصرع یون کر دیا "تجھے شوق سخن گوئی یہان لایا جنون بن کر" اب اِس شعر کو یون پڑھیئے ؎

تجھے شوق سخنگوئی یہان لایا جنون بنکر — اثر تجھپر کیا جوش تخیل نے فسون بن کر

اِس اصلاح سے شعر کا عالم ہی کچھ اور ہو گیا۔

محوی ؎ کھلی صدری نے راز افشا کیا سینے کی دھڑکن کا — ترا چاکِ جگر ہے معجزہ اک شوخ چتون کا

اصلاح ؎ کھلی صدری تو پردہ کھل گیا سینے کی دھڑکن کا — ترا چاک۔ الخ

اِس اصلاح سے مصرعۂ اولیٰ نہایت بلند ہو گیا اور محاورے نے لطف جدید پیدا کر دیا "پردہ کھل گیا" یہ ٹکڑا استادانہ رکھ دیا۔ ایسی اصلاحین دینا واقعی ایسے ہی استاد ماہر فن کا حصہ ہے۔

جناب مولوی محبوب علی صاحب محبوب لکھنوی ؎

سوزش عشق نے جو آگ لگائی دلمین — ایک خونناب جگر سے بھی بجھائی نہ گئی

اصلاح ؎ سوزش۔ الخ — سیل خونناب جگر سے بھی بجھائی نہ گئی

مصرعۂ ثانی مین بجائے "ایک" کے "سیل" بنایا۔ ایک کا لفظ بلا ضرورت تھا اور سیل کی ضرورت تھی جس نے شعر مین روانی پیدا کر دی۔

محبوب ؎ خیر مقدم ہے کس مصیبت کا — خود بخود خوش جو یہ طبیعت ہے

اصلاح ؎ خیر مقدم۔ الخ — خود بخود آج خوش طبیعت ہے

مصرعۂ ثانی مین بجائے "خوش جو یہ" کے "آج خوش" بنا کر شعر کو درست فرمایا اور حشو و زوائد سے پاک کیا۔

مولوی محمد امانت رسول صاحب عشقی خلف مولانا ہدایت رسول صاحب (مرحوم)

کا مطلع تھا۔

قتل عشاق کی شہرت ہے جفا کارونمین
عید ہی عید محبت کے گنہگارونمین

اصلاح ۔ قتل عشاق ۔ الخ
عید قربان ہی محبت کے گنہگارونمین

مصرعہ ثانی مین بجاے "عید ہے عید" کے "عید قربان" بنایا چونکہ مصرعہ اولی مین قتل عشاق کا ذکر ہے اس مناسبت سے عید قربان کا ٹکڑا نہایت موزون بنایا گیا

عشقی ۔ ہو گیا حسن کے بازار مین جھرمٹ کتنا
آج چلتی نظر آتی ہی خریدارونمین

اصلاح ۔ ہو گیا حسن کے بازار مین مجمع کتنا
آج چلتی ۔ الخ

پہلے مصرع مین بجاے "جھرمٹ" کے "مجمع" بنایا حسینون کا جھرمٹ یتارونکا جھرمٹ کہتے ہین مگر "بازار مین جھرمٹ" کا یہ محل نہ تھا اس لیئے "مجمع" بنایا اور بہت خوب بنایا

عشقی ۔ یہ بھی اب تیری جوانی سے ہوا محجوب
ایک ہی تھا فلک پیر ستمگارون مین

اصلاح ۔ اسکو بھی تیری جوانی نے دکھایا نیچا
کہنہ مشق ایک فلک ہی تھا ستمگارون مین

بہت ہی خوب اصلاح دی۔

عشقی ۔ اور ہمدرد کہون عشق مین کس کو عشقی
صرف اِک دل ہی تو ہے آپکے غمخوارونمین

اصلاح ۔ اور ہمدرد ۔ الخ
صرف اِک درد ہے باقی مرے غمخوارونمین

مقطع کی شان اب پیدا ہوئی۔

عشقی ۔ نہ ٹھہرے جرم لے ظالم نگاہِ مہر اگر کرنا
تو ہم بھی خستئ الفت مین ہمپر بھی نظر کرنا

اصلاح ۔ کسی جانب نگاہ اے ستم والے تو اگر کرنا
تو ہم بھی دل لیئے بیٹھے ہین ہمپر بھی نظر کرنا

عشقی کا مطلع ذرا اُلجھا ہوا تھا اب اصلاح سے مطلع مین صفائی کے علاوہ روانی بھی پیدا ہو گئی دوسرے مصرع مین "دل لیئے بیٹھے ہین" یہ ٹکڑا اُستادی کا رکھ دیا۔

عشقی ۔ قیامت خیز منظر ہے مری بیتابی دل کا
کلیجا تھام کر رخصت ہین وقت سحر کرنا

اصلاح ۔ قیامت ہی کا منظر ہے یہ بیتابی کا منظر بھی
کلیجا ۔ الخ

مصرعہ اولی مین "یہ قیامت ہی کا منظر" بھی خوب بنایا جس سے شعر مین اثر پیدا

ہو گیا۔

عشقی ؎ کیسکی بزم محشر خیز مین جاتے تو ہو عشقی
جو کچھ افتاد پیش آئے تو ہمکو بھی خبر کرنا

اصلاح ؎ کیسکی۔ الخ
جو کچھ افتاد پڑ جائے تو ہم کو بھی خبر کرنا

افتاد کے لئے پڑنا ہی خوب ہے۔

عشقی ؎ تم گئے دل سے تو اپنا درد دلکو دیگئے
مین بہت خوش ہمن تمھارے ہجر کے آزار سے

اصلاح ؎ تم گئے۔ الخ
وصل کا پہلو بھی نکلا ہجر کے آزار سے

مصرعہ ثانی مین "وصل کا پہلو بھی نکلا" یہ ٹکڑا استادی کا رکھ دیا۔ کیونکہ درد دل کو یہان بجائے معشوق کے قرار دے کر وصل کا پہلو نکال دیا جس سے شعر مین بہت ترقی پیدا ہو گئی۔

عشقی ؎ دل تھا پہلو مین ہمارا اک جہان آرزو
خون ہو کر بہ گیا برقِ نگاہِ یار سے

اصلاح ؎ دل تھا۔ الخ
خون ہو کر جل گیا برقِ نگاہِ یار سے

برقِ نگاہِ یار سے بہ جانا ناممکن تھا جل جانا خوب اور بہت خوب ہے۔

مولوی سید خورشید علی صاحب قہر دہلوی ؎

تصور آپکا تنہائی مین ہو باعثِ تسکین
مرے خلوت کدے مین اک یہی تصویر اچھی ہے

دوسرے مصرع کو یون بنایا "مرے خلوت کدے کے واسطے تصویر اچھی ہے" اور یہ نوٹ لکھا یہی کا لفظ تو کہ رہا تھا کہ اور تصویرین بھی ہین جن مین آپ اچھی یہی تصویر ہے حالانکہ شعر سے صرف ایک تصویر کا وجود پایا جاتا ہے۔

قہر ؎ وہ خفا ہین آگ غصہ کو لگا ہی کیون دین
دیکھ کر میری طرف اب مسکرا ہی کیون دین

اول مصرع کاٹ کر یہ لکھا ؎

میل کرنا ہے تو غصے کو اڑا ہی کیون نہ دین

اور یہ نوٹ لکھا۔ آگ لگانا عورتون کا محاورہ ہے۔ یہان بالکل نازیبا صورت سے بندھا

قہر ؎ ظلمت مری قسمت کی دھبہ ہی ہو دھبہ بھی
کم شام غریبان سے نہین غم کی سحر بھی

دوسرا مصرع یون بنا دیا ؎

ہے شامِ غریبان یہ جدائی کی سحر بھی

اور یہ نوٹ لکھا غم کی سحر تو کوئی چیز نہین ہے ہان فرقت کی سحر ضرور ہے۔

شعر ؎ ہے منتظر درد مرا دل بھی جگر بھی اے ترک کماندار کوئی تیر ادھر بھی

اول مصرع کو یون کر دیا " ہے درد کا مشتاق مرا دل بھی جگر بھی " اور لکھا کہ منتظر درد ترکیب ناقص ہے۔

شعر ؎ کس طرح سناؤن دلِ بیمار کا احوال لینے دے ذرا چین مجھے دردِ جگر بھی

اول مصرع مین سے لفظ " احوال " کاٹ کر اُسکی جگہ " کچھ حال " بنا دیا اور یہ نوٹ لکھا احوال اب فصحا مین مروج نہین ہے۔

شعر ؎ ہو نہ لباس تار تار بڑھنے نہ دون جنون کو مین ضبط بھی ہو سکے مگر جوشِ بہار دیکھ کر

اول مصرع کاٹ کر یہ مصرع بنا دیا گیا ہے " دست درازی جنون دشمن پیرہن تو ہے "

اس اصلاح سے شعر کس قدر بلند اور صاف ہو گیا۔

شعر ؎ روؤن نہ کیون تباہیٔ منگیٔن دل کی حسرتین میری طرف سے آپکے دل مین غبار دیکھکر

اصلاح ؎ روؤن نہ کیون تباہیٔ پڑ گئی خاک اُمید پر اپنی طرف سے آپکے دل مین غبار دیکھکر

اور یہ نوٹ لکھا کہ پہلے مصرع مین حسرتون کا مٹنا یہان کچھ لطف نہین دیتا خاک سے غبار کا لطف بہت بڑھ گیا اور دوسرے مصرع مین یہ محل " میری " کا نہین ہے " میری " یہان خلاف محاورہ ہے۔

شعر ؎ رنج والم سہی مگر ضبط بھی کوئی چیز ہے روئے قفس مین عندلیب فصل بہار دیکھکر

اصلاح ؎ رنج قفس سہی مگر ضبط بھی کوئی چیز ہے اتنی تڑپ نہ عندلیب فصل بہار دیکھکر

دوسرے مصرع پر نوٹ تحریر فرمایا تڑپنا اور نالے کرنا تو عندلیب کے لیے ہے مگر رونا نہین ہے۔

شعر ؎ ابتو نہین تمھین مگر یاد یہ جور آئین گے مجکو خدا کے سامنے روزِ شمار دیکھ کر

آج اور کل کے لفظون نے شعر مین جو خوبی پیدا کر دی وہ محتاج بیان نہین ہے
خود اُستاد نے یہ نوٹ لکھ کر شاگرد کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ اس شعر کا مفہوم اچھا ہے۔

فہرست — پھر سکون تو کہان دلکو فراق مین مگر — اور بڑھا کچھ اضطراب نامۂ یار دیکھکر

اصلاح — رحم کی ہر امید پر پڑ گئی اوس آج پھر — اور بڑھا۔ الخ

پہلا مصرع بدل کر یہ نوٹ لکھا۔ اول مصرع مین لفظ " مگر " یہان زبان اور بول چال کے خلاف ہے۔ اول مصرع دوسرے مصرع سے الگ تھا سبحان اللہ اس اصلاح سے شعر مین ایک جان تازہ پڑ گئی۔

فہرست — مین نے مانا مین گیا دنیا سے لیکر حسرتین — تم کہو لیکن تمھارا کیا بھلا ہو جائے گا

اصلاح — جاؤنگا دنیا سے مین تو حسرتین لیکر مگر — تم کہو آخر تمھارا کیا بھلا ہو جائے گا

اس اصلاح سے شعر بہت بلند اور صاف ہو گیا اور جو خوبیان پیدا ہو گئین وہ بیان مین نہین آسکتین۔

فہرست — حیرت نے آہ منہ سے کہنے دیا نہ کچھ بھی — بیٹھے رہے ہم انکی محفل مین بے زبان سے

اول مصرع مین " حیرت نے آہ " کی جگہ " پاس ادب نے " بنا دیا جس سے شعر کا لطف دوبالا ہو گیا اور حیرت کا سبب کچھ الفاظ سے ظاہر نہ تھا، اب سبب خموشی ظاہر ہو گیا۔

فہرست — کس کی لحد پہ حسرت کرتی ہے پاسبانی — ناشاد اٹھ گیا کون افسوس اس جہان سے

اول مصرع کو یون بنا دیا ہے " کس کی لحد ہے جسپر حسرت بنی مجاور " لحد کے لئے واقعی پاسبانی کا لفظ موزون نہ تہا، " مجاور " کے لفظ نے شعر مین جان ڈال دی اُستادی کے یہی معنی ہین۔ حضرت شوق کی اُستادی مین کس کو شک ہو سکتا ہے۔

جلیل القدر نواب فصاحت جنگ بہادر حضرت جلیل جانشین حضرت امیر مینائی رح

خاکسار مولف کتاب ہٰذا۔

جدہر ان شوخ آنکھوں سے نگاہِ فتنہ زا نکلے — قیامت تک نہ اُس رستے سے اے قاتل قضا نکلے

اصلاح — جدہر ان ۔ الخ — قیامت تک اُدہر سے پھر نہ اے قاتل قضا نکلے

چونکہ پہلے مصرع مین ،، جدھر ،، کا لفظ تھا اسلیئے اُسکے مقابل مین ،، اُدھر ،، کا لفظ نہایت ہی برمحل رکھا گیا۔ صنعت تقابل کے علاوہ اب دونون مصرع برابر کے ہوگئے اور مطلع بلند کر دیا گیا۔

مولف — بہت چاہا چھپائین چوٹ الفت کی مگر ہم ہم — جگر کے چند ٹکڑے آنسوؤن مین مل کے آنکلے

اصلاح — چھپائی چوٹ الفت کی بہت پر کیا کرین اسکو — جگر کے ۔ الخ

اے سبحان اللہ کیا اصلاح دی ،، کیا کرین اسکو ،، یہ ٹکڑا کس قدر موثر ہے جس نے شعر کو دردانگیز اور باا ثر بنا دیا۔ اِس شعر کی داد ہمارے معنی فہم دوست حضرتِ محو ہی لکھنوی اِن الفاظ مین دیتے ہین۔

،، بھائی صفدر! کیا قیامت کا شعر کہا ہے تعریف کے لئے زبان اور مُنھ چاہیئے ،، یون تو اِس غزل مین ایک سے ایک بڑھکر شعر ہین مگر یہ خاص میرے مذاق کا ہے ،، دُکھا ہوا دل ۔ جلا ہوا کلیجا ۔ بَرمایا ہوا جگر بے چین طبیعت اِس کی لذت سے خوب واقف ہے اِس شعر سے آپ کے دفور غم اور پریشانیون کا حال معلوم ہوتا ہے اِس مذاق کیلئے پختگی اور بہت سی باتون کی ضرورت ہے ذوق صحیح اور مذاق سلیم ایسے ہی اشعار سے پیدا ہو سکتا ہے۔

مولف — چٹکیان لینے کی اب کرتے ہین مشق — شوخیون مین جان ڈالی جائے گی

اصلاح — چٹکیان لینے کی وہ کرتے ہین مشق — شوخیون ۔ الخ

پہلے مصرع مین ،، اب ،، کا لفظ بلا ضرورت تھا اور یہ بھی پتا نہ چلتا تھا کہ کون چٹکیان

لینے کی مشق کرتا ہے ایک لفظ "وہ" سے شعر مین روانی اور فصاحت ہی نہین پیدا ہوئی بلکہ دونون نقص رفع ہو گئے۔

مولف ۔ یہ نازکی ہو کہ تلوار تک نہین اُٹھتی　　حلال تم نے کیا اور مین حلال ہوا

صلاح ۔ یہ نازکی ہو کہ تلوار تک نہین کھنچتی　　حلال تم نے۔الخ

اُستاد نے بجاے "اُٹھتی" کے "کھنچتی" بنایا تلوار کے لئے کھنچنا ہی زیادہ مناسب ہے، اس اصلاح سے جو لطف آیا ہے وہ بیان مین نہین آسکتا۔

مولف ۔ جو مین نے چوم لیا منھ بہت ہی شرمائے　　خطا مری تھی تھین مفت انفعال ہوا

صلاح ۔ جو مین نے۔الخ　　خطا مری تھی انھین مفت انفعال ہوا

دوسرے مصرع مین بجائے "تھین" کے "انھین" بنایا چونکہ مصرع اولیٰ مین معشوق سے خطاب نہین بلکہ ایک واقعہ کا بیان عام طور سے کیا جاتا ہے اس لیئے اُستاد نے انھین بنا کر شعر مین ایک حسن پیدا کر دیا۔

مولف ۔ ادا پرستے کی یہ بھی کوئی ادا سفاک تھی شتابی　　بھلا کیون ناوک مژگان جگر کے پار ہو جاتا

صلاح ۔ مرے سفاک یہ بھی اک ادا پردہ داری ہے　　بھلا۔الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے انداز بیان۔ بندش۔ صفائی مصرع کی چستی ملاحظہ فرمایئے مضمون وہی ہے مگر لفظون کے الٹ پھیر نے ایک خاص لطف پیدا کر دیا۔ اصلاح اسی کو کہتے ہین۔

مولف ۔ ادا سمجھ کے وہ دامن سے منھ چھپاتے ہین　　حجاب ہے جو یہی تو حجاب کیا ہوگا

صلاح ۔ ادا سمجھ کے وہ آنچل سے منھ چھپاتے ہین　　حجاب ہے۔الخ

پہلے مصرع مین بجاے "دامن" کے "آنچل" بنایا۔ اب حقیقت مین ادا ادا ہو گئی اس اصلاح مین اُستاد کامل نے آنچل اور دامن مین جو نازک فرق دکھایا وہ دیکھنے کی چیز ہے۔ دامن سے منھ چھپاتے ہین گو مفہوم ادا ہو جاتا ہے مگر آنچل سے منھ چھپانے مین ایک خاص ادا پیدا ہو گئی وہ کچھ انھین دل گرفتون کے دل سے پوچھیئے جن پر

کبھی ایسا وقت گزر چکا ہے۔

مولف ؎ اِدھر ہم سے زرا آنکھین ملاؤ — نگاہِ ناز کیا تاب آئل نہین ہے

اصلاح ؎ اِدھر دیکھو سُوئے خنجر نہ دیکھو — نگاہِ ناز۔ الخ

اِس اصلاح کا کیا کہنا مصرعہ اولی کی ترمیم سے شعر مین معنوی خوبیون کے علاوہ ایک بانکپن پیدا ہو گیا ،، سوئے خنجر نہ دیکھو،، یہ ٹکڑا اُستادانہ رکھ دیا۔ ہائے معشوق سے خطاب اور کس لطف سے اِس مصرع کی کیا تعریف ہو سکے۔ ارے توبہ ،، ادھر دیکھو سُوئے خنجر دیکھو حضرت کی معنی فہمی اور وسیع النظری کے ثبوت مین بس یہی ایک اصلاح کافی ہے۔ اہل نظر زرا غور سے دیکھین اور داد دین۔

مولف ؎ آنکھون سے دیکھکر کوئی محفل مین رہگیا — کانٹا سا اک کھٹک کے مرے دل مین رہگیا

اصلاح ؎ وہ دیکھکر کنکھیون سے محفل مین رہگیا — کانٹا۔ الخ

کنکھیون سے دیکھنا ایک خاص ادا ہے خصوصًا بھری محفل مین گو آنکھون سے دیکھنا بھی غلط نہ تھا مگر کنکھیون سے اچھا خاصہ کانٹا بن گیا جو دل عاشق مین کھٹک کر رہ گیا۔

مولف ؎ سمجھنے والے اسکو ماجرائے درد دل سمجھے — نظر آئے جو قطرے خون کے کچھ نوکِ مژگان پہ

اصلاح ؎ سمجھنے والے رودادِ دلِ بسمل اسے سمجھے — نظر آئے۔ الخ

اس اصلاح سے شعر مین جو گنا حسن بڑھ گیا اب یہ شعر رنگ مینائی مین ڈوبا ہوا نظر آتا ہے کیونکہ مصرعہ ثانی یون ہے کہ

نظر آئے جو قطرے خون کے کچھ نوکِ مژگان پہ

اِس کی مناسبت سے ،، رودادِ دلِ بسمل ،، ہی مناسب تھا۔ سبحان اللہ کیا اصلاح دی ہے۔

مولف ؎ کون کہتا ہے اسے ناز و ادا آتی نہین — مین قضا پر جان دیتا ہون قضا آتی نہین

اصلاح ؎ کون کہتا ہے اسے تیر ادا آتی نہین — مین قضا۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے ,,ناز،، کے ,,تری،، بنایا اصل مصرع مین ناز کا لفظ بلا ضرورت تھا صرف ایک لفظ کی ترمیم سے مطلع کس قدر بلند ہو گیا۔ اصلاح اسی کا نام ہے۔

مولف ؎ نالہ وآہ پہ ظالم کو ہنسی آتی ہے بجلیان ٹوٹ رہی ہین مرے غمخوارون پر

اصلاح ؎ نالہ وآہ پہ انکو تو ہنسی آتی ہے بجلیان۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے ,,ظالم کو،، ,,ان کو تو،، بنایا جس سے لطف زبان کتنا بڑھ گیا اور مصرع مین روانی پیدا ہو گئی۔ اس ,,تو،، کی کیا تعریف ہو سکے اس موقع پر بغیر ,,تو،، کے مصرعہ ثانی کا صحیح مفہوم ادا نہو سکتا تھا۔ اصل شعر کے بعد اصلاح کو پڑھ کر لطف اندوز ہو جیئے۔

مولف ؎ پھول کس باغ کے ہین تو بتا دے اے گل کہ نظر پڑتی ہو رضوان کی ترے ہارون پر

اصلاح ؎ کہہ تو اے حور لقا پھول ہین کس گلشن کے کہ نظر۔ الخ

رضوان کی مناسبت سے پہلے مصرع مین ,,حور لقا،، بنایا مضمون وہی ہے مگر صرف لفظون کی ترمیم سے شعر مین ایک حسن پیدا ہو گیا۔

مولف ؎ بارہا لوٹ گئی آکے اجل بالین سے رحم آیا نہ اسے بھی ترے بیمارون پر

اصلاح ؎ بارہا پھر گئی آآکے اجل بالین سے رحم آیا۔ الخ

اصل مصرع مین ,,لوٹ گئی،، غیر فصیح تھا اسلیئے بجاے اُسکے اُستاد نے ,,پھر گئی،، بنایا۔ بارہا اجل کے آنے کا ثبوت ,,آآ،، کے سے پیدا ہو گیا۔ اِس اصلاح سے شعر مین بےتی اور روانی ہی نہین پیدا ہوئی بلکہ بیمار کی نازک حالت کا پتہ چل گیا۔ بلاغت اسے کہتے ہین اللہ اللہ کیا اصلاح دی۔

مولف ؎ چلین گے جام جب آئیگا بزم مین ساقی تمھاری آنکھ تو توبہ شکن ابھی سے ہے

اصلاح ؎ بھرینگے مے سے پیالے جب آئیگا ساقی تمھاری۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین ایک کیفیت پیدا ہو گئی۔ پیالہ مشبہ ہے اور آنکھ مشبہ بہ ہے ان دونون نے مل کر شعر کو پُر کیفیت بنا دیا اور پہلے سے چوگنا حسن بڑھ گیا۔

شعر مندرجۂ ذیل پر گو کوئی اصلاح نہین ہے مگر اُستاد کا ایک نوٹ ایسا ہی

جسے اگرچہ "مشاطۂ سخن" سے کوئی تعلق نہین مگر مولف کے لئے باعث فخر ہے اس لئے مقطع معہ نوٹ درج ذیل ہے۔

مولف ۔ چن چن کے پھول لائے ہین باغ جلیل سے　　صفدر عروس نظم کا زیور بنائین گے

اس مقطع پر حضرت نے یہ نوٹ تحریر فرمایا "بجائے جلیل کے اگر امیر ہوتا تو مین اور زیادہ خوش ہوتا" اللہ اللہ کیا استادانہ داد ہے۔ مولف کے لئے عمر بھر فخر کرنے کو یہ ایک فقرہ کافی ہے۔

مولف ۔ بیساختہ صفدر نے یہ تاریخ لکھی آج　　جو لفظ ہے دیوان کا وہ جان سخن ہے

اصلاح ۔ تاریخ بھی کیا خوب لکھی آپ نے صفدر　　جو لفظ ہے۔ الخ　　۱۹۱۶ء

پہلے مصرع مین یہ "اور" "آج" زائد تھے۔ اس لئے مصرع ترمیم کیا گیا مصرعۂ تاریخ پر جو نوٹ تحریر فرمایا وہ یہ ہے "آپ نے تاریخ "جان سخن" کی ایسی بے مثل کہی کہ جس کی داد نہین دی جاسکتی۔ بہت جی خوش ہوا۔ بارک اللہ

مولوی عبدالغفور صاحب شہرؔ استھانوی بہاری ۔

آتش الفت مین جل بھن کر ہوئے دونون تباہ　　شمع روتی ہی رہی پروانہ جلتا ہی رہا

اصلاح ۔ آتش الفت نے دونونکو نہ دم لینے دیا　　شمع روتی۔ الخ

اصل شعر مین جل بھن کر کا ٹکڑا اس وجہ سے صحیح نہ تھا کہ دوسرے مصرع مین "شمع روتی ہی رہی" کہا گیا ہے۔ گو اس کا رونا بغیر جلے ہوئے ناممکن ہے تاہم اسمین تعقید ضرور تھی "دونون کو نہ دم لینے دیا" اس کی جگہ پر نہایت موزون ہوا علاوہ اس کے پہلے مصرع مین جو ثقالت تھی وہ رفع ہوگئی اور بندش نہایت چست اور شعر مین صفائی اور روانی بڑھ گئی۔

شہرؔ ۔ اے دل بیتاب تجھکو کچھ خبر بھی آگئی ہے　　آگے وہ پھر بھی گئے اور تو سنبھلتا ہی رہا

اصلاح ۔ اے دل۔ الخ　　آکے وہ جا بھی چکے اور تو سنبھلتا ہی رہا

دوسرے مصرع مین بجائے "پھر بھی گئے" کے "جا بھی چکے" بنایا "پھر بھی گئے"

کی جگہ "جا بھی چکے" زیادہ فصیح ہے اور آنے کے مقابل مین جانا بہ نسبت پھر جانے کے علاوہ تقابل کے زیادہ موزون ہے۔

شعر :- کون ساقی بزم آرا ہی کہ ہر گلشن کا پھول ۔ اپنے ہاتھو مین لئے ساغر نکلتا ہی ہا

اصلاح :- کون ساقی - الخ ۔ دست نازک مین لئے ساغر نکلتا ہی ہا

دوسرے مصرع مین بجائے "اپنے ہاتھون" کے "دست نازک" بنایا۔ پھول کی صفت نازک ہونا چاہئے اسلئے دست نازک کسقدر مناسب حال ہے۔ علاوہ اس کے کون ساقی بزم آرا ہے۔ اس ٹکڑے کے لحاظ سے اِس مین یہ معنی بھی پیدا ہو گئے کہ وہ ساقی کیسا ہوگا درحقیقت ذرا سے تغیر و تبدل سے ایسی خوبیونکا پیدا کرنا ایسے ہی جلیل القدر اُستاد کا کام ہے۔

شعر :- کیون در کو ترے چھوڑ کے جاؤن بہانےسے ۔ مجنون کیطرح عشق مین وحشت تو نہین ہے

اصلاح :- کیون در کو ترے چھوڑ کے صحرا کو مین جاؤن ۔ مجنون کیطرح کچھ مجھے وحشت تو نہین ہے

اِس شعر کی اصلاح کا کیا کہنا جو بات پیدا ہو گئی ہے وہ صاحب مذاق سلیم خوب سمجھ سکتے ہین زیادہ محتاج تشریح نہین اس کی خوبیان ظاہر ہین۔

شعر :- غم مین رہنے دو مبتلا کر کے ۔ درد بڑھ جائے گا دوا کر کے

اصلاح :- غم مین - الخ ۔ کیا بنا لو گے تم دوا کر کے

دوسرے مصرع مین بجائے "درد بڑھ جائے گا" کے "کیا بنا لو گے" بنایا۔ کیا بنا لو گے نے اِس شعر مین جو بلاغت پیدا کر دی اُس کا اظہار لفظون مین ناممکن ہے صاحب ذوق سلیم خود سمجھ سکتے ہین۔

شعر :- کس کو معلوم تھا محبت مین ۔ ہونگے آزردہ ہم وفا کر کے

اصلاح :- کس کو - الخ ۔ ہونگے شرمندہ ہم وفا کر کے

دوسرے مصرع مین بجائے "آزردہ" کے "شرمندہ" بنایا۔ شرمندہ نے اس شعر مین جان ڈال دی محبت مین کوئی آزردہ نہین ہوتا۔ عاشق کا کام محبت کرنا ہے۔

محبت سے آزردگی کیون ہونے لگی۔

شعر ؎ کھینچتے کیون ہو میان سے خنجر — دیکھ لو یہ بھی حوصلہ کر کے

اصلاح ؎ کیون دکھاتے ہو دور سے تلوار — دیکھ لو یہ۔ الخ

اصل شعر سے معلوم ہوتا تھا کہ میان سے خنجر کھینچنے کا حوصلہ ہے حالانکہ قاتل کا یہ مقصد نہین تھا جب دور سے تلوار دکھانا ظاہر کیا گیا اور اُسکے ساتھ کیون تو اس سے یہ بات پیدا ہو گئی کہ قتل کرنے کا جو حوصلہ ہے وہ حوصلہ بھی نکال ڈالو اور شعر کا اصل مفہوم اِس اصلاح سے اب ادا ہوا اِس مختصر زمین مین اس اختصار کے ساتھ اصل مفہوم کو ادا کرنے سے اُستادی کی اُستادی معلوم ہوتی ہے۔

شعر ؎ چھپے گا ہم سے کیا محشر مین قاتل — شہادت دینگی یہ چھینٹین لہو کی

اصلاح ؎ کہان جائے گا بچکر ہم سے قاتل — شہادت۔ الخ

اِس اصلاح نے تعمیم کر دی جس سے معانی کی وسعت بڑھ گئی۔

شعر ؎ مین کیا کہون کہ کیا نگہ شوخ یار ہے — کوئی شہید ناز کوئی دل فگار ہے

اصلاح ؎ مین کیا۔ الخ — کوئی جگر فگار کوئی دل فگار ہے

شہیدِ ناز کے کہنے سے نگاہ ناز کی خصوصیت نہ رہتی اس لئے بجائے اُسکے جگر فگار بنایا۔

شعر ؎ دل بھی گیا جگر بھی گیا داغ رہ گیا — اُس مرمٹے کی ایک یہی یادگار ہے

اصلاح ؎ دل۔ الخ — مجھ مرمٹے کی ایک یہی یادگار ہے

دوسرے مصرع مین بجائے ”اُس“ کے ”مجھ“ بنایا جس سے شعر کے معنی واضح ہو گئے۔

شعر ؎ وہ آتا ہے تو عجب سب کا حال ہوتا ہے — چمن مین دیکھئے جس کو نہال ہوتا ہے

اصلاح ؎ وہ آتے ہین تو خوشی سے یہ حال ہوتا ہے — چمن۔ الخ

اس شعر کی اصلاح بھی ظاہر ہے کہ اُن کے آنے کی خوشی مین جس کو دیکھئے نہال

ہوتا ہے بخلاف اسکے اصل شعر مین اُس کے آنے سے پہلے یہ ظاہر کیا گیا کہ سب کا عجب حال ہوتا ہے پھر دوسرے مصرع مین یہ دکھایا گیا کہ چمن مین جس کو دیکھے نہال ہوتا ہے جس مین کسیقدر بھونڈا پن تھا اس کو اصلاح نے رفع کر دیا۔

شعر ؎ اُٹھ گئے جب وہ میرے پہلو سے　　درد اُٹھکر شریک حال ہوا

اصلاح ؎ میرے پہلو مین جب وہ بیٹھے　　درد۔ الخ

اِس اصلاح مین بھی ایک خفیف تغیر و تبدل سے جو لطف پیدا ہو گیا ہے اسکو ارباب نظر خوب سمجھ سکتے ہین اصل شعر مین دونون مصرعون مین دو "اُٹھنے" کا لفظ ثقل پیدا کرتا تھا۔ اسی کو جب نہ وہ بیٹھے کے ساتھ کہا گیا تو اسمین ایک معنوی خوبی پیدا ہو گئی۔ چونکہ دوسرے مصرع مین درد کے اُٹھنے کا ذکر کیا گیا اسلئے پہلے مصرع مین کہا گیا کہ میرے پہلو مین جب نہ وہ بیٹھے۔ اب اسکی معنوی خوبیون پر غور فرمائیے۔

شعر ؎ (نعتیہ)

حُسن یوسف سے کچھ نہین تشبیہ　　تو زمانے مین بے مثال ہوا

اصلاح ؎ حسن یوسف سے تجھکو کیا نسبت　　تو زمانے مین۔ الخ

اصلاح مین حسن محبوب خدا کے سامنے حسن یوسف کی اہمیت اور عظمت کچھ نہین سمجھی گئی اور اس کو کس خوبی سے ادا کیا گیا صل علیٰ

شعر ؎ پاس اپنے کیا ہی اب تیغ ابروئے صنم　　مدتین گزرین کہ دلکو نذر پیکان کر چکے

اصلاح ؎ پاس اپنے۔ الخ　　ایک دل تھا اسکو نذر تیر مژگان کر چکے

اِس شعر کی اصلاح بھی استادی سے خالی نہین کیونکہ پہلے مصرع مین یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اب ہمارے پاس کچھ بھی نہین ہے اور پھر دوسرے مصرع مین یہ کہا جاتا ہے کہ مدتین گزرین کہ دل کو نذر پیکان کر چکے اِس سے یہ قطعاً ظاہر نہین ہوتا کہ اب ہمارے پاس کچھ بھی نہین ہے بخلاف اس کے جب یہ کہا گیا کہ ایک دل تھا اس کو نذر تیر مژگان کر چکے تو معلوم ہوا کہ واقعی اب کچھ بھی نہین رہا اور پہلے مصرع مین جو دعوی کیا

گیا تھا اُس کا ثبوت قوی دوسرے مصرع سے پیدا ہو گیا۔

شعر ؎ اسپر مرتا ہون کہ لذت رہے باقی قاتل — زخم دل شور تبسم سے نمکدان ہو جائے

اصلاح ؎ مین وہ بسمل ہون کہ ہے مجکو تمنا قاتل — زخم دل ۔ الخ

اصل شعر کے پہلے مصرع سے یہ ظاہر نہین ہوتا تھا کہ کس چیز مین لذت باقی رہے اور دوسرے مصرع سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ زخم دل کو شور تبسم سے نمکدان ہونے کی آرزو ہے پہلے مصرع کی ترمیم سے یہ نقص رفع ہو گیا۔

شعر ؎ ذرا غمزے سے اپنے پوچھ لینا — ادا تیری اگر قاتل نہین ہے

اصلاح ؎ کیا ہے خون کس نے حسرتون کا — ادا تیری ۔ الخ

اس شعر مین اصلاح سے جو بلاغت پیدا ہو گئی وہ تعریف سے بالاتر ہے اس کی مزید توضیح یون ہے اُس کی ادا کے سوا کوئی اور دوسری چیز قاتل نہین ہو سکتی اسکو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ اگر تیری ادا قاتل نہین ہے تو میری حسرتون کا خون کس نے کیا ہے اور یہ واقعہ ہے کہ خون حسرتون کا ہوا ہے۔ لہذا ضرور ہے کہ تیری ادا قاتل ہے ایسے وسیع مضمون کو ان چھوٹے چھوٹے مصرعون مین ادا کرنا کمال اُستادی کی دلیل ہے اور پھر اصلاح سے جو خاص لطف پیدا ہو گیا وہ اہل نظر دیکھ سکتے ہین۔

اس شعر کو پھر پڑھیئے اللہ اللہ ؎

کیا ہے خون کس نے حسرتون کا

ادا تیری اگر قاتل نہین ہے

قاتل کا قافیہ اس سے بہتر آنا دشوار ہے۔
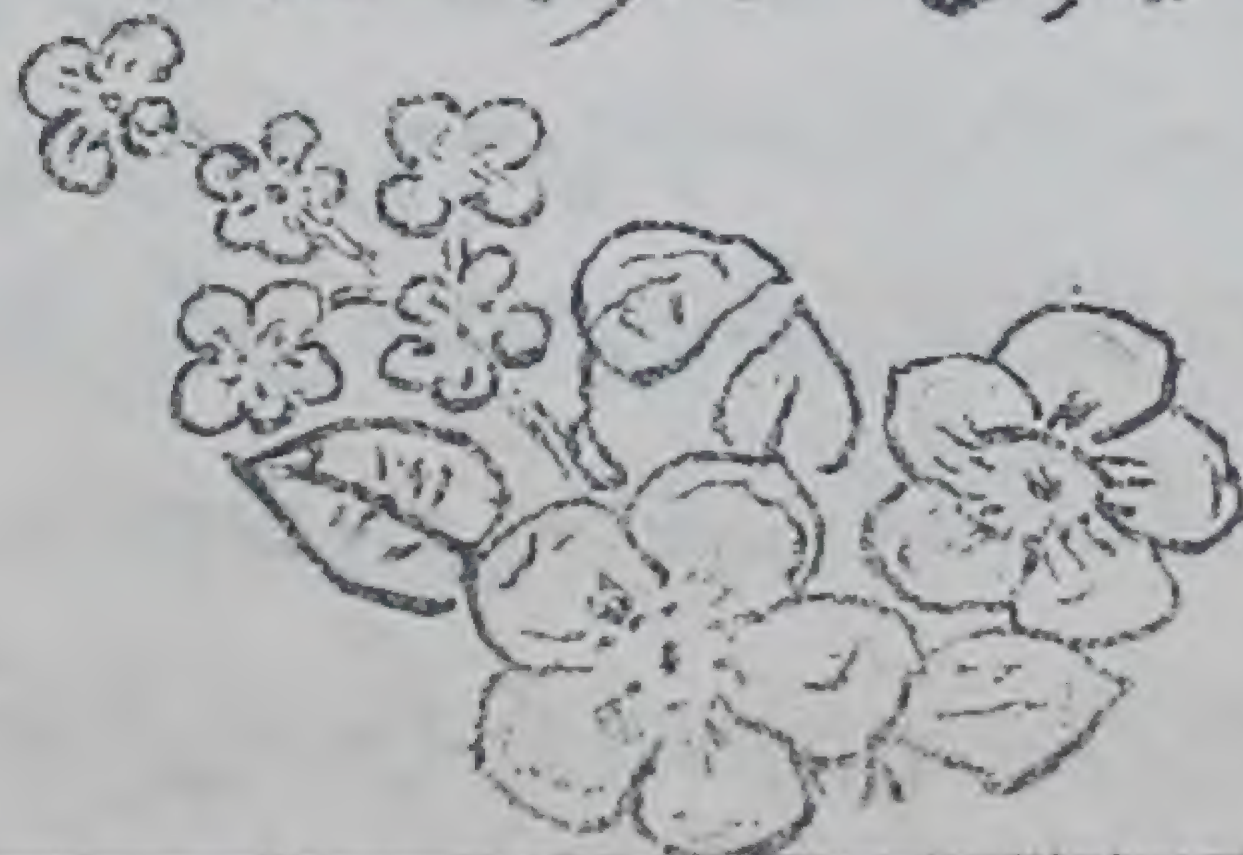
ابو العلا حکیم سعید احمد ناطق لکھنوی

منشی عبد الشکور صاحب شاکر کانپوری ؎

یہان تو جان بھی کام آگئی عبارت مین — وہان اشارون مین بھی سوال ہوتا ہے

اصلاح ؎ یہان تو روح بھی کام آگئی عبارت مین — وہان۔ الخ

جان بھی بیکام نہین مگر روحانیت کا تصرف بہ نسبت جان کے روح مین زیادہ ہے

حافظ عبد العلی صاحب عزیز لکھنوی ؎

نور آنکھو مین ہی روشن آتش غم دلمین ہے — کوئی دیکھے تو تجلی اُسکی ہر محفل مین ہے

اصلاح ؎ روشنی ہر آنکھ مین ہے نور ہر اک دل مین ہے — کوئی۔ الخ

اِس کا عکس اس سے فصیح ہے۔ آنکھ کے واسطے روشنی اور دل کے واسطے نور زیادہ صحیح ہے۔

شیخ احمد حسین صاحب احمد مرادآبادی ؎

غم کہان اِس عشق مین لیکن سلیقہ چاہئے — اپنی یکجہتی سے مین نے غیر کو اپنا کیا

یکجہتی سے کنارہ کش ہو یکسوئی پیدا کرو دوسرے مصرع کو یون بنا دو۔

اپنی یکسوئی سے مین نے غیر کو اپنا کیا

منشی احمد علیخان صاحب سالک کانپوری ؎

اُڑتے دیکھے جو ہوا مین ذرے دِلکی خاک کے — میری وحشت سے ہر اک صحرا نے اندیشہ کیا

ذراتِ خاک بنکر دل کا ہوا مین صرف اُڑنا صحرا کے متاثر ہونے کے لئے کافی نہین اور کچھ نہین تو یون ہی سہی۔

اُڑتے دیکھے یون ہوا مین ذرے دلکی خاک کے — میری وحشت سے ہر اک صحرا نے اندیشہ کیا

حاجی محمد یوسف صاحب شوق لکھنوی ؎

عشق احمد مژدہ دیلکے حق مین ہے جان آفرین — اُستن حنانہ غم مین آپکے رو دیا کیا

جس کو عشق ہے اُس کا مردہ دل ہونا غضب ہے۔ اور صرف نام بغیر القاب نعت مین سوء ادب ہے لہذا پہلا مصرع یون بنادو ؎

عشقِ آنحضرت ہے بیجان کے لیئے جان آفرین   اُستنِ حنانہ غم مین آپ کے رویا کیا

جناب ضیا اکبر آبادی تلمیذ حضرت امیر مینائی ؎

دی مؤذن نے اذان ناقوس نے نالہ کیا   تیری روپوشی نے تجکو دہر مین رسوا کیا

اصلاح ؎ دی موذن - الخ   تیری روپوشی نے تجکو خلق مین سوا کیا

دوسرے مصرع مین بجائے "دہر" کے "خلق" بنایا جس سے مصرع مین صفائی پیدا ہوگئی۔

حکیم عارف برادر حضرت ناطق ؎

کشتگانِ عشق مین تکمیل اس کا نام ہے   قتل مین ہوتا رہا وہ سامنے دیکھا کیا

تکمیل اگرچہ ناقص نہین مگر عروج کی کمی ہے اور اس مین تعمیم ہے اور یہان تخصیص ضروری ہے لہذا یون کہو ؎

کشتگانِ عشق مین معراج اس کا نام ہے   قتل مین ہوتا رہا وہ سامنے دیکھا کیا

عارف ؎ ظاہر آخر نور باطن کے لیئے مردہ کیا   خاک ہو کر پاک ہم نے دل کا آئینہ کیا

اگرچہ نور باطن کے لیئے ظاہر کا مردہ ہونا ظاہر ہے مگر بندش مین اُلجھ گیا ہے اور مناسبات ظاہری و باطنی کی بھی کمی ہے لہذا یون بنادو۔

روح کی کرلی صفائی روح کو کشتہ کیا   خاک ہو کر پاک ہم نے دل کا آئینہ کیا

عارف ؎ جلوہ گہ سے لائے خلوت مین دلِ ناچیز کو   آرسی کا دل بڑھا کر ہم نے آئینہ کیا

آرسی ناچیز نہین بلکہ دیکھنے کی چیز ہے لہذا یون ہونا چاہیئے۔

جلوہ گہ سے لاے خلوت مین دل کم مایہ کو   آرسی کا دل بڑھا کر دل کو آئینہ کیا

قاری عظمت علی صاحب مضطر کان پوری ؎

بیکسی کا لطف جو تھا ہاے وہ جاتا رہا   چھا گئی تربت پہ اے حسرت یہ تو نے کیا کیا

نہ تاثیر بیان نہ تربت کا کوئی نشان یون بدل دو تو بہتر ہے ؎

بیکسی کا کچھ اثر تھا خاک مین وہ بھی ملا　　چھا گئی تربت پہ اے حسرت یہ تونے کیا کیا

محمد شفیع صاحب سلیم صفی پوری ؎

راز الفت کب چھپائے سے چھپا ہو خلق مین　　شمع کا فانوس نے محفل مین کب پردا کیا

رازِ الفت کو اگر شمع مان بھی لین جس مین کوئی ظاہری وجہ شبہ نہین تو خلق کو

فانوس سمجھین یا محفل مصرع اولیٰ قابل ترمیم ہے ؎

صاف دل کیونکر چھپا ئین سوز عشق احباب سے　　شمع کا فانوس نے محفل مین کب پردا کیا

جناب نصیر کان پوری ؎

لائق عبرت نہ تھا اسپر بھی میرا حال زار　　شمع کے مانند مین جبتک جیا رویا کیا

نشست الفاظ نادرست اور بندش سست اسطرح بنائیے ؎

لائق عبرت نہ ٹھہرا پھر بھی بزم دہر مین　　گو کہ مثل شمع مین جبتک جیا رویا کیا

جناب ادیب برادر حضرت ناطق ؎

یون ہی اے بت غیر سے تجکو بھی چھپنا چاہئے　　دیدۂ عالم سے حق نے جس طرح پردا کیا

عالم مین دیدۂ ظاہر و باطن دونون ہین اور نور باطن مشاہدہ کے لئے کافی ہے

لہٰذا مصرعۂ ثانی اس طرح کہو ؎

چشم ظاہر سے خدا نے جس طرح پردا کیا

جناب شیدا صفی پوری ؎

کیا بلائین تھین افسوس دم بازپسین　　اب وہ آئین بھی تو ہم کب ہین ٹھہرنیوالے

افسوس بیموقع اور دم واپسین کو بھی واپس لیجئے۔ یون کہئے ؎

کیا بلائین تھین جب وقت یہان آپہنچا　　اب وہ آئین بھی تو ہم کب ہین ٹھہرنیوالے

جناب شیخو دعلی گڈھ کالج ؎

ہے آغاز محبت خوگر فریاد ہو جانا　　اور انجام محبت مٹ کے بس برباد ہو جانا

محبت کی تکرار اور بس - بالکل بیکار دوسرے مصرع کو اس طرح ترمیم کیجیے -

اور اس فریاد کا انجام ہے برباد ہو جانا

بیخود ع ہے دعوائے غلط ثابت قدم رہنا محبت مین کہ نا ممکن ہی ہر انسان کا فرہاد ہو جانا

اگر یہ مضمون اپنے متعلق ہے تو افسوس کی جگہ ہے پہلے مصرع کو یون بنایئے ،، ہے دعوائے غلط ثابت قدم رہنا رقیبون کا - اور دوسرے مصرع کا بھی ایک لفظ یون بدل لیجئے - کہ نا ممکن ہے ہر مزدور کا فرہاد ہو جانا -

بابو فقیر احمد صاحب تسلیم کان پوری ع

حشر مین یاد دلائینگے تجھے وعدۂ وصل زندہ ہونگے نہ کبھی کیا ترے مرنیوالے

اصلاح ع حشر مین یاد دلائینگے تجھے وعدہ قتل زندہ - الخ

پہلے مصرع مین بجائے ،، وصل ،، کے ،، قتل ،، بنا کر شعر مین جان ڈال دی -

منشی حشمت علی صاحب برق لکھنوی ع

گذری اے شمع مری عمر یونہی ایک شب بھی تری گزر نہ ہوئی

اصلاح ع کی بسر مین نے یونہی ساری عمر شمع سے ایک شب بسر نہ ہوئی

مضمون وہی الفاظ بھی قریب قریب وہی ہین مگر لفظون کی الٹ پھیر نے شعر کو کس قدر فصیح اور مضمون کو کتنا روشن کر دیا حکیم الشعرا حضرت ناطق کی ایک ایک اصلاح سبق آموز ہے اور جن اشعار پر نوٹ لکھے ہین وہ دیکھنے کی چیز ہین -

سیّد ریاض احمد ریاض

منشی سلطان احمد صاحب واقف بسوانی ؎

مزہ ہو آئیں وہ کچھ دن چڑھاکے محشر میں کچھ اہل حشر کو بھی لطف انتظار آئے

لسان الملک حضرت ریاض نے یوں بنایا ؎

مزہ ہو آئیں ذرا دن چڑھاکے محشر میں کچھ اہل حشر کو۔ الخ

واقف کے دونوں مصرعوں میں "کچھ" کی تکرار کانوں کو بھلی نہ معلوم ہوتی تھی اسلیے مصرعہ اولیٰ میں "ذرا" بنایا اِس "ذرا" نے شعر میں کس قدر ترقی پیدا کر دی اب یہ شعر زبان کے سانچے میں ڈھل کر قیامت ڈھا رہا ہے۔

واقف ؎ خمار آنکھوں میں دل میں لئے غبار آئے بنے تھے مست مگر کتنے ہوشیار آئے

اصلاح ؎ خمار۔ الخ وہ مست آئے مگر کتنے ہوشیار آئے

دوسرے مصرع میں بجائے "بنے تھے مست" کے "وہ مست آئے" بنایا اِس "آئے" کی تکرار نے مطلع میں خاص لطف پیدا کر دیا یہی وہ تکرار ہے جسے بحر فصاحت کی لہریں اور ہوائے حسرت کی موجیں کہنا چاہیئے۔

واقف ؎ خرام ناز سے پوچھو کدہر وہ جائیں گے چمن میں آئے کہ دل میں کہاں بہار آئے

اصلاح ؎ خرام ناز بتادے کدہر وہ جائیں گے چمن میں۔ الخ

پہلے مصرع میں "خرام ناز سے پوچھو" کی جگہ "خرام ناز بتادے" بنایا "خرام ناز سے پوچھو" اس سے صحیح مفہوم ادا نہ ہوتا تھا "خرام ناز بتادے" یہ ٹکڑا اُستاد کامل نے استاد انہ رکھ دیا۔ اے سبحان اللہ۔

مولف ؎ نظر آیا اُسے کثرت میں بھی جلوا تیرا رہگیا دیکھتا ہی دیکھنے والا تیرا

اصلاح ؎ نظر آیا مجھے کثرت میں بھی جلوا تیرا دیکھتا ہی نہیں کچھ دیکھنے والا تیرا

مصرعہ اولیٰ میں "اُسے" کی جگہ "مجھے" بنایا اور دوسرے مصرع کو تو اسقدر بلند کر دیا

کہ زمین کا پایہ آسمان سے مل گیا دبقول جناب ثابت لکھنوی مولف حیات دبیر) کہ اب اس مطلع کا جواب ہی نہیں ہوسکتا۔ مین نے جب یہ مطلع موصوف کو سنایا گھنٹون اُنھین وجد رہا کم سے کم بیس مرتبہ تو مجھ سے پڑھوایا ہوگا۔

مولف ؎ بے نیازی کی کہین شان کہین بندہ نواز دیکھتا ہون نہین آنکھون سے تماشا تیرا

اصلاح ؎ بے نیازی ہو کہین بندہ نوازی ہو کہین دیکھتا ہون تری آنکھون سے تماشا تیرا

اس اصلاح سے مصرعہ اولیٰ مین کیسی سلاست پیدا ہوگئی اور دوسرا مصرع بجائے "انھین آنکھون کے" "تیری آنکھون" نے معنوی خوبیان کسقدر پیدا کر دین۔ اللہ اللہ

دیکھتا ہون تری آنکھون سے تماشا تیرا

یہ مصرع تعریف سے مستغنی ہے۔

مولف ؎ آپ دیکھین غور سے پہلو مری تحریر کے آپکے شکوے نہین شکوے ہین یہ تقدیر کے

اصلاح ؎ آپ دیکھین الخ آپکے شکوے نہین شکوے ہین سب تقدیر کے

مصرعہ ثانی مین بجائے "یہ" کے "سب" بنا کر مطلع مین روانی کے علاوہ معنوی خوبیان بڑھا دین۔

مولف ؎ چرخ سے آئی ہو پھر کر انکے دیوانے کی آہ ہاتھ مین ٹکڑے لئے ہے دامنِ تاثیر کے

اصلاح ؎ آئی ہو گردون سے پھر کر انکے دیوانے کی آہ ہاتھ مین۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "چرخ سے آئی ہے" کے "آئی ہے گردون سے پھر کر" بنایا "چرخ سے آئی ہے" یہ ٹکڑا زبان پر ثقیل تھا "آئی ہے گردون سے" فصیح تر ہے اس شعر کو حضرت نے پسند فرمایا اور یہ نوٹ لکھا کہ بالکل نیا اور اچھوتا خیال ہے۔ بارک اللہ۔

مولف ؎ خدا کیواسطے آتا نہ اپنی حد سے بڑھ غافل وہین تک پاؤن پھیلا جسقدر وسعت ہو چادر کی

اصلاح ؎ نہ اپنی حد سے بڑھ غافل کہ رہ جائے ترا پردہ وہین تک۔ الخ

مصرعہ اولیٰ بالکل سادہ تھا مگر اصلاح سے کیا لطافت پیدا ہوگئی "رہ جائے ترا پردہ" اس ٹکڑے نے شعر مین معنوی خوبیان بڑھا دین۔ چادر کی مناسبت کے علاوہ

ایک محاورہ بھی نظم ہوگیا۔ اِس شعر کو آرزو لکھنوی جانشین حضرت جلال مرحوم نے بیحد پسند فرمایا اور جن الفاظ میں داد دی اُن کو میں اپنے قلم سے لکھنا مناسب نہیں جانتا۔

مولف ۔ ٹپک پڑتے ہیں آنسو بنکے تارے چشم گردوں سے | دکھایا رب دشمن کو بھی ویرانی مرے گھر کی
اصلاح ۔ ٹپک پڑتے۔ الخ | خدا دشمن کو دکھلائے نہ ویرانی مرے گھر کی

اصل دوسرے مصرع میں "بھی" کا کوئی ثبوت نہ تھا۔ اُستاد نے اسی مضمون کو اپنے الفاظ میں اس حسن سے ادا کر دیا کہ جس کی تعریف میں زبان و قلم دونوں قاصر ہیں اب یہ شعر زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔ ارباب نظر ذرا غور سے اصلاح کو دیکھیں اور اُستاد کی وسیع النظری کی داد دیں۔

مولف ۔ صدقے ساقی ترے محفل مری میخانہ بنے | گردشِ چشم سیہ گردشِ پیمانہ بنے
اصلاح ۔ صدقے۔ الخ | گردشِ چشم ذرا گردشِ پیمانہ بنے

دوسرے مصرع میں بجائے "سیہ" کے "ذرا" بنایا۔ اِس "ذرا" کو ذرا اہل نظر دیکھیں اس ذرا نے شعر میں ایک معشوقانہ ادا پیدا کر دی اور معنوی خوبیاں کس قدر ترقی کر گئیں سبحان اللہ کیا اُستادانہ اصلاح ہے۔

حاجی محمد انور خان صاحب انور لکھنوی ۔

مانند برق آپ نظر سے گزر گئے | یہ بھی نظر نہ آیا کدھر سے کدھر گئے
اصلاح ۔ مثل شرار برق نظر سے گزر گئے | یہ بھی نہ کوئی دیکھ سکا وہ کدھر گئے

اصل شعر کا انداز بیان خوش اسلوب نہ تھا اب اصلاح سے مطلع میں صفائی اور لطف بیان پیدا ہوگیا۔ "شرار برق" کے ٹکڑے پر دل تڑپ جاتا ہے۔

انور ۔ نرگس بھی رہ رہی ہے کھڑی انتظار میں | دکھلا کے آنکھ اسکو بھی بیمار کر گئے
اصلاح ۔ نرگس کو بھی تو روگ لگا انتظار کا | دکھلا کے آنکھ اُسکو بھی بیمار کر گئے

اصل شعر بالکل معمولی تھا اور مضمون فرسودہ مگر پہلے مصرع میں "روگ لگا انتظار کا" اِس ٹکڑے سے اُستاد کامل نے اس میں تازگی پیدا کر دی۔

سید محمد ذکریا زکیؔ دہلوی تلمیذ حضرت غالب

جناب محمد مبین صاحب نازش بدایونی ؎

بے لطف ہو نہ جائے کہین لطف زندگی	یہ کون رو رہا ہے سرہانے کھڑا ہوا

بے لطف ہو نہ جائے کہین مرگِ بیکسی	یہ کون۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "لطف زندگی" کے "مرگِ بیکسی" بنایا اِس مرگِ بیکسی نے شعر مین جان ڈال دی۔ اب اس شعر مین جو خوبیان پیدا ہوگیئن وہ بیان مین نہین آسکتین۔ مرگِ بیکسی کا معشوق کے رونے سے بے لطف ہونا شعر مین ثابت کردیا گیا اور کس خوبی سے اللہ اللہ کیا اصلاح[1] دی۔

نازش ؎ دور اے خیال توبہ کہ ہون تشنہ کام عیش	رکھا ہے میرے سامنے ساغر بھرا ہوا

اصلاح ؎ بس اے خیال توبہ کہ ہون تشنہ کام عیش	رکھا ہے۔ الخ

جناب زکی نے پہلے مصرع مین بجائے "دور" کے "بس" بنایا۔ اس "بس" نے شعر مین کیا حسن پیدا کر دیا۔ زبان کی لطافت۔ فصاحت بلاغت اس شعر مین آپ ملاحظہ فرمایئے ایک لفظ کے بدلنے سے شعر کیا سے کیا ہو گیا۔ اصلاح اسی کا نام ہے۔

[1] یہ اصلاحین خود ہمارے محترم دوست حضرت نازش بدایونی نے مرحمت فرمایئن۔ مولف اُن کا شکر گزار ہے۔

سیّد پیارے صاحب رشید لکھنوی

مرزا واجد حسین صاحب یاس عظیم آبادی ؎
صحبتِ واعظ مین بس انگڑائیاں آنے لگین — راز اپنی میکشی کا کیا کہین کیونکر کھلا
اصلاح ؎ صحبتِ واعظ مین بھی انگڑائیان آنے لگین — راز اپنی - الخ
پہلے مصرع مین بجائے ،،بس،، کے ،،بھی،، بنایا اس بھی نے کیا کیا معنی اُس شعر مین پیدا کر دیے مطلب یہ کہ میخانے مین جو انگڑائیان لینے کی عادت تھی تو صحبت واعظ مین بھی انگڑائیان آنے لگین جس سے راز اپنی میکشی کا کھُل گیا نشہ کے سرور مین یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ صحبتِ وعظ ہے یا میخانہ یاس کے مصرعۂ اولیٰ مین ،،بس،، کا لفظ بلا ضرورت تھا اِس اصلاح سے یہ نقص بھی رفع ہو گیا اور لفظ ،،بھی،، سے شعر مین ایک خاص کیفیت پیدا ہو گئی - اُستادانہ اصلاح ہے -
یاس ؎ لو دلکو سنبھالو بس اب آسانہ کرا ہو — ایسا نہ ہو پھٹ جائے کہین زخم جگر بھی
اصلاح ؎ اب چپ ہو جو دلپہ گزرتی ہے گزر جائے — ایسا نہ ہو - الخ
یاس کے پہلے مصرع مین دل کے سنبھالنے کا ذکر ہے اور دوسرے مصرع مین کہا جاتا ہے کہ ایسا نہو پھٹ جائے کہین زخم جگر بھی - یہ محلِ استعجاب ہے جب دل کو سنبھال لیا تو دوسرے مصرع مین ،،بھی،، بیکار ہوئی جاتی ہے اصلاح سے پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے کس قدر ربط پیدا ہو گیا اور بھی کا بھی صحیح مفہوم ادا ہو گیا مگر مصرعۂ ثانی مین ذم کا ایک پہلو رہ گیا بعض شعرا اس کا بہت خیال رکھتے ہین اور بعض بے پروا رہتے ہین -
یاس ؎ اللہ رے اضطراب دل ناصبور کا — پیاس اور بڑھ گئی آہ جو کوثر قریب ہے
اصلاح ؎ منھ انکے منھ کے پاس ہے دلکو سوا شوق — پیاس - الخ
اس تغیر سے شعر مین عاشقانہ رنگ پیدا ہو گیا -
یاس ؎ چلے چلو جہان لیجائے ولولہ دل کا — دلیل راہِ محبت ہے فیصلہ دل کا

اصلاح ۔ چلینگے لے چلے جس سمت ولولہ دل کا دلیلِ راہِ محبت ہے فیصلہ دل کا

اس اصلاح مین کوئی خاص بات قابل ذکر نہین سوائے اسکے کہ ,,جہان،، سے ,,سمت،، بہت فصیح ہے کیونکہ جہان کے آخری دونون حرف دبتے ہین۔مگر یاس نے اُستاد کی اصلاح کو قبول نہ کیا۔اور نشتر یاس مین اپنا ہی مصرع رہنے دیا۔

خان بہادر علی محمد شاد عظیم آبادی

یاس ۔ مین قفس مین بھی کسی وزنہ خاموش رہا مشکلو نمین بھی طبیعت کا وہی جوش رہا

اصلاح ۔ مین قفس ۔الخ کشمکش مین بھی طبیعت کا وہی جوش رہا

دوسرے مصرع مین بجائے ,,مشکلون،، کے کشمکش بنایا۔کشمکش کے لفظ سے اسیری کا منظر سامنے آگیا اور ادبی خوبیان بھی ترقی کر گیئن۔

یاس ۔ صبحدم رو یا ہون میناسے گلے مل ملکر چلتے چلتے بھی خم و جام مین اک جوش رہا

اصلاح ۔ اٹھتے اٹھتے بھی وہی بزم کی مستانہ روش چلتے چلتے بھی خم مے کو وہی جوش رہا

یاس کے پہلے مصرع مین صبحدم کی تخصیص بلاضرورت تھی میخانہ مین قید وقت کی حاجت نہین اسلئے اٹھتے اٹھتے بھی وہی بزم کی مستانہ روش نے ایک خاص کیفیت پیدا کردی دوسرے مصرع مین ,,چلتے چلتے بھی خم مے کو وہی جوش رہا،، اس تقابل سے اب ساری بزم کو اس روش جوش کا لطف نصیب ہوگیا۔عمدہ اصلاح ہے۔

یاس ۔ مطلب یہ ہے ساقی کہ رہون حشر مین بے فکر ایسا نہو یہ نشہ اسی روز اُتر جائے

پہلے مصرع مین بجائے ,,بے فکر،، کے ,,بدمست،، بنایا صرف نشہ کی مناسبت سے یہ لفظ بنایا گیا۔

یاس ۔ اس مدرسۂ غم سے نکلنا نہ کبھی یاس ناصح کی نصیحت کہین تاثیر نہ کر جائے

دوسرے مصرع مین بجائے "ناصح" کے "یاروں" بنایا۔ خود ناظرین دیکھین کہ اس اصلاح سے شعر مین کیا خوبی پیدا ہوئی۔

یاس ؎ جلوۂ قاتل سے کچھ ایسا مین حیران رہگیا
اک تڑپنے کا جو ارمان تھا وہ ارمان رہگیا

اصلاح ؎ جلوۂ - الخ
اک تڑپنے کا تھا ارمان وہ بھی ارمان رہگیا

اس اصلاح سے کیا خوبیان پیدا ہوئین خود ارباب نظر دیکھ لین۔

یاس ؎ مرتے دم تک بھی نہ شرمندہ ہوا احباب سے
لاش اٹھانے کا مگر آخر اک احسان رہگیا

اصلاح ؎ زندگی بھر تک تو شرمندہ نہ تھے یارو ہم
لاش - الخ

یاس کے پہلے مصرع مین اس کا پتہ نہ تھا کہ کون احباب سے مرتے دم تک شرمندہ نہ تھا اس کو تو صاف کر دیا۔

آخر کی تین اصلاحین قابل اطمینان نہین اگر جناب شاد نے واقعی یہ ترمیمین کی ہین تو سب پہلوؤن پر خیال نہین فرمایا۔ ناظرین غور سے ملاحظہ فرمائین۔

مولوی احمد حسین تمنا مرزاپوری تلمیذ حضرت غالب

مولف ؎ خوشی کو آنے دیتی ہے نہ غم کو جانے دیتی ہے
تمھاری آرزو بیٹھی ہے دلمین مہمان ہو کر

اصلاح ؎ خوشی کو - الخ
در دل پر کسیکی یاد بیٹھی پاسبان ہو کر

دوسرے مصرع مین بجائے "تمھاری آرزو بیٹھی ہے دل مین" کے "در دل پر تمھاری یاد بیٹھی" بنا کر شعر مین چوگنا حسن پیدا کر دیا۔ پاسبانی کے لیئے در دل ہی کی ضرورت تھی۔ کیا اُستادانہ اصلاح دی۔

مولف ؎ رخنہ برقع جو ترے او ستم ایجاد نہو
حشر ہو جائے یہ زاہد کو خدا یاد نہو

اصلاح ؎ رخنہ برقع - الخ
حشر کے روز بھی زاہد کو خدا یاد نہو

دوسرے مصرع کی ترمیم سے شعر مین صفائی اور روانی پیدا ہو گئی۔

مولف ۔ نقاب الٹو ابھی ہنگامۂ محشر نظر آئے قیامت کا تمھارے دیکھنے والونکو ارمان ہے
اصلاح ۔ نقاب الٹو یہین ہنگامۂ محشر نظر آئے قیامت کا۔ الخ
پہلے مصرع مین بجائے ،، ابھی ،، کے ،، یہین ،، بنایا جس سے شعر مین ترقی پیدا ہو گئی۔

مولف ۔ دم آخر سر بالین وہ کس دم ہائے آئے ہین کہ اتنا بھی نہین کہنے کے قابل ہو کہ جس حال ہے
اصلاح ۔ دم آخر سر بالین وہ ایسے وقت آئے ہین کہ اتنا۔ الخ
دوسرے مصرع مین ،، وہ کس دم ہائے ،، کی جگہ ،، وہ ایسے وقت ،، بنایا ،، وہ ایسے وقت ،، یہ ایک ٹکڑا استادانہ رکھدیا ہے جس مصرع ثانی کا صحیح مفہوم ادا ہو گیا اور تاثیر بڑھ گئی

سید بندہ کاظم جاوید لکھنوی

جناب مجن صاحب تمنا لکھنوی ۔
شام فرقت یہ فلک پر چاند ہے تارونکے پاس یا لہو اک ظرف مین رکھا ہے انگارونکے پاس
اصلاح ۔ شام فرقت یہ شفق مین چاند ہے تارونکے پاس یا لہو۔ الخ
پہلے مصرع مین بجائے ،، فلک پر ،، کے ،، شفق مین ،، بنایا شفق کا ایک ٹکڑا یہ ایسا معنی خیز رکھدیا کہ جس سے لہو کی مشابہت پیدا ہو گئی اور مطلع زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔
تمنا ۔ المدد اے گریۂ بیتابی دل المدد آچکا پھر اس کا دامن میرے رخسارونکے پاس
اصلاح ۔ المدد اے جوش گریہ ہے یہی ترکا وقت آچکا پھر۔ الخ
پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین صفائی اور روانی پیدا ہو گئی۔
تمنا ۔ جانکنی مین بھی رہی سینے پہ میرے خون تھا حال زخم دل اسی سے آشکارا ہو گیا
اصلاح ۔ جانکنی۔ الخ راز درد دل اسی سے آشکارا ہو گیا
،، حال زخم دل سے ،، راز درد دل خوب ہے۔ کیا خوب بنایا۔

تمنا ۔ دل اپنا محو آبروئے دیدار یار ہے
تیغین بھی اب پڑین تو مجھے کچھ خبر نہو

اصلاح ۔ دل اپنا محو الفت ابروئے یار ہے
تیغین بھی ۔ الخ

تمنا کا پہلا مصرع غلط تھا اس لیئے بدلا گیا۔

تمنا ۔ بھڑکتی آتش حسن اسکی گر کچھ اور محفل مین
تو ہر شمع طرب افزائے محفل آپ جل جاتی

اصلاح ۔ بھڑکتی آتش حسن اسکی گر کچھ اور بھی شبکو
تو ہر ۔ الخ

شب کی قید نے کیا لطف دیا چونکہ مصرع ثانی مین محفل کا لفظ موجود ہے اسلیئے استاد نے پہلے مصرع مین بجائے کچھ اور محفل مین "کچھ اور شب کو" بناکر شعر مین حسن پیدا کر دیا اب شعر مین کوئی لفظ بیکار نہین۔

تمنا ۔ کچھ ایسی بڑھ گئی تھی آج حدت قلب سوزانکی
مرے بستر پہ شبکو چاندنی ہوتی تو جل جاتی

اصلاح ۔ ترقی کر رہی تھی ایسی حدت قلب سوزان کی
مرے بستر پہ شبکو چاندنی پڑتی تو جل جاتی

پہلے مصرع مین بجائے ایسی بڑھ گئی "کے "ترقی کر رہی" بناکر شعر مین ترقی پیدا کر دی اور دوسرے مصرع مین بجائے "چاندنی ہوتی" کے "چاندنی پڑتی" بنایا جس سے شعر مین معنویت بڑھ گئی۔

تمنا ۔ رات اُس نے جو غصے سے سوے چرخ نظر کی
بجلی سے بھی کچھ بڑھ گئی رفتار قمر کی

اصلاح ۔ غصے مین جو شبکو سوے چرخ اُسنے نظر کی
بجلی ۔ الخ

تمنا کے پہلے مصرع مین "رات اُس نے" یہ ترکیب پرانی ہے اب مستعمل نہین اسلیئے مصرع ترمیم کیا گیا۔

تمنا ۔ اِس عذر کو آئے ہین وہ تربت پہ مری آج
ہم کو نہ کسی نے ترے مرنے کی خبر کی

اصلاح ۔ یہ کہنے کو آیا ہے فقط قبر پہ ظالم
ہم کو ۔ الخ

سبحان اللہ کیا خوب بنایا۔ اِس اصلاح سے شعر مین جان پڑ گئی "یہ کہنے کو آیا ہے فقط قبر پہ ظالم" اس مصرع کی کیا تعریف ہو فی الحقیقت ایسی ہی اصلاحین اُستادون کی اُستادی اور وسیع النظری کا ثبوت دیتی ہین۔

میرن صاحب وفا لکھنوی ؎

آج دشوار ہے بچنا دلِ شیدائی کا کوئی مونس بھی نہین ہے شب تنہائی کا

اصلاح ؎ خاتمہ جل کے ہوا ہی دل شیدائی کا کیا چراغ آج بجھا ہے شب تنہائی کا

اس اصلاح سے مطلع کچھ اور ہی ہو گیا دوسرے مصرع کی کیا تعریف ہو سبحان اللہ-

وفا ؎ آسمان پر مہ نو دیکھ کے مین نے یہ کہا ہو بہو یہ تو ہی نقشہ تری انگڑائی کا

اصلاح ؎ یاد مے سے جو کلیجے کی رگین کھنچنے لگین یاد آیا مجھے عالم تری انگڑائی کا

اِس اصلاح سے شعر کچھ اور چیز ہو گیا-

جناب محمد حسن صاحب کردار لکھنوی ؎

دیکھ کر وہ بال گھونگھر دار یہ پھبتی کہی سانپ کا جوڑا نہین زنجیر ہے زنجیر پر

اصلاح ؎ آئینہ پر سر وہ رکھکر سو گئے بکھری ہے زلف کیا تماشا ہی کہ اک زنجیر ہے زنجیر پر

اصل شعر مین زنجیر ہے زنجیر پر کا کوئی ثبوت نہ تھا اُس کو اُستاد نے کس حسن سے اصلاح مین ثابت کر دیا-

جناب صولت لکھنوی ؎

اِدھر تو حدتِ دل ہی اُدھر کو یار کا رُخ ہے تماشا اک نیا ہی اک جگہ پر آگ پانی ہے

اصلاح ؎ ادھر یہ دیدۂ تر ہین اُدھر وہ آتشین رخ ہے تماشا یہ نیا ہی اک جگہ پر آگ پانی ہے

اصل شعر مین آگ پانی کا تقابل نہ تھا کیونکہ حدت دل اور یار کا رُخ دونوں مین گرمی موجود تھی اب اصلاح مین "دیدۂ تر" پانی- اور "آتشین رُخ" آگ دونوں کا ثبوت بہم پہنچ گیا-

صولت ؎ ذرا تم حال بسمل دیکھ لو آ کر سر مقتل تماشے کا تماشا ہے کہانی کی کہانی ہی

اصلاح ؎ ذرا تم قصۂ بسمل سنو اور حال بھی دیکھو تماشے- الخ

اصل شعر مین "کہانی" کا ثبوت نہ تھا اب اس ٹکڑے سے "ذرا تم قصۂ بسمل سنو" کہانی کا ثبوت پیدا ہو گیا-

جناب بسمل لکھنوی ؎

تم سے زیادہ کوئی نہیں ہے حسین آج یوسف کی رہ گیا ہوں میں تصویر دیکھکر

اصلاح ؎ اب اسکو کیا کہوں جو کہا تھا نگاہ نے یوسف کی اور آپ کی تصویر دیکھ کر

سبحان اللہ کیا خوب بنایا۔ کیا کہوں کی بلاغت ملاحظہ فرمایئے۔ اس کیا کہوں نے شعر میں کیا کیا معنی پیدا کر دیے حضرت یوسف سے معشوق کی تصویر کا مقابلہ اس حسن سے کیا گیا کہ ادب کا پہلو بھی ہاتھ سے نہ گیا۔

بسمل ؎ کیا فرق امتیاز زمانہ سے رہ گیا خوش ہو گیا ہوں چاند سی تصویر دیکھکر

اصلاح ؎ دونوں حسین سامنے ہیں اتفاق سے دیکھونگا چاند آپ کی تصویر دیکھکر

مضمون وہی ہے مگر اب شعر شعر ہو گیا۔ تقابل نے اک حسن پیدا کر دیا۔

جناب شبیر حسین صاحب دل لکھنوی ؎

ابھی تو واقعہ بھولا نہیں تھا طور سینا کا ابھی پھر تم نقاب الٹے ہوئے محفل میں آبیٹھے

اصلاح ؎ ابھی تو وقعہ پیش نظر تھا طور سینا کا ابھی۔ الخ

پہلے مصرع میں بجائے "بھولا نہیں" کے "پیش نظر" بنایا اس اصلاح سے شعر اور بلند ہو گیا۔

جناب لڈن صاحب بہار لکھنوی ؎

اک نہ ہونے سے مرے اللہ ایسا انقلاب آج سنتا ہوں در دولت پہ مجمع کم ہوا

اصلاح ؎ ایک مر جانے سے میرے ضع عالم میں یہ فرق آج سنتا ہوں۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر میں جو خوبیاں پیدا ہو گئیں وہ بیان میں نہیں آسکتیں۔

وفا ؎ تم جو اغیار سے ہنستے ہو یہ کیا کرتے ہو دیکھو ہوتا ہے لہو اس دل شیدائی کا

اصلاح ؎ بے محل غیر کو سینے سے لگایا تم نے دم نکلنے بھی نہ پایا کسی شیدائی کا

وفا کا شعر معمولی تھا اصلاح سے شعر ہی کچھ اور ہو گیا "بے محل" کا ٹکڑا کیسا بامحل

صرف کیا گیا ہے جس سے جناب جاوید کی شان اُستادی ظاہر ہوتی ہے۔

جناب ظفر حسین صاحب ظفر لکھنوی سے

رات بھر اُسنے بھی جل جل کر سحر کو جان دی
فرق کیا ہی شمع سوزان اور ترے بیمار مین

اصلاح سے رات بھر دونون جلے دونون سحر کو ختم تھے
فرق کیا تھا شمع سوزان اور ترے بیمار مین

اس اصلاح سے شعر مین صفائی اور بیان مین سلاست پیدا ہو گئی۔

جناب اعجن صاحب قمر لکھنوی سے

گرہ رشتۂ انفاس بنا ہے مرا دل
دم مرے سینے مین رُک جاتا ہے روتے روتے

اصلاح سے گرہ رشتۂ انفاس بنے ہین آنسو
دم مرے۔ الخ

قمر کے شعر مین گرہ رشتۂ انفاس کا دل کا بننا اچھا نہ تھا اِس لیئے بجائے "بنا ہے مرا دل" کے "بنے ہین آنسو" خوب بنایا۔ مضمون مین بھی تازگی اور جدت ہے۔

حکیم محمد افتخار علی جگر بسوانی (از تلامذہ حضرت امیر مینائی)

سید محمد باسط علی صاحب باسط بسوانی سے

سیاہی مین تیرے بخت سے وہ زلف ملتی ہے
رسائی مین مگر وہ غیر کی تقدیر ہوتی ہے

اصلاح سے سیاہی مین تیرے بخت سے ملتی ہے زلف اُنکی
رسائی۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "وہ زلف ملتی ہے" کے "ملتی ہے زلف اُنکی" بنایا جس سے مصرع مین صفائی پیدا ہو گئی اور ردیف یا ردیف کا آخری با معنی ٹکڑا شعر مین لانا عیب ہے اِس اصلاح سے یہ عیب بھی رفع ہو گیا۔

باسط سے تقاضہ ہی یہی رہ رہ کے مجھ سے ضبط گریہ کا
بہے آنسو جو آنکھوں سے ہری شاخِ تمنا ہو

اصلاح سے تقاضا ہی محبت مین یہ مجھسے ضبط گریہ کا
بہین آنسو جو آنکھوں سے ہری شاخِ تمنا ہو

پہلے مصرع مین بجائے "یہی رہ رہ کے" "محبت مین" بنایا اور دوسرے مین بجائے

ہے۔ کے "یہین" بناکر شعر کو درست کیا۔ باسط کا پہلا مصرع الجھا ہوا تھا جس سے یہ پتا نہ چلتا تھا کہ کیون رہ رہ کے ضبط گریہ کا تقاضا ہے اب "محبت مین" اِس ٹکڑے نے صاف کردیا یعنی محبت مین مجھ سے ضبط گریہ کا تقاضا ہے کہ یہین آنسو جو آنکھون سے ہری شاخ تمنا ہو" اُستاد نے ایک محبت کا لفظ رکھ کر شعر مین کیسی خوبی پیدا کردی۔

باسط ۔ ہو کے پردے مین کسی نے یہ سر طور کہا — دیکھ سکتے بھی نہین طالب دیدار بھی ہو

اصلاح ۔ جلوۂ یار نے پردے مین سر طور کہا — دیکھ سکتے۔ الخ

ہو کے پردے مین" اچھا نہ تھا اِس لیئے پہلا مصرع بنایا گیا جس سے شعر کا صحیح وصاف مفہوم اب ادا ہوا۔

باسط ۔ بلبل کو ذبح کرتے پہلے نہ سوچا ظالم — اب رو رہا ہے بیٹھا صیاد چپکے چپکے

اصلاح ۔ بلبل کو ذبح کر کے پہلے تو شادمان تھا — اب۔ الخ

اے سبحان اللہ کیا خوب اصلاح دی "پہلے تو شادمان تھا" یہ ٹکڑا اُستادانہ رکھدیا چونکہ دوسرے مصرع مین کہا گیا ہے کہ "اب رو رہا ہے" اسلیئے پہلے مصرع مین "پہلے تو شادمان تھا" بنایا یہان صنعت تقابل نے کیا لطف دیا اِس اصلاح سے شعر مین کس قدر ترقی پیدا ہو گئی۔

باسط ۔ غضب ہے حشر کے فتنون نے اُٹھا اُٹھکر قدم چومے — خرام ناز کرتا جب مراست شباب آیا

اصلاح ۔ غضب ہے۔ الخ — سر محشر جو اٹھلاتا مراستِ شباب آیا

باسط کے مصرعہ ثانی مین "خرام ناز کرتا" یہ ٹکڑا بہت ثقیل اور خلاف محاورہ تھا اِسلیئے بجائے اِس کے "سر محشر جو اٹھلاتا" بنایا جس نے قیامت ڈہائی اصلاح سے شعر مین فصاحت کے علاوہ روانی بھی پیدا ہو گئی۔

باسط ۔ سو رہتے ہین ہم خاک بیابان پہ مزے سے — یہ کیون کہین پردیس مین بستر نہین ہوتا

اصلاح ۔ سو رہتے ہین ہم جادۂ غربت پہ مزے سے — یہ کیون۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "خاک بیابان" کے "جادۂ غربت" بنایا خاک بیابان

سے دوسرے مصرع کا صحیح مفہوم ادا نہ ہوتا تھا کیونکہ دوسرے مصرع مین یہ کہا گیا ہے "یہ کیون کہین پردیس مین بستر نہین ہوتا" پردیس کے لئے جادۂ غربت ہی خوب ہے جو استاد نے بنا کر شعر کو صحیح کر دیا۔

باسط ؎ نگاہِ مست سے ساقی نے کیا کیا جام ڈہالے ہین — مگر یہ ظرف ہے اپنا کہ ہم خود کو سنبھالے ہین

اصلاح ؎ نگاہِ مستِ ساقی نے ہزارون جام ڈہالے ہین — مگر۔ الخ

باسط کے پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے کوئی تعلق نہ تھا کیونکہ کہا ہے کہ "نگاہ مست سے ساقی نے کیا کیا جام ڈہالے ہین" تو اس سے ہم خود کیون بیہوش ہونے لگے گو نگاہ مست ساقی کے دیکھنے سے بیہوشی کا اطلاق ممکن ہے مگر اس مصرع نے ایک خاص کیفیت پیدا کر دی "نگاہِ مست ساقی نے ہزارون جام ڈہالے ہین" اب دوسرے مصرع کا صحیح مفہوم بھی ادا ہو گیا۔ اور شعر بھی باکیف بن گیا۔

سید انور حسین آرزو جانشین جناب جلال لکھنوی

جناب نشتر سندیلوی ؎

ہو رہے ہین خستہ اندازِ فراقِ روح و تن — ایسے نازک وقت مین اسباب اس تاخیر کے

اصلاح ؎ ہو رہے۔ الخ — ایسے نازک وقت مین نازک سبب تاخیر کے

دوسرے مصرع مین "اسباب اِس" کی جگہ "نازک سبب" بنایا جس سے شعر مین ایک خاص نزاکت پیدا ہو گئی "نازک سبب نے" شعر مین چوگنا حسن پیدا کر دیا۔ نزاکت خیال کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔

نشتر ؎ کہان وہ دن جب اپنی نالہائے دل مین قوت تھی — ارادے ہی سے پہلے تختۂ گیتی لرزتا تھا

اصلاح ؎ کہان۔ الخ — کہ قبل از جنبش لب تختۂ گیتی لرزتا تھا

دوسرے مصرع مین بجائے "ارادے ہی سے پہلے" کے "کہ قبل از جنبش لب" بنایا نالہائے دل کے لئے جنبش لب کی ضرورت تھی۔

جناب بسمل سندیلوی ؎

جب کوئی دل کا آبلہ ٹوٹا شب فراق — فوراً مریضِ عشق کا چہرہ اُتر گیا

اصلاح ؎ جب کوئی دل کا آبلہ بیٹھا شب فراق — فوراً-الخ

پہلے مصرع مین بجائے ,,ٹوٹا،، کے ,,بیٹھا،، بنایا ٹوٹا سے بیٹھا بہت خوب ہے

جناب منی لال جوان سندیلوی ؎

آسمان تھرا گیا تھا نالۂ شبگیر سے — اَب مین کوزلزلہ ہے آہ کی تاثیر سے

اصلاح ؎ آسمان-الخ — اَب مین کوزلزلہ ہے ضبط کی تاثیر سے

دوسرے مصرع مین بجائے ,,آہ،، کے ,,ضبط،، بنایا اور خوب بنایا-

جناب فرید لکھنوی کا ایک مصرع تلوار کی تعریف مین یہ تھا-ع

خدا کی شان ہے گویا شعاع نور کی ہے

بجائے ,,گویا،، کے ,,ترچھی،، بنایا یعنی-ع

خدا کی شان ہے ترچھی شعاع نور کی ہے

تلوار کے لیئے ترچھی کا لفظ کیسا موزون ہے-

مرزا محمد جعفر اوج لکھنوی خلف مرزا دبیر مرحوم

سید اعجاز حسین صاحب اعجاز لکھنوی ؎

اب اِس سے بڑھ کے ہوگا اور کیا رتبہ محمد کا — نصیری کا خدا مانا گیا بندہ محمد کا

دوسرے مصرع سے ,,نصیری کا خدا مانا گیا،، اِس ٹکڑے کو نکال کر یون بنایا

نصیری کا خدا کہتا تھا ہون بندہ محمد کا

جس سے واقعیت کا اظہار ہو گیا کیونکہ صرف قوم نصیری ہی نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو خدا تسلیم کیا ہے-

سید سرفراز حسین صاحب خبیر لکھنوی ؎

غضب ہے سید والا کا حال جس نے سُنا جگر پہ اُسکے رواں خنجر ملال ہوا

اصلاح ؎ غضب ہے، دلبر زہرا کا حال جس نے سُنا جگر پہ - الخ

پہلے مصرع مین بجائے ،،سید والا،، کے ،،دلبر زہرا،، بنایا جس سے شعر مین اثر پیدا ہو گیا۔

خبیر ؎ مجھی کو سب سے بڑھکر چاہنے والا وہ سمجھے ہین رہا ہو آج میرے ہاتھ مین پالا محبت کا

اصلاح ؎ مجھی کو الخ رہا ہو آج میرے ہاتھ کیا پالا محبت کا

اصل دوسرے مصرع مین ،،ہاتھ مین پالا محبت کا،، خلاف محاورہ تھا۔ محاورہ یہ ہے کہ میرے ہاتھ پالا رہا۔ اسلیئے دوسرے مصرع مین ترمیم کی گئی۔

خبیر ؎ ہاتھ سے گرکر گل بازی اُٹھالے آنکھ سے جو گرے آنکھون سے انکی وہ بھلا کیونکر اُٹھے

اصلاح ؎ ہاتھ سے - الخ جو گرے آنکھون سے آنسو کیطرح کیونکر اُٹھے

معشوق کی آنکھون سے گرکر اُٹھنا تو ضرور دشوار تھا مگر آنسو کی طرح آنکھون سے گرکر اُٹھنا ناممکن ہو گیا۔ اِس اصلاح سے شعر مین کس قدر ترقی ہو گئی۔

خبیر ؎ کہان وہ ساقی روشن جبین ہے خجل جس سے رُخ مہر مبین ہے

اصلاح ؎ کہان وہ ساقی زہرہ جبین ہے خجل - الخ

پہلے مصرع مین بجائے ،،روشن جبین،، کے ،،زہرہ جبین،، بنایا جس سے شعر اور روشن ہو گیا۔

خبیر ؎ نہ دی کچھ موت نے فرصت علاج درد پنہان کی ہوا کیسا یہ مجبوری کا پردہ درمیان حائل

اصلاح ؎ نہ دی - الخ دوا کیسی کہ تشخیص مرض بھی ہو گئی مشکل

جناب خبیر نے یہ شعر جناب عارف مرحوم کی اچانک موت سے متاثر ہو کے تاریخ مین کہا تھا دوسرا مصرع معمولی تھا جسے اُستاد کامل نے ترمیم کر کے دقعیت کا اظہار کر دیا۔[1]

---

[1] یہ اصلاحین بہت دیر مین وصول ہوئین اسوجہ سے بے ترتیب درج ہوئی ہین۔

سید بادشاہ حسین صاحب عرفان خلف سید شہنشاہ حسین مرحوم وکیل لکھنؤ۔

سختی ابن سخی کی پیاس میں یاد کی دیکھو — زبان تیر کی تسکین ہوئی ہے خون اصغر سے

زبان خشک پیکان تر ہوئی ہے خون اصغر سے

اصلاح — سختی - الخ

مضمون وہی ہے مگر اُستاد نے اپنے الفاظ میں کس حسن سے ادا کر دیا سبحان اللہ

صفدر علی صفدر مرزاپوری مؤلف کتاب ہذا

جناب مولوی احسن اللہ خان صاحب احسن کورٹ انسپکٹر اُناوی —

مرتے ہی اُسکے محفل دشمن میں ہم گئے — دو دن بھی تمکو ہائے نہ احسن کا غم ہوا

اصلاح — بیٹھے سوم سے پہلے ہی بزم نشاط میں — دو دن - الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے جو خوبیاں شعر میں پیدا ہو گئیں وہ ظاہر ہیں اول "غم" کے لئے بزم نشاط کا تقابل اور دوسرے مصرع میں "دو دن" کی تخصیص تھی جو اس مصرع سے ثابت کر دی گئی کہ بیٹھے سوم سے پہلے ہی بزم نشاط میں سوم سے پہلے بزم نشاط میں معشوق کا بیٹھنا اسکو ثابت کر رہا ہے کہ دو دن بھی اُس کو ہائے نہ احسن کا غم ہوا۔

انشتر لکھنوی —

حوصلہ اور ترا تیر نظر کیا ہو گا — خون نہو گا مرے پہلو میں جگر کیا ہو گا

خون پہلو میں نہ ہو گا تو جگر کیا ہو گا

اصلاح — حوصلہ - الخ

خون میں اعلان نون فصحا ضروری جانتے ہیں۔ بغیر اعلان نون غیر فصیح ہے اسلئے دوسرا مصرع بدلا گیا۔ اس لیئے معنوی خوبیاں بھی بڑھ گئیں اور مطلع بہت بلند ہو گیا

حافظ محمد فاروق صاحب اثر لکھنوی —

تماشا خاک دیکھیں جاکے ہم صبح قیامت کا — ابھی رونا پڑا ہے ہمکو اپنی شام غربت کا

اصلاح — تماشا خاک دیکھیں خندۂ صبح قیامت کا — ابھی - الخ

رونے کا ذکر مصرعۂ ثانی مین ہے رونے کے لیئے خندہ جب بلاتکلف آجائے تو کیون چھوڑا جائے - اس ایک لفظ سے دیکھو مطلع کہان سے کہان پہنچ گیا - جب "ہم کو" مصرعۂ ثانی مین موجود ہے تو مصرعۂ اولیٰ مین "ہم" کی کیا ضرورت -

اثر ؎ یہ تم ان سوئیولونکو ہر اک سے پوچھتے کیون ہو | مسافر تھے جو تھک کر پڑ رہے گور غریبان مین

اصلاح ؎ یہ پوچھو کچھ نہ پوچھو ماجرا ان سوئیولون کا | مسافر - الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین سلاست اور بیان مین روانی پیدا ہو گئی -

اثر ؎ اے سوز دروں کیتبک رہیگی شعلہ افشانی | کہ ہر ہر حلقہ لو دینے لگا اب تو سلاسل کا

اصلاح ؎ مرے سوز دروں سے آگ لگجائے نہ زندان مین | کہ حلقہ حلقہ لو دینے لگا ہے اب سلاسل کا

اثر کا شعر بہت اُلجھا ہوا تھا - اصلاح سے صاف ہو گیا - سلاسل کی مناسبت سے زندان کا لفظ بھی نہایت موزون رکھا گیا - اور جو خوبیان پیدا ہوئین وہ ناظرین خود ملاحظہ فرمائین -

اثر ؎ تن مجروح پر اسنے کھلائے ہین چمن کیسے | کوئی گلکاریان دیکھے ذرا قاتل کے خنجر کی

اصلاح ؎ کھلے ہین پھول بن بنکر یہ زخم خونچکان تن پر | کوئی - الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے تشبیہ تام پیدا ہو گئی اور بندش مین چستی بھی آگئی -

جناب اسد لکھنوی ؎

یہ کس بیکس کا لاشہ آرہا ہے | کہ حسرت آگے آگے نوحہ گر ہے

اصلاح ؎ یہ کس بیکس کی میت آرہی ہے | کہ حسرت - الخ

اس موقع پر "لاشہ" سے میت زیادہ فصیح ہے -

اسد ؎ چرخ کو محفل ساقی کی ترقی پہ ہے رشک | ابر آیا ہوا ہے دور ہے پیمانے کا

اصلاح ؎ چرخ کو محفل ساقی نے دکھایا نیچا | جھک پڑا دیکھ لیا دور جو پیمانے کا

اس اصلاح سے اسقدر شعر مین ترقی پیدا ہو گئی کہ یہ شعر اب زمین سے آسمان پر پہنچ گیا - ارباب نظر ذرا غور سے دونون مصرعون کو ملاحظہ فرمائین اگر یہ اصلاح قابل داد

تو ناچیز مولف کی ہمت افزائی فرمائین۔

منشی حیات بخش رسا مرحوم شاعر دربار رام پور

حضور احمد صاحب حضور نعیمی مراد آبادی۔

حضور ؎ مجکو کہتا ہی کہ تو دوست نما دشمن ہے کوئی دیکھے تو یہ اُس کی ستمگار کی بات

اصلاح ؎ مجکو کہتا ہے کہ عیار ہے دنیا بھر کا کوئی۔الخ

عیار اور پھر دنیا بھر کا۔ سبحان اللہ کیا خوب اصلاح ہے شعر مین لطف زبان پیدا ہوگیا۔ دوست نما ایک عاشق کو معشوق کی زبان سے کہنا کچھ اچھا نہین ہے

حضور ؎ رنگ کر ہاتھ مرا خون مین بولا قاتل اسکی شوخی سے کہین رنگ حنا اچھا ہی

اصلاح ؎ ہاتھ قاتل نے مرے خون مین رنگ کر یہ کہا اسکی۔الخ

اصل پہلے مصرع مین "رنگ کر" اچھا نہ تھا اس لیئے جناب رسا نے دوسرے طریقہ سے مطلب ادا کر دیا اور اب مصرع بہت صاف ہوگیا۔

حضور ؎ اللہ کوئی مجھ سا بھی حسرت نصیب ہے جسکا کوئی فراق مین بھی ہمنشین نہین

اصلاح ؎ اللہ کوئی۔الخ جسکا کوئی رفیق نہین ہمنشین نہین

اِس اصلاح سے دوسرا مصرع بہت صاف اور بلند ہوگیا۔

حضور ؎ بیچین ہے اب میری طرح وہ بھی ستمگر کیا معنی کہ آہ ہو نہین تب عاشق کی اثر ہو

دوسرے مصرع مین "کیا معنی" کی جگہ "ممکن نہین" بنا دیا اِس سے شعر کس قدر پاکیزہ و صاف ہوگیا۔

حضور ؎ غیر کی الفت چھپائے سے کہین چھپ جائیگی اُڑتے اُڑتے ساری دنیا کو خبر ہو جائیگی

اول مصرع مین چھپ جائے گی خلاف محاورہ تھا جناب رسا نے یون بنایا۔

"غیر کی الفت چھپائے سے چھپے ممکن نہین"

جس سے شعر مین زور پیدا ہو گیا[۱]

[۱] جناب رسا کی اصلاحین ترتیب کے وقت غلطی سے رہ گیئن تھین اس لیئے آخر مین درج ہوئین۔

ناظرین سے استدعا ہے کہ اگر انکے پاس اساتذہ کی اصلاحین موجود ہون تو مہربانی فرماکر پتہ ذیل پر ارسال فرمائین تاکہ ادبی جواہر ریزے دستبرد زمانہ کی نذر ہونے سے محفوظ رہ سکین۔ خادم: منیجر صدیق بکڈپو لکھنؤ

تصنیفات مصوّرِ غم علامہ راشد الخیری

شام زندگی

اس کتاب سے زیادہ آخری پانچ سال مین اُردو کی کوئی کتاب مقبول نہین ہوئی ہے اتبک چودہ
ہزار بک چکی ہے اور مانگ کا وہی حال ہے جو شروع مین تہا۔ جو مرد چاہتے ہین کہ اُنکی بیویان اُنکے
مزاج کے موافق ہوجائین وہ شام زندگی کو اُنھین پڑھواتے ہین اور جو عورتین آرزو کرتی ہین کہ اُنکا
گھر رشک جنت بنجائے وہ شام زندگی کو پڑھتی ہین اور اس کی مدد سے اپنے خاوندون کا دل موہ
لیتی ہین جنھین اولاد کی تربیت کا خیال ہے اُنکے نزدیک تو اس کام کے لئے شام زندگی سے بہتر اتالیق
نہین ہے۔ شام زندگی مین قصہ کے طور پر ایک لڑکی کا حال لکھا ہے کہ اس نے شادی سے لیکر
مرنے کے وقت تک کیونکر زندگی بسر کی زندگی کے کسی شعبہ اور حیات کے کسی مرحلہ کو جس سے انسان ہوکر
گزرتا ہے نظر انداز نہین کیا گیا۔ پھر پیرایہ اسقدر دلچسپ کہ چند صفحہ دیکھ کر کتاب ہاتھ سے چھوڑ دیجئے تو
ہم قیمت معہ محصول ڈاک واپس دینے کو تیار ہین اور موثر اتنی کہ لوگون نے اسی کی وجہ سے مصنف کو مصورِ غم
کا خطاب دیا ہے۔ ہر سطر آنکھون کو پرنم کردیتی ہے۔ غرض شام زندگی بڑی ہی کامیاب کتاب ہے،
کسی اعتبار سے کوئی عیب اس مین نہین بلکہ محاسن ہی محاسن ہین۔ ایک جلد طلب فرمالیجئے آپکے
تمام خاندان اور احباب مین پہنچ جائے گی۔ عورت اور مرد سب اسپر شیدا ہوجاتے ہین تمھارے
دُکھ کا علاج تمھارے درد کی دوا۔ تمھارے دل کا بہلاوا۔ تمھاری آنکھون کی ٹھنڈک شام زندگی
اور صرف شام زندگی ہے۔ شام زندگی نے سیکڑون جانورون کو انسانیت سکھادی لامذہبون مین
مذہبیت پیدا کردی اور گم گشتہ راہون کو راہ پر لگا دیا۔ جو شخص شام زندگی سے محروم رہے اور
شام زندگی سے فائدہ نہ حاصل کرے اس کی تقدیر ہے ورنہ شام زندگی نے دین و دنیا کی درستی کا
سامان پیش کردیا ہے۔ ضخامت قریبًا دس جزو اعلیٰ کاغذ اعلیٰ لکھائی چھپائی۔ قیمت سوا روپیہ عہ/

صبح زندگی

یہ شام زندگی کا پہلا حصہ ہے شام زندگی مین نسیمہ بیگم کی شادی سے موت تک کے حالات پڑھیئے

سب سے پہلے ذرا ان کا کوا رپنہ بھی دیکھ لیجئے اس سے تم کو پتہ چلے گا کہ ایک لڑکی کی پیدائش سے شادی تک کیونکر انھیں تعلیم و تربیت کرنی چاہیئے علامہ موصوف اس قسم کے مضامین کو دلچسپ اور موثر بنا دینے مین جو ملکہ رکھتے ہین وہ کسی سے پوشیدہ نہین یہ تمھاری بیٹیون کی اتالیق ہے تمھاری بیویون کی مشیر ہے اور خود تمھاری ذات کے لئے لٹریچر کا بیش بہا خزانہ ہے۔ انمول قصہ ہے اس سے کام لو نصیحت پکڑو اور لطف اٹھاؤ صبح زندگی مین درد بیان کیف زبان اور زندگی کا سامان سب کچھ موجود ہے صبح زندگی کا بھی حال مین دسوان ایڈیشن چھپا ہے قیمت عہ

شب زندگی

صبح زندگی مین نسیمہ کے بچپن اور جوانی کو دکھایا گیا ہے اور شام زندگی مین اسے آخری منزل پر پہنچایا ہے۔ شب زندگی مین موت کے بعد کی سرگزشت پڑھو اور اپنے بیوی بچون کے سامنے نسیمہ کا پاک نمونہ پیش کر کے انہین اس جیسا بناؤ۔ تاکہ وہ یہان بھی اچھے بیج بوئین اور وہان بھی اچھے پھل کھائین۔

صبح زندگی اور شام زندگی مفید ہونے کے ساتھ جیسی موثر اور دردانگیز کتابین ہین آپکو انکا علم ہے پھر شب زندگی جو تم ٹھنڈے کم ہے۔ علامہ راشد الخیری کی ہر سطر جادو کا کام کرتی ہے اور شب زندگی تو ان کا ماسٹر پیس ہے۔

شب زندگی چونکہ ذرا زیادہ طویل ہو گئی تھی اس لئے اس کے الگ دو حصے کر دیے ہین قیمت حصہ اول عہ حصہ دوم عہ (پانچوان ایڈیشن)

نوحۂ زندگی

یہ بھی مصور غم علامہ راشد الخیری کی مشہور کتاب ہے جس مین بتایا گیا ہے کہ اسلام نے بیوہ کے ساتھ کس سلوک کا حکم دیا تھا اور آجکل مسلمانون نے اس کی کیا صورت اختیار کر لی ہے۔ نوحۂ زندگی باطل پرستون کو حق پرستی کا سبق سکھائے گی اور مسلمانون کو سکھائے گی کہ مسلمانون کے لئے رسم و رواج نہین مذہب اور صرف مذہب ہی ایک چیز ہے۔ نوحۂ زندگی ظالمون کو رحیم۔ جابر دلون کو نرم بنا دیتی ہے۔ نوحۂ زندگی گویا بیواؤن کا مرثیہ ہے۔ جو جادو کا اثر رکھتا ہے پیرایہ وہی قصے کا ضخامت ۸۸ صفحے کتابت اور طباعت عمدہ قیمت ۱۲ر (پانچوان ایڈیشن)

قطراتِ اشک

مصورِ غم علامہ راشد الخیری کے اُن موثر و مقبول افسانوں کا مجموعہ جو مخزن، تمدن، خطیب، عصمت اور کہکشاں میں شائع ہوئے تھے اخبار مدینہ اس کے متعلق لکھتا ہے "اپنی مخصوص طرز انشاء کہیں ہاتھ سے نہیں چھوٹی جس کی دلآویزی ہمیشہ مسلم رہی ہے" رسالہ نگار لکھتا ہے "اس میں اکثر وہ افسانے ہیں جو شائع ہو کر مقبول ہو چکے" رسالہ ہمایوں لکھتا ہے "چند غم انگیز افسانوں کا مجموعہ ہے" قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے عہ

جوہرِ قدامت

دو بہنوں کی پر لطف کہانی دو لڑکیوں کی مفصل زندگی اور دو عورتوں کی جگر خراش داستان ہے جن میں سے ایک دور قدیم کی درخشندہ تصویر اور دوسری طرز جدید کی دلدادہ وشیدا۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ عالم نسوان آج سے پچاس برس پہلے کیا جوہر رکھتا تھا مسلمان گھروں میں اس وقت کیسے کیسے لعل گودڑیوں میں چمکتے تھے اور مغربی رو اُن کو کس سمت لے جا رہی ہے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

ایامِ شام

حسن عشق کی جیتی جاگتی قابل دید تصویریں جذبات کی مزید ارنیرنگیاں دورِ فاروقی کا دلکش آئینہ فتح بیت المقدس کے کارنامے وصل و ہجر کی دلچسپ داستان رنج و غم کے دلسوز مرقعے اردو لٹریچر کا اعلیٰ نمونہ مسلمانوں کی سرفروشانہ دلیری۔ قیمت عہ

آفتابِ دمشق

تثلیث و توحید کا مقابلہ۔ ہلال و صلیب کا منازعہ اسلام و نصرانیت کے معرکے عہد صدیق و فاروق کے کارنامے۔ وصل و ہجر کی دلچسپ داستان رنج و غم۔ محبت کی چاشنی شیریں زبان دردناک بیان قیمت فی جلد ایک روپیہ چار آنے عہ

تیغ کمال

اگر آپکو غازی اعظم مصطفےٰ کمال کی مفصل سوانح عمری - یونان کے برخلاف مسلمانوں کی کوشش اور فتح کے مناظر دیکھنے ہیں تو اس کتاب میں دیکھئے جس میں یورپ کی سازشوں کے راز افشا کئے گئے ہیں شاہ قسطنطین کی سیاسی چالیں ملکہ کوئن کونٹ کا عشق اور غازی اعظم پر فریفتگی کی داستان اس قدر دلچسپ ہو کر ناظر متعجب ہوتا ہے - اتحادی شہزادوں کا ملکہ پر فریفتہ ہونا اور شادی کی درخواست کرنا یہاں تک کہ انکار پر قید کرنا اور قتل کا حکم دینا ملکہ کا دم آخر اور مصطفےٰ کمال کا پہنچکر جلاد کو قتل کرنا - ایسے ہوشربا مناظر ہیں کہ دیکھ کر ہوش اڑ جاتے ہیں - یونان کے درد انگیز مناظر اور علامہ راشد الخیری مدظلہ کا قلم - کتاب نہیں ایک جادو ہی جو پڑھنے والے کو ساکت کر دیتا ہی - قیمت عہ

سمرنا کا چاند

اگر آپ ناول پڑھتے ہیں تو دنیا کا مخرب اخلاق اور بیہودہ ناولوں کو چھوڑ کر سمرنا کا چاند دیکھئے کیونکہ یہ اُن سے زیادہ دلچسپ ہے اُنسے زیادہ پُرلطف ہے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ شریف خاتونین بھی اس کو پڑھتی اور اس سے فائدہ اٹھاتی ہیں اور بغیر ختم کئے کسی طرح چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا اگر آپ سیاسیات کے دلدادہ ہیں تو آپ سمرنا کا چاند ملاحظ فرمایئے کیونکہ اس میں سیاسیات حاضرہ پر بھی قصہ کے ضمن میں بہت کچھ روشنی ڈالی گئی ہے اور نہایت دلچسپ الفاظ مین اسکے محاسن اور معائب کو خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے - اگر آپ تعلیم و تربیت پر شیفتہ ہیں تو سمرنا کا چاند دیکھئے جس میں تعلیم و تربیت کے فوائد اور عدم تربیت کے نقایص کو ثابت کیا ہے - اگر آپ اردو لٹریچر کا لطف اٹھانا چاہیں تو سمرنا کا چاند ملاحظہ فرمایئے - جو علامہ راشد الخیری کی بہترین تصنیف ہی قیمت سوا روپیہ عہ

منازل السائرہ

جسے پہلی اور دوسری دفعہ خان بہادر شیخ عبد القادر صاحب پریسیڈنٹ پنجاب کونسل نے شائع کیا تھا اور اب جو اُن کی عدیم الفرصتی کے سبب مدت سے تیار نہ ہو سکی تھی ہم نے حصول اجازت کے بعد اور مولانا سے نظر ثانی کرا کے اُسے چھاپ لیا ہے - منازل السائرہ مین

سائرہ کی زندگی کے مختلف حالات نہایت دلچسپ اور نصیحت آمیز طریق سے بیان کیے گئے ہین مولانا کی طرز تحریر کا یہ ایک لاثانی نمونہ ہے۔ اخبارات اسپر اچھی اچھی رائین ظاہر کر چکے ہین۔ عمر

ماہ عجم

فاروق اعظم کے عہد مین مسلمانون کے جنگی کارنامے۔ فرزندان ایران کا سرفروشانہ مذہبی جوش حسن وعشق کے جذبات لطیفہ۔ قیمت عمر

عروس کربلا

مصر کے مشہور مصنف علامہ جرجی زیدان نے اپنی کتاب مجوبہ کربلا مین اسلام پر جو دبی ہوئی چوٹ کی ہو اس کا بدلہ اس کتاب مین اس خوبصورتی سے لیا گیا ہے کہ بے ساختہ قابل مصنف کے کمال کی داد دینی پڑتی ہو کربلا کے واقعات اور حضرت امام حسین اور اُن کے رفقا کی شہادت کے حالات خود کچھ کم دردانگیز نہین اس پر شاہ ٹریجیڈی کے قلم نے تو وہ غضب ڈھایا ہو کہ آنکھوں سے دریا بہ جاتے ہین۔ قیمت عمر

محبوبۂ خداوند

اس بے نظیر قابل دید کتاب مین عہد عثمانی کے واقعات اور مسلمانون کے اُن بے نظیر کارنامون اور حب ایمانی وشجاعت کی تصویرین مصور غم نے ایسی دردانگیز کھینچی ہین کہ جو آنکھون سے آنسو جاری کرا دیتی ہین تاریخی واقعات علامہ محترم کی زبان سے ایسے پیارے معلوم ہوتے ہین کہ بے ساختہ منہ چوم لینے کو جی چاہتا ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ سب عمدہ قیمت ۱۲ر

بنت الوقت

دور جدید کے کرشمے مشنری لیڈیز کی حیرت خیز تبلیغ۔ مغربی تہذیب کی دلدادہ مس فرخندہ کی شرمناک لائف۔ وحید کا اپنے بڑے بھائی مجید کو محروم الارث نہین جائداد کے حاصل کرنے کے لئے باغیون مین گرفتار کرانا اور بالآخر مجید کی موت۔ پھر یہ پیاری کہانی اور مولانا کی زبانی۔ بنت الوقت بتائے گی کہ یورپ کی کورانہ تقلید اور نئے تمدن کی اندھا دھند پیروی کس طرح گھرون کو تباہ کرتی ہے۔ قیمت ۸ر

منیجر صدیق بکڈپو لکھنو

سراب مغرب

یہ وہ تصنیف ہے جس کا دنیائے نسوان کو مدتون سے انتظار تھا اور اردو لٹریچر جس کے واسطے بیچین تھا تعلیم نسوان کے مسئلے مین اس فیصلہ کی شدید ضرورت تھی کہ غیر مسلم ذرائع سے مستفید کہان تک جایز ہے حضرت مصنف کا فیصلہ قابل دید ہے قصہ اس قدر درد انگیز ہے کہ ہر ہر لفظ کلیجے کے پار ہو جاتا ہے اور آنکھین روتے روتے طوفان بپا کر دیتی ہین۔ سراب مغرب کتاب نہین ایک جادو ہے جس کو پڑھ کر ہر ناظر ساکت ہو جاتا ہے۔ اکرم کے ہاتھون آبرو ے سادات کا انجام فیشن جدید کے نتائج پارٹیز کا حشر دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ قیمت ۸ ر

فسانہ سعید

یہ اپنے رنگ کی وہ کتاب ہے جس کا شکریہ قدر دانان اردو ادا نہین کر سکتے نکاح ثانی آپ مسلمہ فیصلہ ہے لیکن جس قابلیت سے مولانا نے سعید کے نکاح ثانی کو بے سود ثابت کیا ہے وہ حقیقۃ یہ حق رکھتا ہے کہ ہر مسلمان اس کتاب کو پڑھے سعید کی داستان جگر خراش ناظرین کا دل دہلا دیگی اس کا انجام بے حد درد انگیز ہے سنگدل باپ نے بھولی بچی پر وہ ستم توڑے ہین کہ کلیجہ منہ کو آتا ہے فسانہ سعید ایک معمولی کتاب نہین درس عبرت ہے جو بتا رہا ہے کہ کس طرح عیش پرست باپ بیوی کی موت کے بعد اولاد کے ساتھ پیش آتا ہے اور ایک کٹر باپ اپنے نفس کے واسطے بیٹی پر کیا کیا مصیبت ڈھاتا ہے کتاب کی تعریف فضول ہے مصور غم علامہ راشد الخیری کی تصنیف تعریف سے مستغنی ہے۔ اچھی لکھائی اچھی چھپائی سفید کاغذ۔ قیمت ۸ ر

تائید غیبی

مصور غم علامہ راشد الخیری کی فسانہ نگاری قوم سے قبولیت عام کی سند حاصل کر چکی ہے مگر بہت کم آدمیون کو معلوم ہوگا کہ جس طرح تصویر غم آنا رنے مین مولانا ے محترم کا قلم بے نظیر ہے۔ اسیطرح مذاق کا کیرکٹر بھی علامہ محترم بے مثل لکھتے ہین۔ اس لاجواب فسانے مین درد والم کی تصویر کے علاوہ تاریخ اسلامی کا ایک ایسا واقع آپ کو ملے گا کہ بے اختیار آپ کی آنکھون سے آنسو نکل پڑینگے مگر اس کے ساتھ ہی مارے ہنسی کے پیٹ مین بھی بل پڑ جائینگے تائید غیبی مسلمانون کو بتائے گی

ن اندلس پر وہ کیا کر چکے ہین کس طرح وقت نے ان کو معراج کمال پر پہنچایا اور کس طرح وہ اپنے
ہ سے فنا ہوئے - تائید غیبی ہین ور دھر مذاق ہے - افسانہ ہے - تاریخ ہے - اور اس قلم کے جواہر
ہس کا مثل اس وقت ہندوستان مین نہین ہے - قیمت ۸ر

لڑکیون کی انشاء

دستان کے بہت سے نامی انشاپردازون نے لڑکیون کے لئے اچھی اچھی انشائین لکھی ہین
ئہ راشد الخیری صاحب دہلوی مصنف منازل السائرہ، صبح زندگی و شام زندگی نے لڑکیون
نار لکھ کر سب انشاپردازون کے قلم توڑ دیے اور بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ "لڑکیون کی انشاء"
سب انشاؤن سے بازی لیگئی اس کا پہلا اور دوسرا اڈیشن ہاتھون ہاتھ بک گیا اور تیسرا
ہا بک رہا ہے اس مین پچاس کے قریب مختلف قسم کے نہایت دلچسپ خطوط ہین جن مین
ری کی تمام ضروری اور کارآمد باتین جو بچیون لڑکیون اور عورتون کے لئے مناسب
دُ گئی ہین زبان ایسی پیاری اور شیرین ہے کہ بلا ضرورت بار بار پڑھنے کو دل چاہتا ہے
لوم ہوتا ہے کہ لکھنے والی بچیان سامنے کھڑی بول رہی ہین - زنانہ خطوط کی زبان کیسی ہونی
ے اس کا اس سے بہتر نمونہ نہین ہوسکتا - بہ اعتبار ادب اردو زبان کا بہترین تحفہ ہے اور
نصائح خانہ داری کی کوئی نصیحت اس مین نہین چھوڑی گئی -
ام معزز اخبارون نے اس پر عمدہ عمدہ ریویو کئے ہین لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت عمدہ
ار جن صاحبون کو منگوانا ہو فوراً منگوالین -

سوکن کا جلاپا

چھوٹا سا ہے مگر تمام کتابون مین بلحاظ درد و اثر کے ممتاز ہے ساس نے ایک لڑکی پر سوکن
ر اس بے گناہ مصیبت زدہ لڑکی کو سخت تکلیفین جھیلنی پڑین تہمتین اور بے بنیاد بدنامیان
ہ یزین اور ماں باپ کی لاج رکھنے کے لئے اس نے وہ سب اذیتین صبر اور شکر سے سہین یہان تک
ہین گھل گھل کر جان دیدی - قیمت ۶ر

سنجوگ

پر بے سمجھے بوجھے پیاری بیٹی کا قربان کرنا - اس کتاب کا فقرہ فقرہ تیر ہے اور نشتر پر نشتر - قیمت ۱۰ر

اُس مشہور تاریخ [illegible]

تنازعات بالا [illegible]

کے بت کو توڑ [illegible]

فتح حاصل کی [illegible]

تحریک اِس کی نشو و نما خفیہ انجمنیں سیاسی خونریزیاں - جذبات انسانی کا [illegible]

اندرونی اور بیرونی سازشیں - یوروپین ساز باز قلعہ باسٹل کے خونریز ہنگامے - قدیم [illegible]

بہادرانہ جانبازی و سرفروشی - صبر و استقلال اور اُس کے کامیاب نتائج - قیمت کی

مترجمہ

جناب مولوی عبدالرزاق صاحب سابق اڈیٹر پیغام الجامعہ کلکتہ

ملنے کا پتہ

مینیجر صدیق بکڈپو امین آباد پارک لکھنؤ

دنیائے ادب کے مشہور سخنور جناب صفدر مرزاپوری کی تالیفات

بزمِ خیال

جس مین
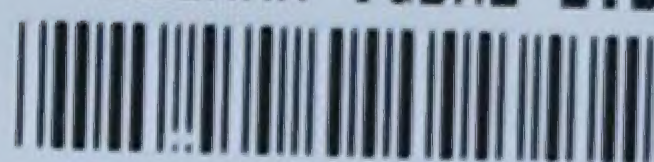
شعرائے اردو اور فارسی کی مجالس کے لطائف و ظرائف کو جمع کیا گیا ہے۔ برجستہ گوئی اور
حاضر جوابی کے بہترین نمونے دکھائے گئے ہین۔ فارسی اور اردو کے ان منتخب اشعار کو
لیکر جنکا کسی لطیفہ یا دلچسپ قصہ سے تعلق ہے۔ اسکی مفصل کیفیت بیان کی ہے
خوش مذاق حضرات کے لیے تفریح طبع کا بہترین سامان ہے۔ اسکے ساتھ ادبی اور
تاریخی ضیافت ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہے قیمت

ایک روپیہ

مرقع ادب حصہ ۱

یہ ان نایاب خطوط کا مجموعہ ہے جنہین ملک کے نامور ادیبوں اور سربرآوردہ حضرات نے ایک دوسرے
کے نام لکھا ہے۔ اسمین کا حرف حرف سند ہے۔ ہر ہر فقرہ موتی کی لڑی ہے۔ زبان اردو سیکھنے کے
لئے موجودہ زبان اردو کا بہترین مرقع ہے۔ ادبی خوبیون کے علاوہ بہت سے نامور اور باکمال
شعرا اور مشاہیر کے سوانح زندگی پر بھی روشنی پڑتی ہے اور ایک ورق مین نظر
کے لئے مکتوب اور مکتوب الیہ حضرات کا خاصہ تذکرہ ہے۔ اکثر خطوط مین
شاعرانہ نکات و حقائق پر بحث ہوتی ہے کہین شاعرانہ نوک جھونک ہے
کہین ہمعصرانہ چھیڑ چھاڑ کہین لطیف ظرافت آمیز چٹکلے
قیمت عہ

ملنے کا پتہ: صدیق بک ڈپو۔ امین آباد پارک لکھنؤ